



**OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY**

Call No. ۲۳۱۱ ۸۹۱۵ ک - م Accession No. ۱۷۵۵۶

Author مالن ایے آوہر فونڈ

Title مجموعہ سخن حقہ اول ۱۸۹۲ء

This book should be returned on or before the date last marked below

---



# مجموعہ سخن حصہ اول

شملہ کلام شاعرانہ تقدیم و مخوران متاخرین مع اصول شعر و تذکرہ شعرا

حباب

Checked 1959.

بکالین اے آوبرونگ صاحب بہادر ایم لے ڈاکٹر سابق سررشتہ تعلیم اودھ  
پینٹ شیورائن صاحب پٹی انپکٹر مدارس ضلع لکھنؤ و مولوی محمد حکیم الدین صاحب  
ماسٹر چوک اسکول لکھنؤ منشی غلام حسین صاحب قدر مرحوم ہیڈ ماسٹر مدرسہ ہنوز ضلع  
لکھنؤ پروفیسر فارسی کینگ کالج نے بکمال تحقیق و تفتیش اساتذہ اُردو ساکن لکھنؤ و  
کے کلام فصاحت و فرجام سے تالیف کیا اور صاحب محترم الیہ کی سفارش سے کلکتہ  
یونیورسٹی کے سینٹ نے اُردو و انٹرنس کورس میں داخل کیا واسطے منفعت عام طلبہ

مدارس سرکاری کے

باہتمام کارپردازان سررشتہ تعلیم اودھ

حسب احکم جناب فیض آباد صاحب ڈاکٹر آف پبلک انٹرکشن مالک مغربی و شمالی اودھ

حسب فشار دفعہ ۹۔ ایکٹ ۲۵۔ ۱۹۶۷ء جر جیٹری ہکر

مطبع نامی منشی نول کشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

بینوین بار

ماہ جون ۱۹۶۲ء عیسوی





# فہرست مضامین مجموعہ سخن حصہ اول

نمبر مضامین	خلاصہ مضمون	صفحات ابتدائی	تفصیل	نام	نمبر مضامین
۱	حمد	۲	شہید	مولوی نور الدین حسین خان	۹۲
۲	حمد بہاریہ	۲	کافی	*	*
۳	ایضاً	۳	نسخ	شیخ امام بخش	۱۰۳
۴	ایضاً	۳	زند	نواب سید محمد خان	۸۵
۵	ایضاً	۳	حسن	میر حسن	۸۱
۶	شکر خدا سے کرو گار	۳	*	معصوم علی	*
۷	مناجات	۴	*	ایضاً	*
۸	ایک ننگی سے اور بدیدی سے نہیں چوکتے	۴	زنگین	سعادت یار خان	۸۵
۹	ننگی ننگی دیکھ کر اپنے بد اعمال پر افسوس کرنا	۵	ایضاً	ایضاً	ایضاً
۱۰	پچھلے بادشاہوں کی امور اور ان کے حال پر عبرت کی نظر	۶	مظہر	مرزا جان جاناں	۱۰۱
۱۱	قطرہ عبرت آمیز	۷	*	بینی پر شاہ	*
۱۲	نصائح چند	۷	رہت	شیخ کریم الدین	۸۴
۱۳	فضیلت رسم	۷	ایضاً	ایضاً	ایضاً
۱۴	سچے دوست کی پہچان	۸	زنگین	سعادت یار خان	۸۵
۱۵	چار خیزوں سے ڈرنا چاہیے	۹	ایضاً	ایضاً	ایضاً
۱۶	بے گنجی ہوئی بات کا انجام	۹	حسن	مفتی مولوی الہی بخش	۸۲
۱۷	نصائح دلپذیر فرزند سعادت تعمیر	۱۲	*	*	*
۱۸	مصالح اعضاءے انسانی	۱۲	نسخ	شیخ امام بخش	۱۰۳
۱۹	خدا کی نعمتیں	۱۲	ایضاً	ایضاً	ایضاً
۲۰	شکر پروردگار	۱۵	امانت	سید آغا حسن	۷۴
۲۱	بے ثباتی دنیا	۱۶	جر	عبد اللہ خان	۱۳
۲۲	زمانہ کی شکایت اور صبر کی ہدایت	۱۷	حسن	مفتی مولوی الہی بخش	۸۲
۲۳	عجب دور کرنا مقدم ہے ہنر سیکھنے پر	۱۹	ایضاً	ایضاً	ایضاً

نمبر کتاب	خلاصہ مضمون	صفحہ ابتدائی	تفصیل	نام	نمبر کتاب
۲۴	بجیل کی ایجو	۲۰	سودا	مرزا محمد رفیع	۹۰
۲۵	آفتاب	۲۳	ناسخ	شیخ امام بخش	۱۰۳
۲۶	زیر ہونا رستم کا شہر اب سے	۲۵	مثنوی	مثنوی مول چند	۱۰۲
۲۷	شہر اب کا مارا جانا رستم کے ہاتھ سے	۲۸	ایضاً	ایضاً	
۲۸	رضا و تسلیم کا بیان	۳۱	اسیر	نیر نطف علی خان بہادر	۷۳
۲۹	نگلی مین فراخ حوصل	۳۲	ایضاً	ایضاً	
۳۰	رفاہ عام مین ثواب نام آوری بھی ہے	۳۲	سودا	مرزا محمد رفیع	۹۰
۳۱	راجہ راجہ جی کا بن باس ہونا	۳۳	خوشتر	مثنوی جگتا پنہ	۱۰۲
۳۲	سودا کے وقت کا ہر لونگ	۳۴	سودا	مرزا محمد رفیع	۹۰
۳۳	عربی گزارش حال پر ملال	۳۹	غالب	اسد اللہ خان	۹۴
۳۴	ایک دیکھ خط کے جواب مین خط استیقاہ	۵۰	سودا	مرزا محمد رفیع	۹۰
۳۵	خدمت زر	۵۲	ایضاً	ایضاً	
۳۶	لوازم انسانی	۵۲	شیر	+	۹۲
۳۷	ہوا کے فائدے	۵۳	ناسخ	شیخ امام بخش	۱۰۳
۳۸	اول اپنے ملک کی زبان کی سیکھنی چاہیے	۵۵	سودا	مرزا محمد رفیع	۹۰
۳۹	گھوڑے کی ایجو	۵۶	ایضاً	ایضاً	
۴۰	قصیدہ در مع واجد علی شاہ باندہ غار و زکار	۶۰	نسیم	مرزا محمد رفیع علی خان دہلوی	۱۰۴
۴۱	درخواست پرورش بچہ کو ثواب آصف الدولہ بہادر	۶۳	سودا	مرزا محمد رفیع	۹۰
۴۲	قصیدہ در حضرت اتہام انشا بجناب مرشد زادہ	۶۵	مصحف	غلام ہدانی	۱۰۱
۴۳	سناجات جناب الہی مین	۶۷	حسن	مثنوی مولوی الہی بخش	۹۲
۴۴	فرہنگ مجموعہ سخن	۷۰	+	مولفان کتاب	+



# مجموعہ سخن حصہ اول

مشتمل بر کلام شعراے تقدیم و مخوران متاخرین مع اصول شعریہ تذکرہ شعرا

صبا یاس

جناب کالین اسے آوبرونگ صاحب ہنادراہم لے ڈاکٹر سابق سررشتہ تعلیم اودھ  
پنڈت شیو زائن صاحب پٹی انپکٹر مدارس ضلع لکھنؤ مولوی محمد حکیم الدین صاحب  
ہیڈ ماسٹر چوک اسکول لکھنؤ منشی غلام حسین صاحب قدر مرحوم ہیڈ ماسٹر مدرسہ ہونو ضلع  
لکھنؤ پروفیسر فارسی کینگ کالج نے بکمال تحقیق و تفتیش اسامہ اردو ساکن لکھنؤ دہلی  
کے کلام فصاحت و فرجام سے تالیف کیا اور صاحب محترم الیہ کی سفارش سے کلکتہ  
یونیورسٹی کے سینٹ نے اردو انٹرنس کورس میں داخل کیا واسطے منفعت عام طلبہ

مدارس سرکاری کے

باہتمام کارپردازان سررشتہ تعلیم اودھ

صاحب اکمل جناب فیض آباد صاحب ڈاکٹر آف پبلک انٹرکشن ممالک مغربی و شمالی اودھ

صاحب منار دفتہ ۹۔ ایکٹ ۲۵۔ ۱۹۶۷ء رجسٹری ہجر

طبع نامی منشی نول کشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

بیسویں بار

ماہ مئی ۱۹۲۷ء عیسوی



خاک کو پر نور سر تا پا کیا	شہید نور ایمان جسے بخشا خاک کو
----------------------------	--------------------------------

حمد بہار یہ

<p>یہ ادنیٰ وصف اُس خلا</p> <p>ہے عجب وہ صانع رنگین نگار</p> <p>یہ نگارستان عالم کا چمن</p> <p>رستے دکھلاؤں بہارین ہشمار</p>	<p>خالق اشیاء بحر و بر کو ہے</p> <p>باغبان ہے گلشن آفاق کا</p> <p>جسے پیدا کیں بہارین ہشمار</p> <p>ہے نسیم لطف حق سے خندہ زن</p> <p>گل کھلائے سیکڑوں لاکھوں ہزار</p>
--	--

ایضاً

وہم اس رہ میں قدم فرسودہ ہے	جسکی ہے نے ابتدائے انتہا
-----------------------------	--------------------------

۱۷

مکتبہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

پتہ: محلہ کلاں، ضلع دیوبند، پاکستان

تلفون: ۲۰۱۱، ۲۰۱۲، ۲۰۱۳

۱۷۵۴

درک و عقل و فہم ہے یا نارسا حمد کیا لکھوں طبیعت دنگ ہے کس سے اُسکی قدرتوں کا ہوساب		اردو عارفان کا ہے محض افترا خامہ میدانِ شناسن لنگ ہے چکے دریا کا فلک ہے اک حباب
	ایضاً	
تیرے سوا سنا ہی نہیں اس صفات کا مضمون آبدار کیے یک قلمِ رسم تسبیح تیرے نام کی وردِ زبان رہے	رند	حقا شریک کوئی نہیں تیری ذات کا بھر بھر دیا ہے موتیوں سے منہ دہت کا ثابت ہے جب تک کہ یہ رشتہ حیات کا
	ایضاً	
کردن پہلے تو حیدرِ زردانِ رقم سرِ لوح پر رکھ بیاضِ جنِ حسین قلمِ پھر شہادت کی اُلگی اُلٹا نہیں تیرا کوئی نہوگا شریک پرستش کے قابل ہے تو اے کریم رہ حمد میں تیرے عجز و جہل وہ الحق کہ ایسا ہی مہبود ہے کہ عاجز ہے یا انبیا کی زبان اس عہد سے کوئی بھی نکلا نہیں	حسن	جھکا جسکے سجدے کو اولِ قلم کہا دوسرا کوئی تجھسا نہیں ہوا حرفِ زن یوں کہ ربِّ العلما تری ذات ہے وحدہ لا شریک تھے سجدے کرتا چلوں سر کے بل قلم جو لکھے اُس سے فسز و دہے زبانِ قلم کو یہ قدرت کسان سوا عجزِ درپیش یاں کچھ نہیں
	شکرِ خداے کردگار	
شکرِ صد شکر اے خداے ذوالجلال صوم علی	اے کریمِ پیشال دئے زوال	

بحرِ صفا سخنِ ازب کفایت و قدرت  
مغویں فاعلات مغایل فاعل

بحرِ نقارِ شبِ سخنِ شعور  
نوعانِ شعورِ اضمحلال

<p>پہونچے کیا بندے کی عقل نارسا ہے کیا ہو تیری قدرت کا بیان پاک بے ہمتا قدیر و ذوالجلال ایک پتا ہل نہیں سکتا کہ سین تیری قدرت کی ہن سب بزرگیان اور جب چاہے اُسے کر دے فنا قطرہ ناجیسہ کو دریا کرے مور کو دم میں سلیمان تو کرے</p>	<p>کس زبان سے ہوا دا تیری ثنا تو نہیں محتاج توصیف جہان ذات تیری بے عدیل و بی مثال بے ترے حکم اے آئمہ العالمین تجسس روشن ہے زمین و آسمان کن کے کئے سے کیا عالم ہوا خاک کے پتے کو تو گویا کرے نار کو دم میں گلستان تو کرے</p>
---	---

بخارل سدرس مخدوم  
فعلاتق فاعلاق فاعلق

### مناجات

<p>ملک و صانع و قدیم و حکیم آسمان ساز اور زمین پیوند کاتب نسخہ زمین و زمان خاک کو تو نے دی یہ صورت پاک نخل میں نخل شلخ میں ہے غر تو نے انسان میں دی یہ رعنائی تیری قدرت پہ تیری ضحہ گواہ مرہم زخم سینہ ریشان ہے اے مے کار ساز بندہ نواز شرم سے بند ہو رہی ہے زبان</p>	<p>اے خداوند کار ساز و کریم خمیہ برپا کن سپہر بلند نقش پرداز کار گاہ جہان تو نے برپا کیے ہیں یہ افلاک تیری صنایع کا ہے سب یہ اثر تجسس گوہرنے یہ چمک پائی سب کو تجسس ملی وجود کی راہ تو انیس دلِ غریبان ہے معفرت پر ہے تیری سب کو ناز عرضِ طلب میں ہوں نہبت حیران</p>
---	--

بخارل سدرس مخدوم  
فعلاتق فاعلاق فاعلق

<p>روسیہ شرمسار و پرتقصیر یتلاے بلاے حرص و ہوا ہے عیان تجھ پہ حال دل مولا مین سزاوار نار تو ہے نور میرے ہر حال سے ہے تجکو خبر تو رحیم اور گناہگار ہوں مین برہمین حرف این تجستہ کلام</p>	<p>روز و شب بند مصیبت مین اسیر پاے بند جفا و جسم و خطا تیرے آگے بھلا کہوں مین کیسا مین گنہگار تو خدا سے غفور تجھ پہ روشن ہے میرا خیر و شر مغفرت کا امیدوار ہوں مین ختم شدہ اسلام والا کرام</p>
<p>بطرح بد کی بدی جاتی نہیں نیب مین ہرگز نہیں لگتے انار ریب گولر مین پھلین کس طرح سے بڑ مین کب انگور کے خوشہ لگین دیکھ رنگین ہے بدی کا بذر</p>	<p>نیک کہی مین بدی آتی نہیں ناشیاتی سے بچے کیونکر پندار ہم کیسے کہیں گے طرح سے بیرنگی مین بھلا کیونکر تجھ سے نیک نیکی کا ہے پھل کس طرح سے</p>
<p>تج تو ہے انسان انھیں کا نام ہے جان پر اپنی ہی دکھ لیتے ہیں وہ اور اک انسان ہیں ہم روسیاء رسم آتا ہی نہیں سلا کبھی ہدات دن تن پروری کی فکر ہے</p>	<p>رسم کھا نا جنگا دام کام ہے کب اذیت اور کو دیتے ہیں وہ رسم کرتے ہیں جو بھگت ہا اپنی خاطر داتے ہیں لا کہ جی اور کا غم کھائیں ہم کیا ذکر ہے</p>

نیکوئی کی بدی جاتی نہیں  
ناشیاتی سے بچے کیونکر پندار  
ہم کیسے کہیں گے طرح سے  
بیرنگی مین بھلا کیونکر تجھ سے  
نیک نیکی کا ہے پھل کس طرح سے

نیکوئی کی بدی جاتی نہیں  
ناشیاتی سے بچے کیونکر پندار  
ہم کیسے کہیں گے طرح سے  
بیرنگی مین بھلا کیونکر تجھ سے  
نیک نیکی کا ہے پھل کس طرح سے



ہم سے روزِ شب میں ہے لاکھوں کو دکھ شرم کر افعال بد سے اے عزیز ایک دن آخر کو مرنا ہو بیگا کرے نیکی جتنی تجھ سے ہو سکے وہ جو ہیں انسان یہی ہے اٹکا کام	کچھ نہیں پایا کسی نے جسے سکھ کون سے دن آئیگی تجھ کو تنہا بانع دنیا سے گذرنا ہوئے گا نیکیوں کا تخم بوگر ہو سکے یاد رکھ رنگین یہ نکتہ دالسلام
--	---

پچھلے بادشاہوں اور نامور دن کے حال پر عبرت کی نظر

ایک دن آخر کو سب اٹھ جائیگے مال و منصب کے تین جائیگے چھوڑ خویش و بیگانہ کوئی جاوے نہ ساتھ چشمِ عبرت سے ذرا دیکھو بیان کیا ہووے وہ بادشاہ نامور کیا ہوا اسکندر صاحبِ قرآن کیا ہوا قارون و کسریٰ کی قباد کیا ہوا رستم ہوا کیا پیر زال کیا ہووے حضرت سلیمان نامدار کیا ہووے یوسف عزیز و دجسان چھوڑنا دنیا کا اک دن ہے ضرور رنج دنیا کا تحمل کیجیے جیکہ مرنا ہے مسلم دوستو	نظر کچھ نہ نیک و بد سوائے جائیگے رشتہ الفت کے تین جادوئے توڑ ایک بیک رہ جادوئے تل تل کے ہاتھ حضرت آدم سے لے تا این زمان کیا ہووے وہ اہل جاہ و اہل زر کیا ہوا جمشید داراے جہان کیا ہوا غرودا و رشتہ ادو عباد کیا ہوا وہ گرو فرودہ جاہ و مال کیا ہووے وہ ملک و مالِ بشمار کیا ہووے یعقوب پیرِ ناتوان چار دن کو رنج ہو یا ہو سردور عیش بانی کو عوض میں لیجیے ہے برابر تخت ہو یا خاک ہو
--	--

خبر مل مسدس مجازوں  
فان علائق فاعلاق

جتنے قول و فعل ہیں ان خوشخصال ہو سکے جتنی کر دو تم بندگی زندگی مقصود ہے بندگی ست	حشر میں ہر ایک کا ہو گا سوال تا نہو وے حشر میں شرمندگی زندگی بے بندگی شرمندگی ست
--	--

## قطعہ

سکندر آیا جہان ناپتا جو تالاب گور کہ اب نہ کیجیے گام در سب سے پیمائش	صدایہ کار، مین پہنچی دہان تر بے یہاں کی ہوگی مساحت جرب قامت سے
---	---

## نصائح چند

اُس کا ہے کون جسکی مدد پر خدا نہو اوج و حسیض لازم و ملزوم ہیں یہاں اُس بوریات نشین کا دلائل مرید ہوں اس پیشہ جفا سے فلک رو سیاہ ہے گذرے ہے ہفت جوشِ افلاک سے یہ صفا محراب نہ پہر ہے قائم جہان میں پہل میں بہائیگا یہ پُل آسمان تلک اُسے ہیں اب اُسے کہ جو باطل کا ہے بُرا رحمت مزانہیں ہے بُرائی میں تو یہاں	اُدبے وہ نادج کا خدا نا خدا نہو کوئی بھلا بڑھا ہے کہ آخر گھاٹ نہو جسکے رہا ض زہد میں بوسے ریا نہو کر خوف پاس جو رجفا کے کھڑا نہو تیر دعا ہے یا رنگا ہ جفا نہو جنگ کہ آبدیدہ کوئی دل جلا نہو سیل سرشک ہے یہ ہوا کی گھٹا نہو دیتے اُسے دعا ہیں کہ حسین دعا نہو سب کا بھلا ہوا در کسی کا بُرا نہو
--	--

## فصیلتِ رحم

کیا برے ہے رحمت الہی رحمت سُن رحمت مثل پر تو نور	باران جیسے کہ آسمان سے اُترے زمین پہ لامکان سے
---	---

مجموعہ سخن و قطعہ  
مقامات و مقامات و مقامات

مجموعہ سخن و قطعہ  
مقامات و مقامات و مقامات

<p>تا زل ہوتی ہے رحمتِ حق          نیکون کے خمیر میں ہے رحمت          جس سے ہو ظہور اُسکا خوش ہے          جیسے رکھتا ہے چشمِ رحمت          ہرگز مت رکھ در پلغِ اسکو          رحمن و رحیم ہے صفتِ یہ          پس ہے یہ وصف جس کسی میں          انسان ہی نہیں ہے جو نہ ڈھانکے          ہے کون ایسا جو صاف نکلے          راحت با بید رحمتِ حق</p>	<p>جس طرح کہ شبِ نعم آسمان سے          جو ن زہ کہ جدا نہیں کمان سے          خوشتر ہے ولے جو ہو شہان سے          تو خالقِ ارض و آسمان سے          تو بھی ہر پر ونا تو ان سے          حق کی سن رکھ مری زبان سے          بڑھ کر ہے تمام افس و جان سے          تفسیر کی آنکھ واعیان سے          وقتِ انصاف امتحان سے          رخصت ہوتا ہے اس جہان سے</p>
--	---

مفعول مفاعیلن  
 بحرِ زبرجد سدس ازب مکون و مخزون

### سچے دوست کی پہچان

<p>ایک نے پوچھا کسی سے بر ملا لگین          بولا وہ اب تو فراغت ہے مجھے          پوچھ یہ منٹ کون تیرا دوست ہے          جب خدا ناکردہ تنگی آئیگی          گون پر اپنی دوست ہو جاتے ہیں          خود غرض جو دوست کچھ وہ ہے عدو          وہ نہیں ہے جی سے تیرا آشنا          جب تلک تیری غرض اُس سے ہے یار</p>	<p>دوست جانی کے ہیں تیرے ج بتا          سب مہیا ناز و نفرت ہے مجھے          آج تو دشمن بھی میرا دوست ہے          بات یہ تب امتحان ہو جاگی          جو کہے تو وہ بجالا تے ہیں سب          پھولیومت دوستی پر اُسکی تو          وہ تو ہے اپنی غرض کا آشنا          تب تلک تو ہے وہ تجھیر سے شمار</p>
---	---

بحرِ زبرجد سدس ازب مکون و مخزون  
 فاعل و فاعلین فاعلین

## چار چیزوں سے ڈرنا چاہیے

چار چیزوں کو نہ تھوڑا جانو  
ایک تو ڈر بہت سا آگ سے  
کیونکہ اک دم میں یہ کافرنا گمان  
دوسرے دکھ لینے ہو ہر چہ دم  
کم ہو گو آزار پھر صلا کہیں  
تیسرے پھر خوف کرنا قرض سے  
ایک دم ٹری قرض ہو یا لاکھ ہو  
چوتھے عاجز ہو دے گوا پنا عدد  
جی میں اُسکو جانو سب سے کڑا  
نیک و بد سے اپنے ہو آگاہ تو

عرض یہ میری ہے اُسکو مانو  
خوف کیجیو اسکی اندک لاگ سے  
پھونک دیتی ہے کہاں سے تاکمان  
دور دل سے کیجیو اُسکا نہ غم  
اُسکو بڑھتے دیر کچھ لگتی نہیں  
جانو اُسکو زیادہ فرض سے  
دہر میں مقروض کی کب ساکھ ہو  
ہو جیو ایمن نہ اُس سے ایک مو  
سمجھیو رب پہلو انون سے بڑا  
چل نہ اندھون کی طرح سے راہ تو

بحر مل سمدس مخدوٹ  
فالعلاق فاعلاق فاعلق

## بے سمجھی ہوئی بات کا انجام

ایک نے اک روز بہرے سے کہا  
تجھ کو بھی بیمار پرسی ہے ضرور  
دل میں بہرے نے کہا میں ہوں صم  
خاص کردہ اب ہے رنجور و نحیف  
لیک جانا ہے عیادت کو بجا  
بات کا میری جو کچھ دیگا جواب

ہے بہت رنجور ہمایہ ترا  
بات در نہ یہ مردت سے ہے دور  
اُسکی میں تقریر کو سمجھوں گا کم  
صورت اُسکی اور بھی ہوگی ضعیف  
تار ہے باقی نہ شکوہ اور گلا  
میں قیاس اُسکا کر دنگا بے صوب

بحر مل سمدس مخدوٹ  
فالعلاق فاعلاق فاعلق

جب کہونگا اُس سے کیونکر ہے مزاج  
 مین کہونگا شکر ہے اللہ کا  
 وہ کیگا دال مونگ اے ہوشیار  
 اُس سے پھر پوچھونگا مین حال طیب  
 مین کہونگا بس مبارک ہے وہ مرد  
 آزمایا مین نے اُس کو بار بار  
 یہ جوابات قیاسی جی مین ٹھان  
 بہرے سے رنجیدہ کچھ بیمار تھا  
 آکے بیٹھا پاس ماندے کے وہ کر  
 پوچھا اُس سے کس طرح سے ہے مزاج  
 شکر حق کو سنے اُس بہرے سے اب  
 شکر سے دشمن کیا اُس کو خیال  
 پوچھا کھانے کو کہا اُس نے کہ زہر  
 سنے یہ وہ اور رنجیدہ ہوا  
 پوچھا اُس سے کون کرتا ہے علاج  
 یون کہا اُس نے کہ عزرائیل ہے  
 مین اُسی کے پاس سے آتا ہوں یار  
 سنے وہ باتیں ہنوار رنجیدہ تر  
 آکے بہرے نے کہا شکر خدا

وہ کیگا مجھ کو ہے تحفیف آج  
 پھر یہ پوچھونگا کہ کھایا تو نے کیا  
 مین کہونگا ہو وہ تجھ کو خوشگوار  
 یون کیگا ہے فلا نا وہ لبیب  
 جائیگا اُس سے ترا سب رنج و درد  
 جائے وہ جس جادہ مین ہو شفا  
 پاس اُس بیمار کے آیا جو ان  
 دل مین باتون سے تھا اُسکی کچھ گلا  
 ہاتھ سے دیکھا سب اُس کا روے دہر  
 یون کہا رنجور نے مرنے ہوں آج  
 ہو گیا رنجور دل مین پر غضب  
 وہ قیاس اُس کا ہوا جی کا وبال  
 نوش باد اُس نے کہا از روے مہر  
 منہ کو پھیرا اُس سے بس ہو کر خفا  
 ہے بہت اصلاح پر تیرا مزاج  
 بہرا بولا ہے وہ بس فرخندہ پے  
 کدیا ہے اُس کو تا ہو غمگوار  
 بہرا دان سے اٹھ کے آیا اپنے گھر  
 مین عیادت یار کی لایا بجا

نھا اُسے گھر ہی سے اُٹا وہ گمان دل میں پھر بیمار نے اپنے کہا جوش آیا دل میں پھر بیمار کے جس طرح کھاوے کوئی گر آش بد بند کر غصے کو اپنے اے جوان	سو دیکھا تھا سر اسروہ زیان میں یہ جانوں ہوں ہے کان جفا تا ہلا کر سخت و ست اسکو کہے ہو اُسے غنیاں ہر دم اور رد تا عرض میں اُسکے ہو شیرین ان
--	--

### انصاح دلپذیر بہ فرزند سعادت مخمیر

اے مرے فرزند دلبند و سب علم کی تحصیل پر کر دل رجوع بعد اسکے پڑھ تو علم صرف و نحو چھوڑ غفلت وقت بازی کا نہیں گر بزرگی سیکھ کر تو اپنا نام جاہلون سے تو الگ رہ اے پسر ہو آلف سان آئے جب تیرا بڑا باپ ہو یا مان ہو یا ہو خال و سم گھر میں جب جاوے تو رکھ نیچے نگاہ سر جھکا کر شرم سے چل مثل دال اور قبسم میں نہ دانت اپنے دکھا اور نہ رکھ فکر جہان سے دل دو نیم فکر دنیا میں نہ بننا ریش گاد	حق تجھے دے عمر اور دولت مزید پہلے کر آداب کا نسخہ شروع سے سبق جتنا نہ کر تو اُسکو محو پھر نہ پازیکا تو وقت ایسا کہیں میری فرزند ہی نہ کچھ آویگی کام گو ترے بچس ہوں ادب نے خبر مثل بامت اُسکے آگے رہ پڑا کر ادب سے سکے آگے پشت خسم نیک بخون کی یہی ہے رسم و راہ صدا و سان آنکھ اپنی پشت پا پڑا ہو نہ ہرگز سین سان دندان نما بندست رکھ دل کا غنچہ مثل تیسم ہے نہیں دنیا کو عقبی سے لگا و
---	--

تجوید و تفسیر و تدوین  
فانلاق فاعلاق فاعلاق

<p>فکر ہو نو فکر کچھ عقبے کی کر طاعت حق میں سدا استاد رہ ہوں ترے جنوقت بھائی ہو تیار نیک رہ لے اُنکو بھی رہ پر لگا میں چٹل سے اب تجا دز کر چلا پر ابھی تک ہوں ہلاتا دست دیا ہے مرے جنوقت تک تھنوں میں م اور جب یہ دست دیا دینگے جواب پر توقع ہے مجھے خلاق سے بجھہ رحمت کی نظر جسطرح کی باپ نے میرے کیا جب انتقال جستجو کی میں نے جب یہ نکلے بات دل سے کی پھر تو یہ میں نے گفتگو باپ نے جب کچھ نہ چھوڑا اپنا مال چین سے جسطرح اُنکی کٹ گئی</p>	<p>باندھ اپنی طاعت حق میں کمر دست بستہ وقت پر آمادہ رہ اُنکو بھی تسلیم کر اسے بختیار میرے بیٹے کا نہیں کچھ اسرا کیا بھر دسا میرے بیٹے کا بھلا کم نہیں ہمت ہوئی میری ذرا پیچھے ہٹنے کا نہیں میں اک قدم جستجو کا آپ ہو گا بند باب رحم تیرے حال پر بھی وہ کرے ور نہ پیچھے باپ کے کیا چشم تھی لوگ کہتے تھے بہت ہے جمع مال ہاتھ آئے ڈھاک کے تب تین بات مال کی تھجھکو عبث ہے آرزو جمع کرنے کا نہ کر تو بھی خیال میری بھی کٹ جائیگی یہ زندگی</p>
---	---

### مصلح اعضاء انسانی

<p>کی خدا نے جو یہ زبان عطا اس سے ہے مختلف مزون کی تیز کوئی کڑوی ہے کوئی ہے میٹھی</p>	<p>ہے بلا شک عطیہ عظمیٰ اس سے پاتے ہیں لذت ہر چیز نکلیں کوئی کوئی کھٹ مٹھی</p>
---	--

فان علایقہ صفا علیہم  
فیض بہمنیہ

کوئی اچھی ہے کوئی زشت و زبون  
 سب مزدوں سے زبانِ اقص ہے  
 جو نہ ہو یہ تو کچھ نہ ہو معلوم  
 اور بھی ہوتے ہیں زبان سے کام  
 اس سے احکام بہر دندان ہے  
 ہونٹھون سے کھینچ لیتے ہیں پانی  
 کہ نہو بند حلق میں پانی  
 صد مہ آب سے نہو مجروح  
 منہ ہے اور دونوں ہونٹھ ہیں دوپٹ  
 عضو انسان جو ہیں وہ ہیں اوزار  
 کبھی لکڑی کے کام آتا ہے  
 کتنے ہیں تیز بہر قطع طعام  
 کیا عبت آدمی کو دانت لے  
 کتنے پیٹے بنے چبانے کو  
 جو غذا توڑتے ہیں آگے ہیں  
 کہ ہوا دل شکست دانے کی  
 دیکھ تو اپنے مغز سر کو اگر  
 کتنی ہی جھلیوں میں لپٹا ہے  
 نہیں کر سکتے عارضہ مختل

منہ سب چیزوں کے ہیں گوناگون  
 انھیں اسرار کی یہ کاشف ہے  
 نہ ہو کوئی مزہ کبھی مفہوم  
 ہے مہد وقت بلع آب و طعام  
 قوت تام بہر دندان ہے  
 زندگی تازہ کرتے ہیں اپنی  
 پونچے وہ معدے تک باسانی  
 نہ بدن پائے کوئی رنج نہ روح  
 بند ہوتے ہیں کھلتے ہیں جھٹ پٹ  
 ہے یہ اک مثل تیشہ بخار  
 کبھی مٹی کے کام آتا ہے  
 ریزہ ریزہ ہو تا طعام تام  
 ہے عیان حکمت خدا اس سے  
 صورت آسپا ہیں دانے کو  
 جو چباتے ہیں اُنکے پیچھے ہیں  
 نو بت آجائے پھر چبانے کی  
 ہو عجب حال شکست بھپہر  
 صد مون سے امن میں وہ رہتا ہے  
 نہیں ہو سکتا ملنے سے بھی خلل



<p>خود سے کم نہیں ہے کاسہ سر متضرر نہ ہو دماغ کبھی بال سر پر جو ہوتے ہیں پیدا تانا پہونچاے رنج اسے سردی بارش برف میں اگر ہیں حجاب اے مفصل تو دیکھ رحمت رب مثل پردہ خدا نے لٹکایا رسن و حلقہ ہے یہ کسا نام چاہیں جس دم یہ پردے لٹکا دیں دیدہ مردم ایک غار میں ہے ہے جو پیچیدہ درمیانہ گوش پردہ گوش تک جو پہونچے صدا نہ لگے زور سے ہواے صدا نہوں تا پرداے گوش جسیر</p>	<p>صد مہ پہونچے اگر کوئی سر پر گل نہو عقل کا چسراغ کبھی سر کو وہ پوستین ہے گویا رنج گرمی سے بھی نہ پائے کبھی دھوپ میں بھی یہ سوے سر میں حجاب پلک چشم پر خیال کراں ب رسن و حلقہ سے اُسے باندھا شفر رکھا ہے سب نے بکا نام چاہیں جسم اُٹھا دیں اک پل میں مرثہ رد پردے سے ہمار میں ہے کیا ہی حکمت ہے ہمیں آباہوش لیئے جو ہے مقام سامع کا نہو آسیب صد مہاے صدا رہیں سالم ہمیشہ اور صحیح</p>
--	--

### خدا کی نعمتیں

<p>کیا ہی تدبیر کی ہے خالق نے کھانے سے ہے زیادہ حاجت آب طلب آب بر غسل و وضو چار پائون کو پانی نہ ہے درکار</p>	<p>کیا ہی تقدیر کی ہے رازق نے بھوکھ سے پیاس کا بُرا ہے عذاب کپڑے دھونے کو احتیاج سبو کھیت ہوتے ہیں پانی سے تیار</p>
---	---

فائدہ سخن مفاد علی فضول  
بحر حقیقہ نقوش و قطع

اسیلے کی ہے پانی کی کثرت روٹی میں یہ ہے حکم رب جلیل اگر اس میں بشر نہ ہو شاغل غور سے دیکھ حالت اطفال سونپ دیتے ہیں پر مسلم کو لہو و بازی میں ہمیدہ ہوں آپ یوں ہی بے شغل ہو اگر انسان بہ دلائل ہوا ہے ثابت یوں ہو جو کوئی رفاہ و نعمت میں ہو مسرت میں اُسکو نشو و نما حال کیا ہو فساد و طغیان کا	کہ نہ دے رنج پانی کی قلت حکمت سے بشر کرین تحصیل اگر تکاب امور ہو باطل فہم و درک اُنکو ہے ہنوز محال کہ کبھی کھیل میں فساد نہ ہو ہوں گرفتار رنج میں مان باپ بیگمان ہوں اسے بہت نقصان منظر ہوں آپ غیر بھی ہوں حسن افعال نیک حالت میں ہو فراغت میں اُسکو نشو و نما مفسدہ ہو ہزار عسوان کا
---	---

## شکر پروردگار

کیا کیا ہے کرم مجھ پر خداے دو جہان کا تازہ ہے چمن حمد خداے دو جہان کا جو آگیا اس راہ میں سالک دہی ٹھہرا دریاے کرمی میں ہیں طرح کے جلوے صحرا میں دریا میں زمین پر نہ فلک پر دیکھے تو کوئی غور سے قدرت کے کرتے دریاے غضب جوش میں آئے تو غضب ہے	شکر اُسکا ادا کر کے کیا منہ ہے زبان کا کچھ دخل نہیں گلشن قدرت میں خزان کا گمراہ ہوا جو نہ یہاں کا نہ وہاں کا دیکھو صدف جسم میں عالم در جان کا موجود ہے پر نام نہیں اُسکے نشان کا شادی کہیں بچے کی کہیں غم ہے جوان کا غرقاب سفینہ ابھی ہو جاے جہان کا
--	--

بحرِ خزانِ شمعِ کھنورتِ خدائے  
مفعولِ مفاہیلِ مفاہیلِ خدائے

بلبل کی طرح عشق میں لانا میں ہونے کے	ہے جو گل کیلنا چمن ہر دو جہان کا
پوشیدہ بھلا کر کے اُس سے کوئی کیا بات	دانندہ و واقف ہے وہ ہر رازِ نہان کا
دم مارنے کی جا نہیں ہے صاحبِ درک	حقاکہ وہاں دخل نہیں وہم و گمان کا
لب پر ہی مصرع رہے ہر وقت امانت	شکر اُس کا ادا کر کے کیا منہ ہے زبان کا

### بے ثباتی دیا

سراسر دنیا ہے کوچ کی جا ہر ایک کو خوف و ہمد ہے	
رہا سکندر یہاں نہ دارا نہ ہے فرید و نہ یہاں نہ جم ہے	
مسافر اُنٹے ہو اٹھو مقامِ فردوس ہے ارم ہے	
سفر ہے و شوارِ خواب کب تک بہت بڑی منزلِ عدم ہے	
نسیم جاگو کر کو باندا ہوا اٹھاؤ بستر کہ راست کم ہے	
سرور و عیش و نشاط و عشرت یہ چند انفاس کے ہیں جھکڑے	
ملال و رنج و غم و مصیبت یہ چند انفاس کے ہیں جھکڑے	
غرور و تکبر و نخوت یہ چند انفاس کے ہیں جھکڑے	
جوانی و حسن و جاہ و دولت یہ چند انفاس کے ہیں جھکڑے	
اجل ہے استادہ دست بستہ نویدِ نصرت ہر ایک دم ہے	
مثالِ بُت سب کے سب ہیں جیت دیکھو قہرِ خدا کی نیندیں	
یہ جاگے تھے ابتدا میں کس دن جو سوئے ہیں انتہا کی نیندیں	
بڑے ہیں کیسے یہ ہلے غافل چڑھی ہیں کس کس بلا کی نیندیں	
نسیم غفلت کی چل رہی ہے اُٹھ رہی ہیں قضا کی نیندیں	

بجز تقارب نہیں اصنافِ الارکان بقبوض اثلث  
فعل فعل فعل فعل فعل فعل فعل فعل

کچھ ایسے سوئے ہیں سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہے	
قیامِ عمر دور و زہ جانی کبھی نہیں ایک قاعدے پر	
تعلقِ عیشِ زندگانی کبھی نہیں ایک قاعدے پر	
مالِ کارِ جہان فانی کبھی نہیں ایک قاعدے پر	
بہارِ گلِ لطفِ نوجوانی کبھی نہیں ایک قاعدے پر	
جو چار دن ہے و فورِ راحت تو بعد اُسکے غمِ دالم ہے	
گئے وہ عیش و نشاط کے دن زمانِ رنج و ملال آیا	
شباب نے شیب سے بدل کی عروجِ گذر از و ال آیا	
کیے ہوئے سے ہوئی ندامت تو مہر کیا کیا خیال آیا	
یہ مصرعہ مخبّرِ مصیبت پسند ہم کو کمال آیا	
نسیمِ جاگو کر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے	
زمانے کی شکایت اور صبر کی ہدایت	
اپنے شوہر سے کہی رو کر یہ بات سب ہیں خوش اور ہم ہیں غم میں مبتلا اپنی درویشی سے درویشوں کو تنگ پانی کی جا اشک ہے اور آہ سرد شبِ نہالی اور بچھو ناما ہت تاب ہیں تبارے بیضہ ہائے ماکیان سامری کی طرح بھاگے دور دور	کہتے ہیں زن نے عرب کی ایک رات کھینچتے ہیں ہم بہت رنج و بلا نقر و فاقہ سے ہوا ہے جی تنگ نان کی جا گہ غذا ہے اپنی درد دن کو ہے پوشاک تابِ آفتاب قرصِ مہِ حق میں ہے اپنے قرصِ نان خویش و بیگانہ ہوئے جسے نفور

قرض مانگین ہم اگر اک مشت جو  
آدے گر گھر میں ہمارے میمان  
سور ہے گھر میں ہمارے وہ اگر  
اسطرح کا ماجرا اور گفتگو  
یون کما شوہر نے زن سے صبر کر  
ست کر اب بیشی کمی پر تو نگاہ  
صاف و تیرہ دونوں جاینگے گذر  
دیکھ دنیا میں ہزار دن جاؤ  
حمد کرتی ہے خدا کو عند لیب  
بے غم و بے فکر دست شہ پہ باز  
ایسا ہی پشہ سے لے کر تا بہ پیل  
آدمی کو رزق کا اپنے الم  
ہے وہاں نعمت کی ورنہ کیسے کمی  
غم تو کل کا ہے اپنی بیخ کن  
در دتن ہے موت کا تیری رسول  
زندہ جو شیریں یہاں ہے وقت موت  
تن پرستوں کی ہے ہنس شوار نزع  
جو کہ موٹی ہوتی کھا کر گو سفند  
رات اب آخر ہوئی اسے عشوہ گر

دے نہ کوئی جی اگر کر دین گرد  
کفش بچن اسکی جب ملتی ہے نان  
دلچ پرا اسکی رہے اپنی نظر  
صبح تک کرتی رہی وہ پیش شو  
اب گئی ہے عمر یہ یکسر گذر  
دل سے اپنے کھو دے حبال و جاہ  
بے بقا ہیں ست کر اپنی تو نظر  
عیش و عشرت میں ہیں بے کب ہنر  
غیب سے وہ رزق پاتی ہے عجیب  
طعمہ کھاتا ہے بلارنج و نیاز  
ہیں عباد اللہ وہ ہے نعم الوکیل  
ہے فقط کج فہمی سے یہ درد و غم  
کر دے حق محتاج کو دم میں غنی  
و سوسون سے ہے یہ سب بیخ و بن  
پھر مرست منہ اس سے تو لے بول بفضل  
تلخ تر حظل سے اسکی ہوگی فوت  
جی قفس میں ہوگا ہوگی دار نزع  
ذبح کرتے ہیں اسے اہل پسند  
یا وہ گوئی سے ذرا اب در گذر

مرد و زن کا سن ذرا مجھے بیان مرد و زن ہیں عقل و نفس عجیب زن یہ چاہے ہے کہ ہو مال و جاہ نفس ہے مانند زن کے چارہ جو عقل کب اس فکر سے آگاہ ہے	شوق سامع کو ہے اسکا انسان رات دن ہے انہیں جنگ و ماجرا ثروت و ظاہر شیخ و خانقاہ مال و دولت کی کوئے ہے جستجو اسکو ہر دم خواہش اللہ ہے
--	---

عجب دور کرنا مقدم ہے ہنر سیکھنے پر

علم باطن کی اگر چاہے مثال اپنی نقاشی پہ نازان اہل چین چینی تھے گو فن میں اپنے استاد سنکے دعویٰ اُنکے شاہِ کامران اہل روم اور چین پیشِ شہریار چینیوں نے ایک گھر شہ سے لیا تھے مقابل دونوں حجرے در بدر چینیوں نے رنگ مانگے بار بار رنگ کے خاطر خزانہ ہر حجر رومیوں نے کچھ کیا نقش اور نہ رنگ ہو گئے مصروفِ حقیقت میں نقط سارے رنگوں کی ہے بیرنگی میں راہ ابہ کے اندر جو کچھ ہے نور و تاب	رومیوں اور چینیوں کا سن لے حال رومیوں کو اپنے غلبے کا یقین لیک تھا کچھ رومیوں کو از دیاد بولان دونوں کا کیجئے امتحان مستعد تھے تا دکھا دیں اپنا کار رومیوں کو سامنے اُن کے دیا رومی اور چینی لگے کرنے ہنر دے دیا شہ نے خزانہ بے شمار چینیوں کو دیتا شاہ پر ہنر دور کرتے تھے فقط چہرے سے رنگ سادہ اور شفاف گردون کی منط رنگ گر ہے ابر بیرنگی ہے ماہ ہے وہ نور آفتاب و ماہ تاب
--	--

بحرِ ملِ سعدی قصور  
فانِ علائقِ فاعلائیات

کر کے صد ہا رنگ کے نقش و نگار مست ہر اک جامِ فرحت سے ہوا بادشہ بھی دیکھ کر نقش و نگار دیکھ کر جب بادشہ فارغ ہوا عکس اُس تصویر اُس کردار کا تھی صفائی مین زبس آئینہ سان تھا وہاں جو کچھ یہاں تھا فوق تھی صفائی اُسکی از بس دلربا رومی و صوفی ہین اور صفائی نظر نے وہاں کچھ درس و تدریس سبق سطح سے قلب کو صیقل کیا برتر اُنکا عرش سے ہے مرتبہ محو ہین رکھتے ہین گو نام و نشان	رہ گیا حیران و ششدر ایکبار طبل شادی کا بجایا بر ملا رہ گیا حیران و ششدر ایکبار رومیون نے بھی دیا پردہ اٹھا اُسکی دیوار وں پر سب ظاہر ہوا عکس اُسکا سب ہوا اس جا عیان دیکھنے سے خیرہ ہوتی تھی نظر دیکھا جسے اُسکو بس عش کر گیا کھل گیا سب اُنپہ بے کسب و ہنر اک صفائی سے کھلے ہین نہ طبق بخل و نبض و حرص و کینہ سب گیا رہتے ہین ہر لحظہ نزدیک خدا دید کو اُنکی خدا کی دید جان
---	--

## جینسل کی ہجو

ہے خدا کا وہ ایک شمع نور کرتے اُسکو لگے نہ ذرہ دیر کیا اُس نے بے رحمہ اک آن وہ کر ورون نغم کو لذت دے کس زبان سے ہوا اُسکا شکر ادا	جس سے روشن ہے آسمان کا تنور مہر و مہ کو بشکل نان و پنیر نقل اختر سے پُر سپہر کا خوان ذائقے مین زبان انسان کے نغمین کیا کیا اُن نے کین پیدا
---	--

خاتونِ مہر  
علائقہ مفاہی عفتا عاتات

میوے ہن باغ میں زمانے کے  
 فضل سے اُسکے کچھ نہیں ہے کمی  
 سنو یار و کروں ہوں میں اک نقل  
 اتفاقاً اک آشنا میرے  
 جو ہن وارد ہوئے یہ دان ناگاہ  
 اُنکے ہوتے جو ابر گھر آیا  
 نہ خبر پوچھی اُنکی نے احوال  
 کچھ ہوا پر بھی تم رکھو ہونگا  
 بولے یہ منہ نہ تھا مجھے معلوم  
 جب نہ سمجھے وہ اتنے رمز تین  
 جو لگی ہونے قطرہ افشانی  
 پھر لگے کہنے یہ بھی اپنے نصیب  
 اور منہ آسمان برسا دے  
 یہ تو سادے غریب کیا جانیں  
 بوئے یہ سادگی سے کیا ہے ضرور  
 رکھے خالق سلامت آپ کی ذات  
 یہ سخن جو ہن پہنچا اُسکے کان  
 سننے ہی اُسکے یوں ہوا مضطر  
 جیسے منہ کی طرف کرے تھانگا

واسطے کھانے اور کھلانے کے  
 لیک وہ کیا کرے جو ہم ہوں دنی  
 جسکو باور کرے نہ ہرگز عقل  
 گئے تھے ایک عمدہ کے دیرے  
 اٹھا چاروں طرف سے ابر سیاہ  
 صاحب خانہ سخت گھبرا یا  
 بیٹھنے ہی کیا یہ اُننے سوال  
 گھونگری پٹو کچھ بھی ہے ہمراہ  
 ورنہ لاتا میں ساتھ اسے مخدوم  
 سوچھی یہ بات اُسکے تین وہ ہن  
 لا رکھی اُنکے آگے بارانی  
 آدے مدت کے بعد اپنا حبیب  
 بھیکتا اپنے گھر کو وہ جا دے  
 اس مزدور کو کیونکہ چچا نین  
 بھیکتا جاؤنگا میں اتنی دور  
 نہ گھلیگا تو میں رہونگا رات  
 لگی اُسکی وہن کلنے جہان  
 اپنے بیگانے کی رہی نہ خبر  
 یہی کہتا تھا اس سے بھر کر آہ



کیون میان ابراسقہ چھپایا  
 مضطرب برق سے نہویون حال  
 کبھو کتا تھا یا روتیل جلاو  
 گاہ بولے تھا دیکھو اود پر  
 گاہ بولے تھا مہر ہو جو پدید  
 ناگہ بولا ہی ایک یون فی الفور  
 کہا ان نے یہ سچ ہے میری جان  
 لیک پر نالے جب لگے بہنے  
 کیا برتا ہے یون برس کجخت  
 نہ رہے غرب نے رہے اب شرق  
 لیک ماہی سے اور تا مہتاب  
 غرض اپنی سی وہ تو کر گذرا  
 آخر الامر کر کے دل کو کجخت  
 کرچکا اپنے جب اصول و فروع  
 پر نہ تھا یہ کچھ اور ذکر و سخن  
 وقت آیا جب اسکے کھانے کا  
 لگا کہنے کہ کوئی ہے حاضر  
 کہا اُس سے کہ بھر کے افتابا  
 غرض اٹھکے چلا یہ جب دان سے

حرف رہنے کا درمیان آیا  
 باد لون سے جو اُسکا تھا احوال  
 کبھی کتا تھا شیخ ڈونڈ و بناو  
 آوے ہے آسمان کہیں سے نظر  
 کیسی ہو جاے گھر میں اپنے عید  
 کچھ نظر آئے ہے جو کچھ غور  
 اے میں تیری زبان کے قربان  
 تب تو جھنجھلا کے یون لگا کہنے  
 کوہ سے ڈوب جائیں لیک درخت  
 چاہیے ہو تمام عالم غرق  
 کاش ہو جلے ایک قطرہ آب  
 ہو گئی رات اور منہ نہ کھلا  
 کہنے لاگا کہ سنگ آمد و سخت  
 کیا مہمان سے اختلاط شروع  
 دان بغیر از حدیث زنجبٹ  
 مرتکب ہو کے اس بہانے کا  
 بولا اسوقت ڈیوڑھی کا نظر  
 محل کے جاضر درمیں رکھو  
 کہ گیا کان میں یہ مہمان سے

چاہو جو کچھ کہ اب تنہا دل کو آنھوں نے اُسکے موجب ارشاد آیا بعد از سماجت بسیار بولاتیا ر تو نہیں ہے کچھ تو بولاتا ہوں آپ کی خاطر	کہد و بلوا کے تم بکا دل کو کی بکا دل کے تین دہین فریاد آنھوں نے پوچھا کچھ ہے اب تیار جاؤں ڈھونڈھوں اگر کہیں ہے کچھ ور نہ کھاؤ مجھے مین ہوں حاضر
---	---

## آفتاب

دیکھ حال غروب شمس فرا نے غروب آفتاب اگر ہوتا عیش و راحت کے ہیں بھی محتاج نکلین تا ماندگی سے انکے بدن قوت باضمہ قیام کرے باضمہ میں نہ فستور ذرا دن ہمیشہ اگر رہا کرتا حرص سے راجتیں بھلا دیتے کہ بلاشبہ لوگ ہیں کیشہ رات کی تیرگی نہ آتی نظر متصل ایسے کام کرتے حریص آبد شب کا فاعدہ سن اور دھوپ اگر شام کو نہ مل جاتی	ہیں ہزار دن منافع اسے دانا رنج لوگوں کو بیشتر ہوتا استراحت کے ہیں بھی محتاج پائین قوت حواس مردوزن فکر ہضم طعام شام کرے پہونچے شب کی غذا سو اعضا مختلین آدمی کیا کرتا جسم کو آدمی گھلا دیتے مستعد مال جمع کرنے پر مختون سے نہ باز رہتے بکسر کام اپنے تمام کرتے حریص ہے یہ نکتہ مقام فکر و غور پھر تو ساری زمین جل جاتی
---	---

ناسخ

بہترین تبویق و نقطہ  
فہم علائق مفاہل و فہم

کبھی روئیدگی نہ پاتی نبات  
پس یہ ہے حکمت خداے قدیر  
اس طرح اُس خدا نے ٹھہرایا  
رہے خورشید کو طلوع و غروب  
شب جلاتے ہیں جس طرح پہ چراغ  
جب وہ پاتے ہیں کاموں کی فرصت  
سب یہ بہر نظام عالم ہے  
گردش ارض میں تفسر کر  
اسکی تاثیر سے تو ہے ماہر  
اُس تدبیر کی ہے عیان تدبیر  
آگے جاڑا جو جاتی ہے گرمی  
مناہات و شجر میں اسے دانا  
جب حرارت ہوا میں آتی ہے  
نیچے کے سامان کرتی ہے پیدا  
جسم جاندار ہوتے ہیں محکم  
فصل سے مابین جب نبات و شجر  
بے تکلف شروع فصل بہار  
شاہد ان چمن اسی سے ہیں  
جبکہ آتی ہے فصل تابستان

ہوتے صنائع تمام حیوانات  
جو امور انام کا ہے خلیسہ  
حکمت پاک کو یہی بھایا  
ہے نظام جہان کا یہ اسلوب  
بار پاتے ہیں جس طرح پہ چراغ  
تب چراغوں کو کرتے ہیں نصرت  
سبب انتظام عالم ہے  
اسکے پست و بلند پر ہو نظر  
چار فصلیں ہیں مختلف ظاہر  
جب خدا قدرت حکیم قدیر  
دخل باطن میں پاتی ہے گرمی  
ماؤں میوؤں کے ہوں سب پیدا  
تو کثافت ہوا میں آتی ہے  
اور باران کرتی ہے پیدا  
قوتیں پاتے ہیں بوجہ اتم  
بھرتے ہیں مادوں سے سرتاسر  
حرکت پاتے ہیں نبات اشجار  
گھاس بوٹے اسی سے اگتے ہیں  
ہوتی ہیں گرمیاں ہوا میں عیان

<p>سو کھتین میں رطوبتیں یک بار جتنے فضلات و خلط فاسد میں سب بدریج پاتے ہیں تحلیل تا عمارت بنے آسانی نہیں رہ سکتی کوئی بیماری و فزون میں نہ آئیں منفعتیں دو شرا ثور تیرا تجوزا ہے چھٹا برج شنبہ بے کد برج ہشتم کا نام عقرب جان جدی ہے ان بروج میں دشوان نہیں انہیں کسی کو جائے سکوت</p>	<p>پختہ ہوتے ہیں باطن اثمار جو رطوبات و خلط فاسد میں جسم حیوان سے ہوتے ہیں تحلیل نہیں رہتا زمین میں پانی صاف ہو جاتی ہے ہواساری لکھن ان فضلوں کی جو صفتیں ہے حشر نام برج اول کا چوتھا سرطان پانچواں ہے شہد برج ہشتم کا نام ہے میزان ہے نوآن برج برج قوس بیان گیارہواں دلو بارھواں ہے حوت</p>
--	--

### زیر ہونا رستم کا سہراب سے

<p>ہوا مہر تابان جو پر تو فکن پہن کر زہر رخس پر ہو سوار وے نرم سہراب کا دل ہوا تمہیں سے پہلے ہوا صلح جو مہم کیا تو نے اب دل میں کیا یہ بہتر ہے ہم تم نہوں زرمخواہ بہر معطل آراے و مینوش ہوں</p>	<p>تو سہراب اور رستم پیش گئے سوے میدان پے کارزار سوے الفت و مہر مائل ہوا کہا وہ میں ہنس کر کہ اے تند خو ارادہ لڑائی کا یا صلح کا کرین آشتی اور شام و نگاہ پہنک دے دے نہ طرب کوش</p>
---	---

ہوا مہر تابان  
پہن کر زہر رخس  
وے نرم سہراب  
تمہیں سے پہلے  
مہم کیا تو نے  
یہ بہتر ہے  
بہر معطل آراے

لرین حسد و پیمان محکم بستم  
 تو کیسو ہوتا اور کوئی جوان  
 مرے دل میں پیدا ہوئی تیری مہر  
 نشانی جو کچھ چاہیے ہے عیان  
 کسی نے بتایا نہیں زنیسار  
 تو شاید کہ ہے زال زر کا پسہ  
 سر صلح ہر چند تھا وہ جوان  
 کے تھا یہ دل میں یل پیلستن  
 یہ پاسخ دیا پھر کہ سن اے جوان  
 بہت میں تے دیکھا فراز و نشیب  
 کمر باندہ پشت ہیون سے اتر  
 جو دیکھا کہ رستم ہے اب گرم کین  
 تو مائل ہوا سوئے کشتی اگر  
 نہیں جاہتا تھا کہ تجھسا جوان  
 یہ کہلہ وہ دو دن یل نامدار  
 کیا زور رستم نے وان حد سے بیش  
 ہوا وہ خروشت نہ ہون پیلست  
 جو طعینا پکڑ کر کمر بند کو  
 زمین سے بہم پشت رستم ہوئی

پشیمان ہوں اب کینہ خواہی رستم  
 بیان آن کر ہو ستیزہ کنان  
 نہو کینہ جو تو بھی زنیسار  
 وے نام تیرا ہے مجھے نہان  
 تو کر نام کو اپنے اسب آشکار  
 یل پیلستن رستم نامور  
 پراہین نہ تھا رستم پہلوان  
 نہیں طفل کا اعتبار سخن  
 نہیں میں بھی کو دک تو کہتے جوان  
 نہ کر مجھے گفتار مکر و فریب  
 کہ سر گرم کشتی ہوں اب ہمدگر  
 تو ناچار سہرا بولا وہ میں  
 تو بان میں بھی کشتی کو حاضر ہوں پر  
 مرے ہاتھ سے کشتہ ہووے پیمان  
 لگے کرتے کشتی نے فن آشکار  
 گیا آگے سہرا بکے کچھ نہ بیش  
 کیا زور سے اسنے رستم کو پشت  
 تو سبھلا نہ پھر رستم نامجو  
 خرابی تر چہ رخ پر خم ہوئی

اگر خاک پر جب یل نامور  
 لیا کھینچ پھر خنجر آب گون  
 کیا حیلہ رستم نے اس وقت دان  
 یہاں کا یہ آئین نہیں زینہ سار  
 تو سر کو کرے اُسکے تن سے جدا  
 اُسے قوت و زور سے لاوے زیر  
 یہ سنکر وہ اُسکے اٹھٹھا سینے سے  
 گیا پھر وہ سہرا بن سرخ نماو  
 کہا جبکہ ہوتاں سے یہ ماحبرا  
 کہ عیاری و مکر سے کینہ خواہ  
 نہ دیکھا تھا گا ہے فراز و نشیب  
 تہ دام آیا تھا شیر ثریان  
 ہوئی بے وقوفی یہ تجسے کمال  
 یل نو جوان نے کہا کیا ہے غم  
 گیا جبکہ رستم سوے خیم گاہ  
 دعا اُسنے مانگی کہ اب یا خدا  
 اُسے ابتدا میں تھا زور اس قدر  
 وہ عاجز بہت وقت رفتار تھا  
 ہوا تھا تب اس بات کا خواستگار

تو سہرا ب بیٹھا وہیں سینے پر  
 یہ چاہا کہ اسکو کرے غرق خون  
 لگا کئے سہرا ب سے اسے جوان  
 کرے زیر حبکو کوئی ایک بار  
 مگر ہو دگر بار زور آرزو  
 کہے شوق سے قتل پھر وہ ولیر  
 عرض ہاتھ اٹھا یا دہین کینے سے  
 طرٹ اپنے لشکر کے خندان و شاد  
 کیا اُسے افسوس اور یوں کہا  
 رہا ہو گیا ہاتھ سے تیرے آہ  
 تو اک بفل تھا تو نے کھایا فریب  
 دیا چھوڑ تو نے کیا قہر ہان  
 رہائی تری اُس سے آجے محال  
 کرونگا اُسے زیر پھر صبح دم  
 رہا شب کو زاری کنان تا پگاہ  
 وہی زور دے مجھکو پہلے جو تھا  
 زمین چاک ہوتی تھی ہر گام پر  
 زمین پھر بام اسکا دشوار تھا  
 کہ کچھ زور کم ہووے یا کردگار

ہوئی تھی مناجات اُسکی قبول غرض کر کے شبِ زاری و اُنکسار خدا نے پذیرا کی اُسکی دعا	مراد اُسکی وہ بین ہوئی تھی حصول ہوا زور پیشین کا پھر خوش استگار وہی زور اُسکو کیا پھر عطا
---	---

سہراب کا مارا جانا رستم کے ہاتھ سے

سحر دیکھ کر قوت و زور تن سپاس عنایات پر فردگار گھیا شاد و خرم سوے زندگاہ یہ سہراب غوث سے کہنے لگا تو پھر آج آیا سوے کارزار تمہیں یہ بولا کہ جیتک ہے جان وہ کہنے لگے پھر درشتی بہم بہم خوب زور آزمائی ہوئی کہا کہ کمر بند سہراب کا ٹپک کر زمین پر اُسے پھر وہیں یہ سوچا کہ یہ گزند زور آزما غرض کہیں کی خیر آبدار وہ خستہ جنگ کھینچ کر ایک آہ بیان میں جو آیا تو یہ تھی مراد تھنا ہے دل کچھ نہ حاصل ہوئی	ہوا شادمان پہلوانِ زمیں بجالاتے اور رخس پر پوہوار ہوا جا کے سہراب سے کینہ خواہ کہ جنگال سے میرے ہو کر رہا غزنی اپنی شاید نہیں جان زار ترے ساتھ ہو لگا ستیزہ کسان ہوے مائل زور و کشتی بہم نہ سہراب کو پھر رہائی ہوئی زمین سے لیا پلٹن نے اٹھا سرِ سینہ بیٹھا وہ از روے کین جو پھر اٹھ کھڑا ہو تجب ہے کیا کیا سینہ و دل کو اُسکے نگار یہ بولا کہ تھے بخت میرے سیاہ کہ دیدار سے باپ کے ہونین شاد ہلک عدم جان واصل ہوئی
---	---

فردگار  
مرد عین

جو دریا میں اب ہووے مسکن گزین  
 مرا باپ چھوڑ یگا وان  
 کما نام کیا اُس نے تب یوں کہا  
 جب اُس خستہ تن سے سُنا یوں سخن  
 پڑا ہوا کے بیوش بس خاک پر  
 لگا کہنے اُس نے کہ کر یہ بیان  
 کہ میں ہی سیہ بخت رستم ہوں آہ  
 یہ سُہرا بے سن کے پاسخ دیا  
 بہت گرم الفت مرا دل ہوا  
 نشانی تو دیکھا اب زہرہ کر کے وا  
 نہیں زخم ہے اب یہ طاقت مجھے  
 وہ مہرہ جو دیکھا زہرہ کر کے وا  
 یہ بولا کہ اُسے جان من یگناہ  
 پس کو کسی نے بھی مارا نہیں  
 نہ چھوڑ یگا زہرا مجھ کو غم  
 یہی اب ہے بہتر کہ ہوں میں ہلاک  
 یہ سُہرا بولا کہ کیف اندا  
 نہ پتا تھا سُہرا بے سبب ادھر  
 جو دیکھا کہ رخسارِ یل نامدار

تو یا جائے بالائے چرخ برین  
 کر یگا ہلاک آن کر اے جوان  
 کہ ہے نام رستم مرے باپ کا  
 تو غمگین ہوا رستم پیلتن  
 جب آیا ذرا ہوش تب نالہ کر  
 ترے پاس رستم کا کیا ہے نشان  
 جہاں جبکی آنکھوں میں ہو کوسیاہ  
 کہ صد حیف اے گرو کشور کشا  
 وے تو ادھر کچھ نہ مائل ہوا  
 کہ مہرہ ہے بازو پہ میرے بندھا  
 کہ کھولوں زہرہ اور دکھاؤں تجھے  
 تو رستم نے پھر خور و نالہ کیا  
 تو کشتہ ہوا ماتھے سے میرے آہ  
 نہیں یہ ہوا جو ہرگز کہ میں  
 رہو نکا گرفتار رنج و الم  
 کروں اپنے سینے کو خنجر سے چاک  
 نہیں چارہ زہرا پریش قضا  
 ادھر رستم گر دھکا تو نہ کر  
 کھڑا ہے بہت دیر سے بے سواد



سواران لشکر گئے تب ادھر  
 کرے ہے فغان اور بیتاب ہے  
 یہ جاناکہ زخمی بین دونوں جوان  
 اٹھا کر سر رستم نامور  
 زہ پارہ اور چاک کر پیرین  
 ہوا ہاتھ سے میرے ایسا ستم  
 مرے روئے دسر پڑے اسے خاک  
 یہ کہ کرو میں کیخسرو خجریا  
 یکہ بکشتابی سے رستم کا ہات  
 زوارہ سے پارہ گریبان کیا  
 کہا پھر یہ سہراب سے کیا ہے حال  
 جگر پر مرے زخم کار می لگا  
 یل پلین کے سدا پان نشان  
 حبس سید بخت سے پارہ  
 مجھے نام رستم بتایا نہیں  
 مقابل مرے جبکہ رستم ہوا  
 رکھا اسنے بھی نام اپنا نہان  
 کوئی کیا کرے کسا ہے اختیار  
 پسر کی اجل باپ کے ہاتھ تھی

تو دیکھا کہ رستم پڑا خاک پر  
 شہ پڑا و ان بھی سہرا ہے  
 لگا زخم کاری ہوئے ناتوان  
 لگے پوچھنے سب کہ کیا ہے خبر  
 لگا کہنے یون رستم پلین  
 رہیگا قیامت تملک یا دشمن  
 پسر کو کیا میں نے ناحق ہلاک  
 کہ تن سے کرے اپنی گردن جدا  
 لگے روئے گردان فرسخ صفا  
 غم و درد سے شور و افغان کیا  
 وہ بولا کہ ہے درد مجھ کو کمال  
 نہیں کچھ بھروسہ ہے اب زلیہ کا  
 مری مان لے مجھے کیے تھے عیان  
 جو پوچھا تو پوشیدہ اسنے رکھا  
 رکھا ہاے غافل جنایا نہیں  
 تو پرسان حال اس سے ہر دم ہوا  
 کیا میرے آگے نہ ہرگز عیان  
 نہیں چارہ تقدیر سے زینہار  
 ازل سے یہ ٹھہری ہوئی بات تھی

یہ احوال سنکر ہوئے فوجہ گر  
لگے کوٹنے سینہ و سروان  
یہ سہراب دل خستہ نے پھر کہا  
نہ تم گریہ و نالہ اتنا کرو  
بجسں تکوین نے کیا اپنا خون  
کہ فوجہ راب رستم از بند  
نہو جا کے ترکون سے پھر کینہ خواہ  
کہ مولد مرا ملک توران ہے  
اگر زندہ رہنا تو ہر ایک پہ  
پیر بید میرے مدارا کرے  
جگر خستہ نے جو کہ اسدم کسا

زوارہ ادھر اور رستم ادھر  
کیا دیدہ ترستے دریا روان  
کسی کو نہیں اس جہان میں بقا  
خو را صبر کو دل میں اب راہ دو  
وہے التماس ایک رکھنا یہون  
نہ ہو نچا وے لشکر کو میرے گزند  
نہ کھینچے سو ملک توران سپاہ  
مری جا کے بازی دہ میدان ہے  
مراعات کرتا میں شام و صبح  
تأطف مدام آشکارا کرے  
تہمتن نے یکسر بیزیرا کی

### رضا و تسلیم کا بیان

جادو راہ بقا غیر از فنا ملتا نہیں  
جستجو رہتی ہے دولت کا پتا ملتا نہیں  
ہر تجسس شرط بیان ملنے کو کیا ملتا نہیں  
پیشم نے کی مدتوں گردش تو پایا ایک تل  
وے جو محتاجوں کو دنیا ہو کہ فرصت ابھی  
المدد موقع مدد کا ہے یہ اسی باد مراد  
وہو نہتے پھرتے ہیں ہم محراب میں مثل گرد باد

ہے خود ہی جتنا کہ انسان میں خدا ملتا نہیں  
سر پہچا کرتا ہے پر ظلم ہما ملتا نہیں  
پر کہیں نہا میں صادق آشنا ملتا نہیں  
رزق انسان کو مقدر سے سوا ملتا نہیں  
ڈھونڈتا ہر خاکین قارون کہ ملتا نہیں  
ڈوبتی ہے اپنی کشتی نا خدا ملتا نہیں  
مٹر لوں یاران رفتہ کا پتا ملتا نہیں

مجموعہ سخن  
فاضلہ عالیہ فاضلہ عالیہ

<p>مہو گیا کیا جانے لجا کے خط کسجا تباہ          اگر ہی خود منزل مقصود کی ہو رہنا          آدمی کیوں طالب راحت ہے دو چرخ میں          گلشن ہستی میں یہ آب مروہ کا ہے قحط          شکل آئینہ نہ پوچھو میری حیرت کا سبب          حوتہ اگر پوچھو تو یہ بھی نسخہ اکسیر ہے          رو کے مانند آئندہ چاہے جو صحت رزق کی          شاعران حال کیا مضمون نو پائین سیر</p>	<p>صورت عنقا کبوتر کا پتہ ملت نہیں          خضر مل جاتے ہیں جسکو راستہ ملت نہیں          چین دانے کو نیز آسیا ملت نہیں          سخل کو پانی پے نشو و نما ملت نہیں          خلق صورت میں ہے معنی آشنا ملت نہیں          چھاتے میں خاک سب مضمون یا ملت نہیں          شیر و ایل طفل کو بھی بے ہنگام ملت نہیں          دھوئندھتے میں پڑ خلاص بھی نیا ملت نہیں</p>
--	---

### تنگی میں فراخ حوصلگی

<p>اس قدر سچی پریشانی کہ جمعیت ہوئی          مفلسی بھی کیا کسی زردار کی دولت ہوئی          تنگ دستی میں کمان قاصر می بہت ہوئی          ہتکڑی کو طوق کو بچھر کو فرصت ہوئی          رفتہ رفتہ میری صورت یار کی صورت ہوئی          جب ہوئی ہمو تلاش رزق بے منت ہوئی          آگے صورت اور تھی اب اوہی صورت ہوئی          خلق سے معدوم جب غم تھا ہوا شہرت ہوئی          جسم خاکی سے جو نکلی روح کو راحت ہوئی</p>	<p>تنگی دل غم کو آخر باعث راحت ہوئی          چھین لیک کس طرح اسکو زبردستی کوئی          تیغ قاتل کو دیا سر جان عزرائیل کو          حیرت نے سے کٹا زندان میں کس کس کا عذاب          رنگ یک رنگی دورنگی نے کیا کیا آئندہ          بھوک کا غم بھوک میں کھایا کیے ہم عمر بھر          آئندہ دیکھا اگر پیری میں یاد آیا شباب          جتنے کامل ہیں فنا کے بعد ہے کھلی ہنود          بعد مدت قید سے مجھوس چھوٹا اسکیر</p>
--	--

فراخ حوصلگی  
 بھوک کا غم بھوک میں کھایا کیے ہم عمر بھر

رفاہ عام میں ثواب و رنامہ اور می بھی ہے

رہ کے دنیا میں کیجیے وہ فکر  
یہ لباس حیات فانی ہے  
اگے کہتے تھے آدمی وہ کام  
کرتے تعمیر اہل مکنت و جاہ  
اب نہ وہ دن ہیں اور نہ وہ راتیں  
وہ جو تھا ایک شخص مومن خان  
ایک وہ کر گیا ہے ایسا کام  
نزد اہل خسرو کبھی نہ ہوا  
کیا کو اسے کہ جسکی سن کے بنا  
نلے آٹھ انسوؤں سے روتے ہیں

بعد کوئی کرے بہ خوبی ذکر  
نقش بر آب زندگانی ہے  
جسکے باعث رہے ہمیشہ نام  
پلٹ و ممانسہ اسے و مستجد و چاہ  
رہ گئیں یادگار دو باتیں  
غور کر کیجیے تو اب ہے کہاں  
کہ سدا با جتا ہے اسکا نام  
جسکا نکلا ہے اسطرح کا کوا  
چھب کے آوے ہے دیکھنے دیا  
شرم سے ڈیرے آب ہوتے ہیں

### راجہ رام چند راجی کا بن باس ہونا

مشعب ہے عجب یہ پیر گردون  
جفا پیشہ ستمگ فتنہ خو ہے  
اگرچہ پیر ہے لیکن ہے بے پیر  
کسی کا خوش نہیں آتا اسے عیش  
ہر اک کے عشق میں ہے رخنہ انداز  
سدا اس سگدل کا ہے یہ شیوہ  
یہ وہ زینور ہے چرخ ستم کش  
کہ یوں اب تک اس مضمون سے آگاہ

کہ ہر دم اسکی صورت ہے دگرگون  
برائے رنج ہر کس جیلہ جو ہے  
ہمیشہ منقلب ہے اسکی تدبیر  
برائے جنگ پھرتا ہے لیے جیش  
میان ہر بشر ہے فتنہ پرواز  
کہ تجھ مارتا ہے دے کے میوہ  
کہ پہلے نوش دے پیچھے چٹے نش  
کہ جب سے رام و ستیا کا ہوا بیاہ

نقصیت  
فاصلات و مقامات

بجز ان سب قصوں  
مفاد میں مفادین عورت

ہنشت تھی اودھ میں روز افزون  
 سرور و عیش و راحت و مہم تھا  
 کھٹا افسوس ملتا تھا سنگ  
 قنارہ ایک دن وہ پا گیا گھات  
 خوشی سے رام و سیتا لے کر روز  
 پے ویدار روئے رام و سیتا  
 سرور و عیش کا لب پر ترانہ  
 جو دیکھا رام نے نار دمن آئے  
 پرستش کی قدم دھوئے ہوئے شاد  
 مدار سے بہت پیش آئے جب ام  
 تسلی کی کیا نار د کو رخصت  
 کہ ہے ایسا وعدہ مجھ کو منظور  
 نہ کیونکر ہو وہاں ہنگامہ برپا  
 جہاں ہو تفرقہ بیٹھے بٹھائے  
 شہنشاہ اودھ تھا لے کر روز  
 مرصع سر پہ زیب تاج زرین  
 پے آرایش تاج زرافشان  
 نگاہ شہر پڑی کا کل پہ اک بار  
 خزان دیکھی بسا زندگی میں

خوشی کتنی جا سوئے رنج مسکون  
 اودھ میں تھی خوشی گردون کو ہم تھا  
 بائے تفرقہ تھا حیلہ پرور  
 بگاڑی ایک دم میں سب بنی بات  
 مکان پاک میں تھے رونق افروز  
 قدم رنج کیا نار د نے افسانہ  
 میان عاشقان حق یگانہ  
 سراپا اٹھ کے با تعظیم لئے  
 بزرگی اسکو بخشی حد سے ایزاد  
 کہا نار د نے تب برمھا کا پیغام  
 لگے سیتا سے کہنے خود بدولت  
 کروں دیوان بد کو دہرے دور  
 گذر نار د کا ہونا گاہ جس جا  
 یہ ہے ضرب مثل نار دمن آئے  
 سر زرافشان پر رونق افروز  
 عیان چہرے سے نور ماہ و پروین  
 کیا آئینہ پیش روئے تابان  
 سفید آئے نظر بال اس میں و جاہر  
 امان دیکھی خدا کی بندگی میں

نظر موے سپید آئے جو شہ کو  
 کہا دل میں کہ آیا دور سپیری  
 مناسب ہے کہ اپنے رو بہ اب  
 کرین رام اب اور معین یا شاہی  
 غرض یہ بشورہ ٹھہرا کہ ناگاہ  
 بجالا یا قدم بوسی کے آداب  
 کیا درپیش اپنا مقصد دل  
 کہا شہ سے یہ اُسٹے شاد ہو کر  
 نہ ہے طالع نہ ہے ساعت نہ ہے نعت  
 کیا جب پیر وانا نے یہ ارشاد  
 بٹ بٹ نامور کو لے کے ہمراہ  
 سو منت خاں مان کو بلایا  
 غرض شکر شہ عالم کا ارشاد  
 جتیا سب کیا سامان شاہی  
 کہا جو کچھ بٹ بٹ نامور نے  
 ہراک دریا کے آب پاک آئے  
 کیا اسباب عشرت جملہ حاضر  
 ہوئی ظاہر او دھین جب خبر  
 امیران جہان از خاص تا عام

زوال شب ہوا معلوم نہ کو  
 نہیں زیبا ہے اب تاج امیری  
 یہ تاج و تخت بختون رام کو سب  
 کروں صرا میں اب یاد الہی  
 حضور پیر دانا دل گیا شاہ  
 دل پر شد کیا خدمت سے شاد اب  
 بہت شادان ہوا درویش کی من  
 کہ ہے تجویر شاہنشاہ بہتر  
 کہ جس دن رام بیٹھے بر سر تخت  
 ہوا شاہنشاہ آفاق دل شاد  
 سوے دولت سرا آیا شہنشاہ  
 اُسے مرکوز باطن سب جتایا  
 سو منت نامور نے بادل شاد  
 کیا آراستہ ایوان شاہی  
 کیا حاضر وزیر پرہیزگار  
 گل و برگ درختان سب مشکاں  
 ہوئے ارباب فرحت جملہ حاضر  
 ہوئے دل شاد و خرم سب کہ وہ  
 سبائے سن کے حال فتنہ رام

حریم بادشاہی میں ہوئی دھوم  
 ہوئی چشم فلک چرخون حسد سے  
 خوشی کا شہا یہاں سامان سارا  
 اودھ میں دیکھ کر شادی کا سامان  
 بصد منت بھلایا سرستی کو  
 کہ اے نطق زبان ہر کہہ دے  
 کہ بہر کشتن دیوان اعظم  
 کہے و نیامین گروہ بادشاہی  
 قوی ہوں دیو و جن شاہ ملک پر  
 نہیں زیبا کوئی تیرے سوا ہے  
 کچھ ایسی ہووے قدرت آشکارا  
 اودھ سے آج صحرا کو روان ہو  
 سنا جب سارو لے یہ فسانہ  
 ہوئی جا کر وہاں پر میل انگینہ  
 کنینرک کیلکی کی منتھرا نام  
 کیا نطق زبان کو اسکے اغوا  
 جو دیکھا یہ اودھ میں جلوہ عیش  
 سراپا تین میں روشن آتش خشم  
 کہایوں کیلکی سے باغ ہم واہ

ہوئی خوش بانو فرخندہ مقسم  
 نہ باز آیا وہ اپنے فعل بد سے  
 کیا کچھ غیب سے اور آشکارا  
 ہوا خیل ملائک دل میں حیران  
 کہا حال اودھ سب اس سے رورو  
 دل روشن پہ ہے تیرے عیان یہ  
 لیا ہے رام نے اوتار آدم  
 پڑے خیل ملائک پر تباہی  
 شہ جن سند آرا ہو فلک پر  
 فقط تیرا ہمیں اب آسرا ہے  
 خلافت رام کو ہونا گوارا  
 ترا احسان ہو ہو کو امان ہو  
 ہوئی سوے اودھ پیدل روٹنے  
 نہ پایا کوئی دشمن اس جگہ تیز  
 زبں تھی عقل و دانش وہ ناکام  
 وہ لنگی شہر میں بہر تماشا  
 حضور کیلکی آئی بصد طیش  
 روان مانند دریا چشم چشم  
 کہ کیا نافل ہے تو اسے بانو شاہ

بھرت کو شاہ نے گھر سے کیا دور  
محبت پہ ہے ناز ان شہ کی ناحق  
بظاہر تجھ پہ عاشق ہے شہنشاہ  
یہ کونسا کا ہے سب مکر اور فن  
خلافت کا اگر ہو رام کو تاج  
یہ سنکر کیلنی بولی غضبناک  
اگر ہو رام کو تاج خلافت  
مرے دل کے برائیں سب مطالب  
نہو انہیں کبھی ہرگز بردرائی  
تو ہے بد باطن و بد کار و بد ذات  
کہا پھر شہر آئے باصفائی  
کوئی ہو بادشہ کیا بھکو مطالب  
ولے میں ہوں کینز بانو سے شاہ  
کہا میں نے برا خیال خواہی  
نہیں خواہش مجھے کچھ سیم و زر کی  
مجھے مطالب نہیں ہے کچھ کسی سے  
ولے کیا کیجیے اس دل کا چارہ  
زمانے میں ہے یہ روشن سچو پن  
خصوصاً جبکہ ہووے بادشاہی

خلافت ہے بنام رام منظور  
یہ تیرا ہے خیال خام مطلق  
ولے باطن میں کونسا کی ہے چاہ  
کہ بیشک سوت کی ہو سوت دشمن  
ترافز زند ہو روئی کو محتاج  
کہ کیا کہتی ہے تو اسے شوخ و سیاک  
بھرت کو ہے زہے فخر و سعادت  
بھرت اور رام ہیں یک جان و وقاب  
اگر ہو اک طرف ساری خدائی  
غضب تو نے نکالی منہ سے یہ بات  
بھلائی میں ہوئی حاصل برائی  
نہیں لوٹدی سے بیوی ہونگی میں اب  
کیا راہ نکھڑا رہی سے آگاہ  
مبارک رام کو ہو بادشاہی  
خطا کی میں نے گر تلو جنب کی  
خوشی اپنی ہے مالک کی خوشی سے  
یرائی ہے تھارے ناگوارا  
کہ دشمن ہو برادر کا برادر  
مقرر ہو برادر پر تباہی



زبان چرب ہے جب کی یہ تفسیر  
 نہ ہو دلگیر تب بولی وہ نادان  
 کیسے مین شہ نے جو دو عہد محکم  
 سحر گہ رام ہوں صحرا کو راہی  
 کیا یوں کیسے کی جب کہ اغوا  
 عروسی پر بہن تن سے کیا چاک  
 کیے غم سے پریشان مشکبو بال  
 بوقت شب ہوا شاہ نکو روز  
 پریشان حال دیکھا کیسے کی کا  
 یہ اسکے عشق مین دیوانہ تھا شاہ  
 نہ تھی مبتلا بی معشوقہ منظور  
 جو فرش گل پر کرتی تھی سدا خواب  
 ہوا آشفتنہ خاطر دیکھ کر شاہ  
 کہا اسے جان شاہ عالم آرا  
 ہوا پیدا جہان مین کون کرش  
 خلافت سے کروان کس شہ کو اخراج  
 زروے شکر بولی کیسے کی تب  
 کیے تھے پیشتر دو مجھے اتسار  
 نہیں ہے آپ سے کچھ محکوم امید

ہوئی تب کیسے کی بیزار و دلگیر  
 کہ ہے تدبیر اس شکل کی آسان  
 کہو تم شہ سے امشب شاد و خرم  
 بھرت کو دیجیے دہیسم شاہی  
 ہوا برگشتہ دل پھر کیسے کی کا  
 ہوئی آشفتنہ غلطان بر سر خاک  
 بچھا یا مکر و فن کا خاک پر جال  
 محل مین کیسے کی کے رونق افروز  
 ہوا دلگیر شاد عالم آرا  
 کہ تھی وہ شمع رو پروانہ تھا شاہ  
 نہ کرتا تھا کبھی نزدیک سے دور  
 اسے دیکھا زمین پر درتپ و تاب  
 سر بالین پر وین پر گیا ماہ  
 ہوا کیا رنج دل پر آشکارا  
 ستایا کس نے تجھ کو اسے پریوش  
 کروان کس بیوا کو صاحب تاج  
 کیا تنے مرا کہنا سدا سب  
 کیے تھے وفا اب تک نہ زنہار  
 نہیں کھلتا ہے مجھ پر آب کا بھید

کہا و سرت نے اسے جان شہنشاہ  
 بجا لاؤن اُسے بالراس و لہین  
 قسم ہے رام کی گر جان مانگو  
 یہ سنکر کیسکی بادید کہ تر  
 کہا ہین شاہ سے دوچھکو مطلب  
 بھجرت کو سلطنت کا دیجیے کام  
 یہ سنکر ہو گیا بیہوش دسرت  
 ہوا چہرہ غم و اندوہ سے زرد  
 بھجرت کو تاج دون اے راجہ  
 نہیں قابل سفر کے ہین ابھی رام  
 مناسب ہے کہ اس سے درگزر ہو  
 کہا اُسنے کہ اے شاہ زمانہ  
 نہیں ہے جھوٹ شاہوں کو نروار  
 بھجرت سے آپ کو کیا دشمنی ہے  
 وہ بولی تلخ یون شہ سے شکر  
 کیا ہر چند دسرت نے بہانا  
 ہوا غلطان زمین پر شاہ خاموش  
 دل مردان ہے ٹکرے مکرزن سے  
 قوی ہے عورتون کا مکر نیزنگ

کر و مطلب سے اپنے مجھکو آگاہ  
 دل بیتاب کو بخشو ذرا چین  
 تو حاضر ہے نہیں افسوس مجھکو  
 ہوئی حاضر حضور شاہ اٹھ کر  
 وفاے عہد ہے شاہوں کو اُتسب  
 بیابان میں رہیں چوڑہ برس رام  
 گرا سر سے زمین پر تاج دولت  
 کہا یون کیسکی سے باد م سرد  
 جدائی رام کی لیکن ہے مشکل  
 قیامت تک رہیگا بدتر انا م  
 غضب ہے گر جدا تخت جگر ہو  
 نہیں شاہوں کو زبیا ہے بہانہ  
 نہیں اقرار میں واجب ہے انکار  
 جو الفت رام کی دل پر ٹھنی ہے  
 ناک چھڑکا لب زخم جگر پر  
 و لیکن کیسکی نے کچھ نہ مانا  
 رہا مطلق نہ تاج و تخت کا ہوش  
 خدا بخشے امان عورت کے فتن سے  
 کیے یرباد لاکھوں تلج و اورنگ

سو سنت آیا بوقت صبح اُس جا  
 کہا روئے ادب سے اے شہنشاہ  
 کہا تم رام کو لاؤ شتالی  
 وزیر نامور یہ سنکے گفتار  
 کہا اے صاحب تکوین و ایجاد  
 اُسٹھے یہ سنکے شادان شاہ کوئین  
 پدر کے سامنے آئے شتابان  
 زمین پر مضطرب ہے شکل باہی  
 زمین پر اس طرح تھا شاہ کا حال  
 کہا تب رام نے با اس کباری  
 جو ہو تقصیر میری وہ عطا ہو  
 نہیں درکار مجھ کو انہی تخت  
 وہی ہے نیک لڑکا اس سر امین  
 خدا دل شاد ہے ایسے پر سے  
 سنی جب رام کی شیریں یقین  
 جو آیا دیکھنے سے رام کے ہوش  
 زلیس غم سے نہ تھا یا رے گفتار  
 کہا تب رام سے مان نے یہ مضمون  
 کیے تھے شاہ نے دو سمجھے اقرار

جو یہ حال پریشان شدہ کا دیکھا  
 ہوا کیا آپ کا یہ حال ناگاہ  
 پھر اگر پوچھنا حال خرابی  
 حضور رام آیا بادل زار  
 شہنشاہ نے کیا ہے آپ کو یاد  
 کیا حکم پدر بالراس و لہین  
 زلیس حال پدر دیکھا پریشان  
 کہیں کانی کہیں ہے تاج شاہی  
 ہما غلطان ہے گویا بے پرو بال  
 کہ ہے کسو اسٹھے یہ سوگواری  
 بجا لاؤں جو صاحب کی ضابطہ  
 رضاے والدین ہے حاصل بخت  
 رہے ماور پدر کی جو رضامین  
 نہو جو خوف حکم پدر سے  
 اٹھا روئے زمین سے شاہ دلگیر  
 ہوا با گریہ وزاری ہم آغوش  
 رہا مانند نرگس محو دیدار  
 بھرت سے مجھ کو تم پیار سے ہوا فزون  
 وفا میں اُکلی اب ہے صاف انگار

اگر دنیا میں جا ہو بول بالا  
 کہا شاہ دو عالم نے نہ بخت  
 یہ کہ کر شاہ سے رخصت ہوئے رام  
 ہوئے مادر سے رخصت رام جا کر  
 یہ شاق اسپر ہوئی بس فرقت رام  
 ہوئی بیتاب سیتا سن کے یہ حال  
 ہوا جینا اُسے بے رام مشکل  
 فراق رام کب ہو اُس کو منظور  
 سیتا پھر آئی پیش مادر رام  
 ہوئی یا بوس خوشدامن ادب سے  
 ہوئی دلگیر خوشدامن یہ سن کر  
 بیابان میں ننیں عورت کا ہے کام  
 رہو تم پاس میرے بادل شاد  
 کہا سیتا تے اے خوشدامن پاک  
 ننیں بہتر ہے اس سے کوئی دولت  
 رہا کب دامن شوہر ہون سے  
 ننیں دل کو مرے ہے تاب فرقت  
 خبر سیتا کی سن کے شاہ دست  
 بگایا جانکی کو با غم و آہ

بجلا لاؤ قسار شاہ والا  
 مبارک ہو بھرت کو افسر و تخت  
 پڑا دہو لقسر اسے شہ میں کہرام  
 بہت روئی گلے لیں کے مادر  
 زمین پر مان گری سبے صبر و آرام  
 پریشان صورت سنبھل سکے بال  
 نہ لائی تاب ہجر گل عناد دل  
 غضب ہے شمع سے پروا نہ ہو دور  
 پریشان ہوئے زلف عنبرین خام  
 ہوئی رخصت کی خواہان رو کس سے  
 کہا اے راحت دلہا سے مضطر  
 نہ کر برباد ناحق تنگ اور نام  
 رہے تا خانمان شاہ آباد  
 ننوں جانے سے میرے آپ غمناک  
 کرے عورت جو شوہر کی اطاعت  
 کہیں سایہ جدا ہوتا ہے تن سے  
 عطا کر خوشدلی سے مجھ کو رخصت  
 ہو اول میں بہت بیتاب و طاقت  
 کہا سب اس سے رنج و محنت راہ

کہا سیتا نے خار کلفت دشت  
 شمشہ نے زبس غم سے طے ہاتھ  
 وہ نکلے اس طرح دو وزن وطن سے  
 ہوا لچھن پہ جب یہ آشکارا  
 ازل سے تھے جو باہم شرط و اقرار  
 ہوئے پیش پدر حاضر ادب سے  
 مجھے بھی حکم ہوا اے صاحب گنج  
 برادر کی یہی ہے نیک بختی  
 سلف سے عالموں نے اے خردور  
 غرض لچھن ہوئے یہ کیکے رخصت  
 یہ پیش رام آئے شاد لچھن  
 کہا شہ نے سومت پر خرد سے  
 دکھا کر چارون بن کا تاشا  
 وہ لایا رتھ جبکہ شاہ دوران  
 ہوئے سب رام کے در بے جزو کل  
 جدا حیدم ہوئے وہ غیرت باغ  
 پڑا شہر اودھ میں شور و شیون  
 اودھ میں یہ ہزارو لے گا سیلاب  
 رواق و طاق و منظر کا اڑا رنگ

مجھے ہے رام کے ہمراہ گلشت  
 ہوئی سیتا نکل کر رام کے ساتھ  
 کہ رخصت ہوں گل و بلبل جین سے  
 ہوا بے رام رہنا ناگوارا  
 ہوا واجب و فاعے عبدناچار  
 کیا معروض شاہ جان بلب سے  
 نہو کچھ رام کو تاراہ میں رنج  
 رہے پیش برادر وقت سختی  
 کہا ہے قوت بارو برادر  
 ہوئیں بے نور ہر دو چشم دسرت  
 ہوئے اک جا پہ باہم جلوہ فگن  
 کہ تو آگاہ ہے سب نیک و بد سے  
 اودھ میں پھیر لانا بادلا سا  
 جڑھا کر لے چلا سوئے بیابان  
 برنگ خار پکڑا دامن گل  
 دل دسرت لے کھایا لالہ سان داغ  
 چلے ہمراہ گریان مرد اور زن  
 ہوئے ہر جا لبالب نہر و تلاب  
 ہوا غم سے مشیک سیئہ سنگ

ولبس تھے غم سے گریان سقن و دیوار  
 مکان شاہ کے ہر طاق و منظر  
 ہزاروں چشم سے روتا تھا دیریا  
 کیا غم سے سحر لے پیر ہن چاک  
 جہاں گریان تھا سب آہ و فغان ہے  
 نہ کھولی آنکھ ایسی شہ نے کی بند  
 زمین پر شاہ تھا اس طرح بیتاب  
 فزون تھے ہر گھڑی درد و غم و آہ  
 لہو تھا ہرین مرگان سے جاری  
 اودھ میں زاغ نالان بن میں بلبل  
 چلے جدم اودھ سے رام و بچھن  
 ہوئی بیدا گر کو بدشگون  
 ہوئے سب جا پہ وارد رام جا کر  
 تشفی رام نے کی سب کی اسجا  
 سوئے خانہ ہو سب تم رونق افروز  
 اودھ میں تم رہو بادشاہ دانی  
 سفر میں بچ ہے اندوہ و غم ہے  
 نہ دکھلائے خدا رنج غریبی  
 شہ کو نین لے کی جب یہ تقریر

نظر آتے تھے روزان چشم خونبار  
 بے نگر یہ تھے شکل دیدہ تر  
 حجاب اُسکے ہوئے دیدے سراپا  
 اڑائی سر پہ اپنے شام نے خاک  
 فرشتے گلستان تھے آسمان سے  
 یکایک جیکہ چھوٹے دونوں فرزند  
 کہ ہو جسطرح سے آتش پہ سیلاب  
 بے لخت جگر اشکون کے ہسارہ  
 پسند آنکھوں کو آئی اشکباری  
 اُسکے کانٹے یہاں پھولے وہاں گل  
 گرا لٹکا میں سر سے تاج راون  
 دکھائی نیک بختی لے زبونی  
 ہوئے شب باش مردوزن وہاں پر  
 کہا ہر ایک سے دے کر ولا سا  
 نہودشت صعبت میں غم اندوز  
 کر عیش و طرب سے زندگانی  
 وطن کا چھوٹنا یا روستم ہے  
 کہ ہے رہنا وطن کا خوش نصیبی  
 ہوئے پیر و جوان سب سن کے دلگیر

فراقِ رام کی کب تھی انھیں تاب  
 بچشمِ طہفہ دیکھا رام نے جب  
 مری وقت انھیں ہے ناگوار  
 ہوئے غافلِ جوان و پیر و کوکب  
 وہاں سے تب سوئٹ درام و چمن  
 قریب میر پور پہونچے ستابی  
 ہوئے سب عاشقانِ رام بیدار  
 نہ پایا کچھ نشانِ رام و چمن  
 وہاں صحرائین تھے یوں بادلِ زار  
 بیابان میں تھے یوں ہرستِ پویان  
 تڑپتا تھا کوئی صحرائینِ غمناک  
 فراقِ سرو میں کوئی لب  
 تراش گل میں گریبانِ شکلِ بابل  
 نہ آئے جب نظر وہ غیرت گل  
 خرابِ دستہ و غمگین و مضطر  
 ہوئے داخلِ اودھ میں بادلِ زار

سودا کے وقت کا پیر لونک

اب سامنے میرے جو کوئی پیرِ جوان ہے  
 میں حضرت سودا کو مٹا بولتے یارو

و عوی نہ کرے یہ کہ مرے ننھ میں زبان  
 ابد رسک ابد یہ کیا نظم بیان ہے

جیسا کہ

منقول مفاہیلِ فاضلِ غول  
 بحرِ سخن

انسان میں کیا عرض کر فرمائیے حضرت  
سُنکر یہ لگے کہ خاموش ہی رہ جا  
کیا کیا میں بتاؤں کہ زمانے کی گشتی شکل  
گھوڑا لے کر نوکری کرتے ہیں کسی کی  
گدڑ سے ہے سدا یوں غاف و دان کی خاطر  
ثابت ہے جو دکا تو نہیں ہوز و نیچ جال  
کتناسے نفرت سے کو صراف سے جانکر  
پیسہ دیکھ دیا کچھ تو ہوئی عید و گرنہ  
اس بچے سے جب چڑھ گئے چھتیس مہینے  
لیتے ہیں یہ بن روسی ہی وہ تو دو ماہ  
ملا جو اذان پڑھے تو منہ موند کے اسکا  
سینگ ہے کہ سا اٹھ پر گھر میں خدا کے  
اور وہ جو ہیں کہ نور ہو وان آنکے بیٹھے  
اٹھا اٹھ کے دکاتے ہیں انہیں حال نہ اپنا  
یوں بھی نہ ملا کچھ تو ہر اک بالکی آگے  
کوئی سر پہ لیے خاک کوئی چاک گریبان  
ہندو و مسلمان کو پھر اس بالکی اوپر  
یہ مسخرگی دیکھ کے جب صاحبِ رتقی  
گھر ہو جیسے جا کر کسی عہدہ کے مصاحب

آرام سے کہنے کی کوئی طرح یہاں ہے  
اس امر میں قاصر تو فرشتوں کی زبان ہے  
ہے وجہ معاش اپنی سو جب کا یہ بیان ہے  
تخواہ کا پھر عالم بالا پہ نشان ہے  
شمسیہ جو گھر میں تو سپر بننے کے یان ہے  
تیر و نہیں ہے پر گری تو بے چلہ گمان ہے  
بی بی نے تو کچھ کھایا ہے فاقہ سے میان ہے  
شوال بھی پھر ماہ مبارک رمضان ہے  
تخواہ کا پھر ٹبنا تو اس شکل سے یان ہے  
ٹک مونس ہٹنے کی جنہیں تاب تو ان ہے  
کہتے ہیں کہ خاموش مسلمان کی کمان ہے  
نے ذکر نہ صلوات نہ سجدہ نہ اذان ہے  
رستے کے جو آگے کی یہ ہر ایک دکان ہے  
دربارِ رواں عہد میں جو خرد و کلان ہے  
اس سچ سے رسالے کا رسالہ ہی رواں ہے  
کوئی روک ہے منہ پیٹ کوئی نعرہ زنان ہے  
ارتقی کا تو ہم ہے جنازے کا گمان ہے  
کرتے ہیں دبان عرض پٹا ہے نہ بان ہے  
اسکی تو اذیت نری ہی آفت جان ہے



وہ جاگے جو راتوں کو تو بیٹھے ہیں دوزالوں  
 یہ وقت خوش اسکی جو ہوا اپنے تئیں بھوک  
 لکھنوال کی چپ بیٹھے ہوئے کتے ہیں گھڑیاں  
 خیال سے پختیارہ ہے اور چرت اور چرت  
 صیفہ میں طبابت کے بھلا آدمی نوکر  
 صحت ہے یہ اُسی آقا کے تئیں جھینک  
 دیتے ہیں سنگا تیر و کمان ہاتھ میں لیسے  
 اور ماہر اور پر جو وہ نواب کو دیکھے  
 مطبخ میں ہے خربزہ اور خربزہ پر دودھ  
 یہ بھی تو نہیں ہے کہ اسی سے ہوتی  
 اسمین جو کہیں دریا ٹھا پٹ میں انکے  
 رکھتے ہیں غنم مرگ سے لڑنے کو سپاہی  
 سوداگری کیجے تو ہے اسمین یہ مشقت  
 ہر صبح یہ خطر ہے کہ طے کیجیے منزل  
 لیجا جو کسی عمدہ کی سرکار میں وہی منس  
 قیمت جو چکاتے ہیں تو اس طرح کی ثالث  
 جو بول شخص ہو امراضی کے موافق  
 پروانہ لکھا کر گئے عامل کئے جس وقت  
 اُدھر سے پھر آئے تو کہا جنس ہی لجاؤ

کیسا ہی اگر اپنے تئیں خواب گراں ہے  
 تو کیا کمون تجھ سے میں مصیبت کا بیان ہے  
 اور یہی خلا رو دو نہیں چون آپ دوان کا  
 بیٹھ صورت سو فاریکر شکل کمان ہے  
 سودو سو روپے کا جو کسی عمدہ کے پاس  
 آوے تو وہ اسکو بخت نوت نگران ہے  
 ٹھنڈی ہوا لے گا اگر اس وقت گمان ہے  
 کھانا تو وہ کھاتے ہیں پر اسکو خفقان  
 ہے دودھ پہ پھلی تس اور پکا وزیران ہے  
 اس سب پانچن کے لیے بیسی نان  
 پھر پو علی سینا ہے تو ان پچھان ہے  
 گر نو کری سمجھو یہ طبابت کی کمان ہے  
 دکن میں یکے وہ جو خرید صفیان ہے  
 ہر شام پہ دل و سوسہ سود و زیان ہے  
 یہ در جو سینے تو عجب طرف بیان ہے  
 سمجھے ہے فروشنده پہ دزدی کا گمان ہے  
 پھر بیونگی جاگیر کے عامل پر نشان ہے  
 کتا ہے وہ پیسا ابھی مجھ پاس کمان ہے  
 دیوان بیوتات یہ کتے ہیں گراں ہے

آخر کو جو دیکھو تو نہ پیسے ہیں نہ وندھیں  
 ناچار ہو پھر حج سوے قلعے کے آگے  
 دو بیل کی جا کر جو کہیں کیجے کھیتی  
 مین خشکی و غرتی کے تفکر مین شب و روز  
 گر خان و خوانین کی کرے کوئی وکالت  
 ہر عمدہ کے دروازے پہ زین پوش پہ بیٹھا  
 ہر گھر مین وہ سچا کہ مین نوارہ سلچھوٹوں  
 دیوان کی بخشی کی سیوات کی حاضر  
 ہر بات پلٹا ہے لیے صبح سے تا شام  
 لادے جو کچھری سے وہ لامون کا سیاہ  
 سو ماہی بے ٹٹھے ہے ولے پانسو ہے خرچ  
 بتا دے عرض سے اڑا کر ہوے رو پوش  
 جس وقت سنایہ دھین آواز بدل کر  
 پھر ہو جو موکل کے کہیں راہ مین بھٹیا  
 عرضی یہ ہو ایم سیاہ یہ ہو آہیم  
 کا ہے کی تعرض عرضی ہے اور کسا سیاہ  
 انصاف جو کیجیہ تو نہیں اسکی بھی تفسیر  
 شاعر جو مٹے جاتے ہیں مستحق الاحوال  
 مشتاق ملاقات انھوں کا کسوں کا کس

ہر اک قعدی سے میان اور بیان ہے  
 جو پالکی نکلی تو یہ فریاد کنان ہے  
 اور سبھی موافق کا پڑے تو تو سماں  
 نہ اس سچ دل کے تین نہ جی کو امان ہے  
 اسکا تو بیان کیا کروں تجھے کہ عیاں ہے  
 پوچھے ہے ہر اک بشر سے نواب کہاں ہے  
 ہر کو چے مین جون آب چکا بودہ دوان ہے  
 ماننا کھنیا کے جہان دیکھو وہاں ہے  
 پیل کے بتوے کی طرح منہ مین زبان ہے  
 لالچا توے موکل کو یہ کیا خوب مکان ہے  
 اور زر کے اجارے کی ہی اردوین وہاں ہے  
 گھر جا کے یکاے جو کوئی لالہ کہاں ہے  
 اچھی کہا گھر مین سے کتنے چند کے یاں ہے  
 استاد کا جاگیر یہ اُس سے یہ بیان ہے  
 پروانہ مین تپسہ ہون اصدق مری جان ہے  
 کید مر ہے وہ پروانہ وہ جاگیر کہاں ہے  
 سب جھل ان باتوں کا اک پانہ مان ہے  
 دیکھے جو کوئی فکر ترود تو بیان ہے  
 ملنا انھیں اتنے جو فلان ابن فلان ہے

اگر عید کا مسجد میں پڑھے جا کے دو گانہ  
 تاریخ تو نہ کی رہے آٹھ پہر فرسکر  
 اسقاط محل ہو تو کہیں مرثیہ ایسا  
 ملائی اگر کیجے تو ملا کی ہے یہ قدر  
 اور ماحضر اخوند کا اب کیا میں بتاؤں  
 دیکھو تو چار اوڈ پڑھایا کرے لڑکے  
 تسبیح یہ ستم ہے کہ نہالی تھے اُس کے  
 بھلے کے یہ عمل کہ کے جوشیدان کا لشکر  
 اب کیجیے انصاف کہ جسکی ہو یہ اوقات  
 جس روز کا تب کا لکھا حال میں تب سے  
 وہ بیت لکے سیڑھے لکھنے کو ہے محتاج  
 یہ بھی میں تکلف ہی سے کہتا ہوں وگرنہ  
 احیا ہو جو موتی کا زمانے میں سنئے سر  
 ہریہ ہو سو اپانچ ٹکے گڈری میں جا کر  
 دھڑی کو کتابت لکھیں دھیلے کو قبائل  
 جا ہے جو کوئی شیخ نے بہر فراغت  
 اور اسکو جو دیکھے کوئی وہ بہر معیشت  
 پوچھے ہر یہ دن یہ ہر صبح کو اٹھ کر  
 تحقیق ہوا عرس کو کر ڈرھی میں کنگھی

سنت قلم تہنیت خانان زبان ہے  
 گر رحم میں بیگم کے جس نے لفظ خان  
 پھر کوئی نہ پوچھے میان سکین کہاں  
 ہوں دوڑا اُسکے جو کوئی شتوی خوان  
 لیکھ سہ وال عدس و جو کی دونان  
 شب بخرج لکھے گھر کا اگر ہندسہ دان  
 لڑکوں کی شرارت سے سدا خاں نہان  
 دیوانہ کو لے ساتھ تعاقب میں دوان  
 آرام جو پیاسے وہ کرے وقت کہاں  
 ہر صفحہ کا اندیشہ قلم اشک فشان  
 خوبی میں خطاب اُسکا بہ انخط تباہ  
 آفاق میں ان چیزوں کی اب قدر کہاں  
 خطاط کی اتنی ہی رہے شہر جو باں  
 یا قوت پکارے جو بکاؤیہ قرآن  
 بیٹھے ہوئے وان میر علی چوک جہان  
 جھٹٹے ہی تو شہر اکا وہ مطون زبان  
 اس فکر و تردی میں ہر ایک زمان  
 ہے آج کہ ہر عرس کی شب روز کہاں  
 خیل و میدان گئے وہ بزم جہان

اور حاصل اس بچ و عیبت کا جو چھو سب پیشہ کو سچ کر جو کوئی ہو متوکل اور بیٹے کے دل کو ہے خرافات کا تین بالفرض اگر آپ ہو سہ ہفت ہزاری لکھ دیکھنا منصور علی خان جی کا احوال آرام سے کٹنے کا سنا تو نے کچھ احوال	ٹوٹا ہوا دل دال خود قلیہ و زان ہے جو رو تو یہ بھیجی کہ کھٹو یہ میاں ہے بیٹی کو جنون ہونے کا بابا بہ گمان ہے یہ شکل بھی مت سمجھو کہ یہ راحت جان ہے چھاتی پہ کرکٹ بجلی اور شیر دبان ہے ہمیت خاطر کوئی صورت ہو گمان ہے
--	--

### عرضی بگذارش حال پُر ملا

اے شہنشاہ آسمان اورنگ تھامین اک بنو اے گوشہ گزین تینے جس کو جو آبرو بخشی پڑ کہ ہوا مجھ سے ساوڑہ ناچین گرچہ از روئے ننگ بے ہنری کر گرا اپنے کو میں کہوں خاک کی شاد ہوں لیک اپنے جی میں کہ ہوں خسانہ زادا و مرید اور مذا بارے نوکری ہو گیا صد شکر نہ کہوں آپ سے تو کس سے کہوں پیر و مرشد اگرچہ مجھ کو نہیں کچھ تو بڑے میں چاہیے آخر	اے جہاندار آفتاب آثار تھامین اک در دند سینہ نگار ہوئی میری وہ گرمی بازار روشناس ثوابت و سیار ہوں میں اپنی نظر میں اتنا خوار جاننا ہوں کہ آئے خاک کو عار بادشہ کا غلام کار گزار تھا ہمیشہ سے یہ عہد بھنگار نسبتیں ہو گئیں مشخص پار مدعا بے ضروری الاطہار شوق آرائش سرود ستار تانا دے باد زمرہ یہ آزار
--	---

بہترین نمونہ مخدوف  
فائق علائق مہلق علی غفرلہ

کیون نہ درکار ہو مجھے پوشش کچھ خریدائیں ہے ابکی سال راست کو آگ، اور دن کو دھوپ آگ تا پہلے کمان تلک انسان دھوپ کی تابش آگ کی گرمی میسری تنخواہ جو مقرر ہے رسم ہے مرد کی چھ ماہی ایک تجک و کیون تو ہوں بقیہ حیات بسک لیتا ہوں ہر جینے قرض میسری تنخواہ میں تہائی کا میسری تنخواہ کیجے اہ بہا نہم کرتا ہوں اب دعا پہ کلام تم سلامت رہو ہزار برس	جسم رکھتا ہوں ہے اگرچہ نزار کچھ بیک یا نہیں ہے اب کی بار بھاڑ میں جائیں ایسے لیل و نہار دھوپ کھاوے کمان تلک جاندار وقت ربنا عذاب الہی اسکے ملنے کا ہے عجب ہنہار خساق کا ہے اسی چلن پہ مدار اور چھ ماہی ہو سال میں دو بار اور رہتی ہے سود کی تکرار ہو گیا ہے شریک سا ہو کار تا نہو مج کو زندگی دشوار شاعری سے مجھے نہیں سروکار ہر برس کے ہوں دن سپاس ہزار
--	--

ایک دوست کے خط کے جواب میں خط اشتیاق

خان صاحب مشفق و والا نشان بعد اظہار تمنائے دلی ہاتھ میں ہے خاتمہ گوہر نشان مسنی رنگین اگر لب نہ پہنچو کیون نہوشیرین کلامی کا اثر	مظہر لطف و ایس و ہرمان در جواب نامہ کلمت ہوں علی تا کروں در رہی مسنی بیان صفحہ قرطاس سب نگار پہنچو بند بند اسکا ہے مثل نیشکر
--	--

بحر اسد بخود  
فان علائق علائق فاعلی

گرچہ ہے مہرِ خوشی بردبان  
غور سے دیکھو نظر آتا ہے صاف  
رفتہ رفتہ پاسے لیکر تالفِ ق  
سب یہی کہتے ہیں اُسکواہل فن  
گرچہ سینہ صاف یاں کھتی ہر لوح  
بر سرِ تحریرِ خط ہے دل یہ اب  
آپ کا بڑا کر خطِ حجتِ فط  
شکلِ نرگس ہے چشمِ انتظار  
ہے خیال اس دلیں یا تنک آپ کا  
کیا لکھوں بیتابی و درِ فراق  
تاب و دُوری کی نہیں ہے دلوں تاب  
آپ سے صاحبِ نہیں کچھ دور ہوں  
شمعِ سان ہے رشتہ الفتِ تمام  
مختصر کر کے کروں کیا میں رسم  
آپ نے لکھا تھا ہنسنے چند خط  
خط اگر آتا تو لکھتا میں جواب  
صورتِ مہرِ لافانہ چشمِ بان  
یہ نہ تھا معلوم کچھ کیجئے یقین  
خط کے آنے پر نہ کرتا انتظار

لیکھتا ہے کام میں اُس کے زبان  
جون و مقصود ہے سینہ شگاف  
مشقِ الفت میں سدا رہتا ہے غرق  
ہے بجا شیرِ نستانِ سخن  
لیکن اُس کے سامنے ہے سادہ لوح  
مویو کیجئے رسمِ احوالِ سب  
کچھ ہوئی تسکین نہ اس دل کو فقط  
رہ گئی وا دیکھ کر بے اختیار  
ابتر کو ہونہ جسکا اتہاس  
دیکھنے کا ہے تھارے اشتیاق  
یوں جلوں ہوں دن کو جیسے آفتاب  
گردشِ افلاک سے مجبور ہوں  
سب پر روشن ہے کہ ہے تہہ دم  
قصہ فرقتِ نہیں ہوتا ہے کم  
تکو بھیجے یاں نہ پہونچے ہیں غلط  
اے کرم فرما سے من و دہنِ شباب  
انتظارِ خط میں ہے دامنِ بان  
ڈاکِ فیٹی ہے ادھر کو یا نہیں  
نامہ نامے شوقِ لکھتا لاکھ بار

اگر پونچ سکتے نہ جلدی ڈاک میں	ایک قلم نرگس منطوہ تاک میں
پونچستا با آرزو ہائے تمام	اپنی آنکھوں سے تھیں اے نیک نام
کیا لکھوں بس حال مجبور می بھلا	جب قلم کا سینہ شق ہوئے لگا
چاہیے اپنی خبر لکھا کرو	بیت راری دور ہوئی کیمن ہو
رو کے کتا ہے قلم اب مجھ کو تمام	ختم کرتا ہے یہ لکھا و السلام

## نڈست زر

بہر کو مفاسی ہرگز ضرر نہیں کہ نہیں	چناں کو تیرستی سے نقص جو ہر کا
فتاویٰ میں یہ عزت ہے دیکھ اے کش	کہ نیک و بد نے کیا نقش پا کو رہنما
بنے گی زینت دنیا سے بخشش تری	لباس زر کو پہن کر نہ تو بوم طلا
نہیں ہے کام مجھے شوق شاعری سے	خرد نے مجھ کو نصائح سے بار بار یہ کہا
ربان پہ لاشعن خوب کو نہ رکھ دل میں	کر اس گھر کی نہیں قدر جو صدف میں رہا
بزرگ، عکس سب کیا ربحر دنیا میں	تورہ کہ موج حوادث نہ دیوے مجھ کو بسا
کسی کی دل شکنی سے جو خوش کہیں نہ لگو	وہ کون لوگ ہیں کیسے میں کیا ہیں مجھ کو بتا
یقین تو جان گیا ٹوٹ دل مرا وین	جو خار چھپکے مرے پانوں میں ذرا ٹوٹا
وے شکست ہی اس فقیہ کو بھائی	تسح طمع کا اگر ٹوٹے سنگ ہفتونا

## لوازم انسانی

نکسار دیاں جسے شام و سحر نہیں	خیر	جوان سمجھتے ہیں ہم آسے وہ بے خبر نہیں
سرکش کو باغ دہر میں نیکی کا بھل کمان	شر	دیکھو کہ سرو میں کبھی ہوتا غر نہیں
انسان گھر ہے علم و فن لیجان، آب تاب		بے آبرو ہے آدمی کو علم گز نہیں

مفاسی ہرگز ضرر نہیں کہ نہیں  
فتاویٰ میں یہ عزت ہے دیکھ اے کش  
بنے گی زینت دنیا سے بخشش تری  
نہیں ہے کام مجھے شوق شاعری سے

ربان پہ لاشعن خوب کو نہ رکھ دل میں  
بزرگ، عکس سب کیا ربحر دنیا میں  
کسی کی دل شکنی سے جو خوش کہیں نہ لگو  
یقین تو جان گیا ٹوٹ دل مرا وین

کیوں سب خریدتے ہیں ذرا بدار کو دل صاف ہے وہ جبین کیسیاں کا نور علم و تواضع و ہنر و داد و یاد حق ہر شے میں بار و جوہر ذاتی کو ہے قیام ظالم جو ہے کجھوڑ کجھوڑا مراد ہو غفلت سے باز آہوں سیم و زر کو چھوڑ	بے آب کا خریدنا کوئی گستاخ نہیں اندھا ہے جسکی آنکھ میں نور بصر نہیں جس شخص میں یہ وصف نہیں وہ بے ہوش نہیں دیکھو فروغ بخش ہمیشہ قسطنطین ہوتا نہال ظلم کبھی بار و زین نہیں دار فنا ہے شیر یہ ہونے کا گھر نہیں
---	--

ہوا کے فائدے

نفع کیا کیا ہوا کو بخشا ہے بعض اوقات اگر ہوا نہ چلے دم رکین آدمی پڑیں مہیا آئے طاعون یا وبا آئے کھل گئی قدرت خدا سے عباد خبر اس بھید کی تجھے میں دو فی الحقیقت صدا ہے ایک اثر کرتی ہے پیکر ہوا میں نفوذ جب ہوا اس صدا کو پاتی ہے باہم انسان دہر روز و شب رہتا باقون کا جو ہوا میں اثر تو صدا سے جہان بھر جاتا	صحت جسم اس میں پیدا ہے کبھی دن رات اگر ہوا نہ چلے یسوے خاسد ہوں ہو کھینچل کبار غلے پر آفت و بلا آئے حسن تدبیر ہے یہ جنبش باد حکمت اصل ہوا کی تجھ سے کہوں متصل ہو کے وہ بیک دیگر کرتی ہے جو ہر ہوا میں نفوذ توت سامعہ میں لاتی ہے کہتے ہیں اپنے اپنے مطلب سب حرف رہتے ہیں جیسے کاغذ پر کام و شوار ہوتا لوگوں کا
--	---

بحقیقہ تجوں مخدوم  
فنا علان صفا علی فقل



ہو نے محتاج سب یہ پائے خلل  
 جیسے جس وقت بھرتے ہیں کاغذ  
 باتیں کرنے کا ہے رواج سوا  
 یعنی انسان باتیں کہتے ہیں  
 بسکہ ہے خالق و حاکم خدا  
 جس قدر آدمی ہے کہ سکتا  
 اس سے بنتا ہے گفتگو کا اثر  
 کہے انسان یا کچھ اور بھی بات  
 کیا ہوا میں ہے قدرت صانع  
 ہے ہوا بھی یہی نسیم ہی  
 جو مصلاح ہوانے پائے ہیں  
 اس سے ہے زندگانی ابدان  
 ناک سے جوت تن میں جاتی ہے  
 خراج تن میں لگتی ہے یہ اگر  
 جو صد اسیں ہوتی ہے داخل  
 کان کو وہ صدا سناتی ہے  
 نہیں تو دیکھتا یہ صبح و مسا  
 فصل جاڑے کی ہو کہ گرمی کی  
 آندھیوں کے جو چلتے ہیں جھونکے

گرین تازہ ہوا کو کر کے بدل  
 لوگ تبدیل کرتے ہیں کاغذ  
 ہوتی کاغذ سے احتیاج سوا  
 اکثر اس سے جو لکھتے رہتے ہیں  
 نیگی کاغذ لطیف ہوا  
 ہوتی ہے حامل سخن وہ ہوا  
 ہوتی ہے صاف اور خالص تر  
 رہے اشغال گفتگو و نیاز  
 نہیں ہوتی وہ کہنہ و ضائع  
 بس ہے عبرت کو اور ہے کافی  
 فائدے جو نیچے سنائے ہیں  
 اس سے ہے نفع صحت انسان  
 زندگی اس سبب سے آتی ہے  
 حق میں ابدان کے ہے مصلاح تر  
 کرتی ہے راہ دور سے حاصل  
 بوے خوش شائے کو لاتی ہے  
 جس طرت سے زیادہ آئے ہوا  
 ہوتی ہے موجب صلاح وہی  
 سب ہوا سے نکلتے ہیں جھونکے

جسم کی جان کی ہے آسائش ہر جگہ سے یہ ابر لاتی ہے رابطہ پاتا ہے ابر با جسم جو ابر سے منہ جو ہے برس چکتا پھلتے ہیں سب درخت اکباری اس سے ہوتا ہے لطفِ ذوقِ تمام خفگی پامیون میں لاتی ہے نہیں رہتی تری کسی بر میں یہ ہے کئے سے حاصل مطلب جو ہو اکو خدا نہ کرتا خلق مازگی جسم و جان میں کب آتی سب یہ بے آب و تاب ہو جائیں	اس سے انسان کی ہے آسائش ابر کو ابر سے ملاتی ہے گھیر لیتا ہے سارے عالم کو کرتی ہے ٹکڑے ابر کے یہ جدا کشتیاں اس سے ہوتی ہیں جاری پختہ ہوتے ہیں اس سے میوہ خام آتشِ مردہ کو جلاتی ہے خشک کرتی ہے کپڑے دم بھریں جتنی ہیں اس ہوا سے چیزیں سب یعنے خالق ہوا نہ کرتا خلق گھاس کھلاتی خلق مر جاتی ساری چیزیں خراب ہو جاتیں
--	---

### اول اپنے ملک کی زبان سیکھنی چاہیے

میں ایک فارسی دان لگا کہ اب مجھ کو جو آپ کیجیے اصلاحِ شعر کی میرے ہے اور زیرِ فلک ذاتِ میرزا فاخر سو کب آنھوں کو ہے اصلاح کا کسی کی دماغ کہا یہ بغد نائل کہ دون جواب تجھے ہو چاہیے کہ کہے ہند کا زبان دانِ شعر	ہوئی ہے بندشِ اشعارِ فرس میں نہیں نہ پائیے غلطی تو محاورے میں کہیں سلامت آنکو رکھے حقِ بیانِ برو زمین قبول کب کرے انکی متانت و کمین جو میری بات کا اے یا تجھ کو ہو وے یقین تو بہتر اسکے لیے ریختی کا ہے آئین
---	---

جو نہایت سخن چوں مختصر  
صفا علی غلامی نے تصانیف

<p>وگر نہ کہ کے وہ کیوں شعر فانی حق کوئی زبان ہو لازم ہے خوبی مضمون اگر فہم ہے تو چشم دل سے کر تو نظر کمان تک انکی زبان کو درست بولیکا دیار ہند میں دوچار ایسے ہو گزرے چنانچہ خستہ و فقیہ و آرزو فقیر سو اسے انکے کوئی اور بھی ہو پر شاعر</p>	<p>ہمیشہ فارسی دان کا ہو موردِ نغزین زبان فرس پہ کچھ مختصر سخن تو بین زبان کا مرتبہ سعدی سے لیکے ماہِ حزین زبان اپنی میں تو باندھو حسنی رنگین جنھوں نے باز رکھا منھ کے اپنے تئیں سخن انھوں کا مثل کے ہے قابلِ تحسین سواد ہند میں دوہی ہیں ہا مردہ نکسین</p>
---	---

گھوڑے کی مہجھو

<p>ہے چرخ جب سے ابلق ایا م پر سوار جکے طویلے چ کئی دن کی بات ہے اب دیکھتا ہوں میں کہ زمانے کے جوڑ مٹھا و لے نہ دہر سے عالم خراب ہے سینکے چنانچہ ایک ہمارے بھی مہربان لو کر ہیں سو روپے کے ذمات کی راہ سے لے دانہ و نہ کاہ نہ تیار نے سینس نا طاعتی میں اسکی کمان تک بیان کرو مانند نقش نعل زمین سے بجز فضا اس مرتبہ کو بھوک سے پہونچا ہے سکاما قصاب پوچھتا ہے مجھے کب کرو گے یا</p>	<p>رکھتا نہیں ہے دست عنان کا بیک قرار ہرگز عراقی و عربی کا نہ تھا شمار موجی سے کفش پاگو گھٹا ہے نہ اُدھا خست نے اکثر دن اٹھایا ہے ننگ و عا پاؤں سے سلا جو انکا کوئی نام لے نہدا گھوڑا رکھے ہیں ایک سوا تنا ذلیل و خوار رکھتا ہو جیسے اسب گلی طفل شیر خوار قانون کے اسکے اب میں کمانکے دن ٹھکا ہرگز نہ اٹھ سکے وہ اگر بیٹھے ایکبار کہتا ہے راکب اسکا جو بازار میں گذرا ایسے وارہم بھی ہیں کتھیں یوں چار</p>
---	--

مفعول قائلہ مخالف نازل  
مکر سفارح لفظ مختص

جسد اس قصائی کے کھوٹے بندھا ہے  
ہر بات اغتر وں کے تئیں دانہ بوجھ کر  
خط شعاع کو وہ سمجھ دیتا گناہ  
تیر کا اگر کہیں پڑا دیکھے ہے گھاس کا  
دیکھے ہے جب وہ کوڑہ و تھان کی ٹر  
ہے احمق خفیف کہ اڑ جاے باد سے  
نے استخوان نہ گوشت نہ کچھ اسکے پیٹ میں  
پیدا ہوئی ہے تپہ اگن با واسقدر  
گزرے وہ جس طرف تو کبھو اس طرف نسیم  
سمجھا نہ جاے یہ کہ وہ ابق ہے یا سنگ  
ہرز غم پر زبکہ سینکتی ہیں کیساں  
یہ حال اسکا دیکھ غرض یہ کہے ہے خلق  
لجھاوے چوریا مرے یا ہو کہیں یہ گم  
تنہا نہ اسکے غم سے ہے دل تنگ تنگین  
افقصہ ایک دن تو مجھے کام تھا ضرور  
رہتے تھے گھر کے پاس قضا را وہ آشنا  
خدت میں انکی دین نے کیا جایہ التماس  
فرمایا تب آنھوں نے کہ اے حیران من  
لیکن کسی کے چڑھنے کے لائق نہیں یہ آپ

گزرے ہے اس خطا سے ہر لیل و ہر نہار  
دیکھے ہے آسمان کی طرف ہو کے بیقرار  
ہر دم زمین پر آپ کو ٹپکے ہے بار بار  
کھانے کو آنکھیں ہوند کے دیتا ہے منہ پکا  
کھو دے ہے اپنے سیم سے کنوین ٹاپن ریا  
سینچن گڑ کے تھان کی ہوئیں نہ استوا  
دھونکے ہے دم کو اپنے کر حوں کھال کو گنا  
ہر گز دروغ اسکو تو مت جان زنیہا  
با دھوم ہووے دھن گر گرے گنار  
خارشت سے زبکہ ہے مجروح بیشمار  
کہتے ہیں اسکے رنگ کو کسی اس اعتبار  
چنگل سے موزی کے تو چھڑا اسکو کروکار  
ان تین بات سے کوئی بھی ہووے آشنا  
خوگیر کا بھی سینہ جو دیکھے تو ہے فگار  
آیا یہ دل میں جایت گھوڑے پر ہوا  
مشہور تھا جنھوں نے وہ اسپ نابکا  
گھوڑا مجھے سواری کو اپنا دوستدار  
ایسے ہر ارگھوڑے کرین تپہ میں نثار  
یہ واقعی ہے اسکو نہ جانو گے انکسار

صورت کا جسکی دیکھنا ہے گو خر کو تنگ  
بد رنگ جیسے لہد ہے بد بو ہے جون پشاب  
مانند میخو کے کڈن ہے تھان پر  
شتری ہے اسقدر کہ بستر ہر کی پشت پر  
اتنا وہ سرنگون ہے کہ سب اڑ گئے زمین داتا  
ہے پیر اسقدر کہ جو تیل او سے ہکا رسن  
لیکن مجھے زرو سے تو اینچ یاد ہے  
کم رو ہے اسقدر کہ اگر اس کے نعل کا ق  
ہے مجھ کو یہ یقین کہ وہ تیغ روز جنگ  
مانند اسپ خانہ شطرنج اپنے پانوں  
اک دن گیا تھا مانگے یہ گھوڑا برات میں  
سبز سے خط سیاہ ویسے ہوا سفید  
پہونچا غرض عروں کے گھڑ تک وہ فوجوان  
منٹھا تو اسقدر ہے وہ جو کچھ کہ تم سنا  
دہل تک آن پہونچا تھا جسدن کہ مرہٹا  
مدت سے کوڑیوں کو اٹھایا ہے گھر میں بیٹھ  
ناچار ہو کے تب تو بندھایا میں اسپین  
جس نمک سے سوار تھا اس مدنا سپین  
چاپک تھے دونوں ہاتھیں کپڑے تھانہ بن

سیرت سے جسکی نت ہے سنگ شکنین کو عار  
بدین یہ کہ اصل اوجڑ کرے ہزار  
لا جب وہ زمین سے ہے جون میخ استوا  
دجال اپنے منہ کو سید کر کے ہو سوار  
جڑے پر بسکہ ٹھوکر دن کی نت پڑی ہے  
اول وہ لیکے ریگ بیابان کرے ٹھکا  
شیطان اسی پہ نکلا تھا جنت سے ہو سوار  
لوہا گلا کے تیغ بناوے کوئی ٹہا  
رستم کے ہاتھ سے نہ چلے وقت کا زار  
جز دست غیر کے نہیں چلتا ہے نہیا  
دولہا جو بیاہنے کو چلا اسپہ ہو سوار  
تھاسر و سا جو قد سو ہوا شاخ باردار  
شیخوخت کے درجے سے کہ اس طرف گدا  
لیکن اک اور دن کی حقیقت کیونین یار  
مجھنے کہا نقیب نے آکر ہے وقت کا  
ہو کر سوار اب کرو میدان میں کا زار  
تھیا ریا ندھ کر میں ہوا جا کے پھر سوار  
دشمن کو بھی خدا نہ کرے یوں ذلیل و خوار  
ٹک ٹک سے پاشٹہ کمرے پانوں تھوگا

آگے تو توجڑہ اسے دکھلا دے تھائیں  
 ہرگز وہ اسطرح بھی نہ لانا متحار و براہ  
 اس مضحکہ کو دیکھ ہو سب جمع خاص و عام  
 پیسے اسے لگا دکھاتا ہووے یہ دان  
 میں آگے کیا کہوں کہ ہر اک اسکی شکل دیکھ  
 کہتا تھا کوئی ہے بڑ کو ہی نہیں یہ اسپ  
 کہتا تھا کوئی مجھ سے ہوا تجھ سے کیا گناہ  
 کہنے لگا پھر اسی مجمع میں ایک شخص  
 سمجھوں ہونین تو یہ کہ سپاہی کے جیس میں ق  
 اس مختص میں تھا ہی کہ ناگاہ ایک اور  
 دھوبی کھار کے گدھے آمدن ہوئے تھے  
 ہر اک نے اسکو اپنے گدھے کا خیال کر  
 دریا کے کشمکش ہوا اس آن موج زن  
 بدیشمی اسکی جیکہ کیے کہ خرس کا خیال  
 رکھتا تھا لاکے کوئی پیاری کوٹھ کے بیج  
 کتے بھی بھونکتے تھے کھڑے اسکے گرد و پیش  
 کہتا تھا کوئی مجھ سے کہ مجھ کو بھی لے چڑھا  
 اسوقت میں نے اپنے نصیبوں پر کہ نظر  
 جھکوں میں ہو یوں کہ لڑکوں کو دونوں

پچھے نقیب ہائے تھالاٹھی سے مارا  
 ہلتا نہ تھا زمین سے مانند کوہ سار  
 اکثر مذہب رومن میں سے کہتے تھے یوں پکا  
 یا بادبان باندھ پوں کے دو اختیار  
 تیغ زبان سے کاٹ کے کرتا تھا گل نثار  
 کہتا تھا کوئی ہو گا ولایت کا یہ حمار  
 کتوال نے گدھے پر تجھے کیوں کیا سوار  
 مرکب نہ یہ گدھا نہ یہ راکب گناہگار  
 ڈان چلی ہے سیر کو ہو چرخ پر سوار  
 فتنے کو آسمان نے کیا مجھ سے پھر دوچا  
 اس باجرے کو کس کیا دونوں دان گدا  
 بکڑے تھا دھوبی کان تو کھینچے تھا دم کھار  
 تھا غریب ڈوبیہ غفلت سے اک کنار  
 لڑکے بھی وان تھے جمع تماشے کو بشمار  
 مواسکے تن سے کوئی اکھاڑے تھا پار  
 ساتھ اس سمند خرس نما کے ہو چشم چار  
 دوونکا لٹکا تجھ میں ہے نوچندہ ایتوار  
 کہنے لگا خدا سے یہ رورو کے زار زار  
 کتوں سے یا لڑوں کہروں اپنا پیٹ مار

<p>وان سے ہر منظر کیا جنگاہ تک گذار کنے لگا جناب آبی میں یوں پلکار ایسا لگے نہ تیر کہ ہو دے تن سے پا استنہ میں مرہٹا بھی ہوا نجر سے آدو چلا کرتا تھا لون خفیف مجھے وقت کا زرا و و طرون تھا اپنے پاؤں سے جو غل نے سوا لے جوتیوں کو ہاتھ میں کوڑا غل میں مار القصۃ بن نے آن کے گھر میں لیا قرار اس پر بھی دلیں آوے تو اب ہو جیسے سوا اتنا بھی جھوٹ بولنا کیا ہے ضرور یا سمجھو لگا اسپے دلیں اگر ہوئے مہوشیار ہے نام اس قصیدے کا تفسیر کا وزگار</p>	<p>ہا سے دعا ہوئی مری اُتوت مستجاب وست دعا اٹھا کے میں پھر وقت روز جنگ پہلے ہی گولی چھوٹے اس گھوڑیکے لگے یہ کہ کہیں خدا سے ہوا مستعد جنگ گھوڑا تھا بسکہ لاغر و پست و ضعیف و خشک جاتا تھا میں ڈپٹ کے جب اسکا وریفٹ جب دیکھا میں کہ جنگ کی بان لٹن مٹھی ہے شکل و و در حکم وان سے لڑتا ہوا شہر کی طرف گھوڑے سرے کی شکل یہ ہے تنے جو سنی منکرت اب اس سے میں نے یہ قصہ دیا جواب گفتن میں ہیں ست کہ سپہن ابلق ست سو دانے تب قصیدہ کہا سن یہ ماجرا</p>
--	---

قصیدہ در مدح واجد علی شاہ بہ استدعا سے روزگار

<p>خامہ بل کرنے لگا مثل مزاج نوجوان پوچھتی ہے کون دیکھ گیا حسن بیان س کرے مجھ کو تصویرِ مجال کی کہاں پا سے ہر مغروین پناؤں بیرون طرین وقت نظم مدح ہو جا رہا سب کا امتحان جندۃ اسے شوق تو بہر خدا ہو مہربان</p>	<p>کس قدر مغرور کرتا ہے مرفیع زبان گھورتی ہے زلف مضمون شکل افنی بار بار فکر گیتی ہے خیال پاکدامن کی قسم شوق کتنا ہے معاف اللہ میں وہ چیز چون خاطر ناکر یہ کہتی ہے تو قف پایتے مر جا اسے خوش صادق ہو کوئی دم آشنا</p>
--	--

بحر الہی من بحر النور  
فأعلاق فاعلاق فاعلاق

مردہ اسے دل فیض آباد ازل ہے جوئی  
 باش اسے خاصہ کہ حسن مدعا ہے جلوہ گر  
 شوخیان دکھلا رہی ہے فکر نگین کی بہا  
 نوجوانان چین استادہ ہیں چالاک حسرت  
 ابرستہ انکھیلیوں پر برق ہے بیتاب حال  
 ہر کین لطف تبسم ہیں کسی جانتھے  
 ہے زبان ناپہ صد سالہ صر الخذر  
 بسکہ ہے پیش نظر ہر دم لطف و نفیر  
 خاطر نازک و فور شوق سے بیتاب ہے  
 حسرتوں سے آج تو خالی کوئی دم ہو کفار  
 نطق کو نصرت عطا ہو مدح ظل اللہ کی  
 بھیگ کر ٹپکے لب اظہار مطلب کی آنگ  
 اعتبار از فریش زینت تاج و نگین  
 دل طربت سینے سے استقبال کو دے سہ  
 گر طواف آستان میں ہو توقف ایک دم  
 بیضہ فولاد سے مٹکے صدے عند لیب  
 رعب شوکت سے گلستان میں بایں بیدین  
 ندرت حق نے جسم ظاہری پیدا کیا  
 اگر حدیث جرات سلطان عالم میں لکھوں

ہمت اسے طبع محلے ہے زمان امتحان  
 صفحہ قرطاس ہے آئینہ روئے بیان  
 کثرت گاہا مضمون ہے سینہ بوستان  
 لغتہ زارین مالہ ماے عند لیب خوش بیان  
 پیچھے ہیں طائران خوش نوا کے ہر زبان  
 کوئی مینا دیغل کوئی سبجو بریا بیان  
 دیکھ کر زندگی باہم کف میں سقیان  
 کیا عجب بے ساختہ منہ سے اگر نکلتے نغمہ  
 کہتی ہے کچھ تو بھی کہ لطف صحبت پھر کیا  
 کھولنے سے بند نقاب روئے معنی بیان  
 لے تمنا لفظ بن کر ہو سہ کام زبان  
 یوں دکھائے خوش مضمون باش ابر بیان  
 یادگار خسروان و آبد علی شاہ جہان  
 حضرت رخصتار بابان کے نظارین نشان  
 حکمت گل پر پیریں موج صبا کی تمجید  
 کاشن عارض کو ہوا عجاز کا گراستان  
 عینہ سر بستہ کہ سکتا نہیں راز نہایت  
 چشم عاشق نگین بر منل کی جبرائیل  
 عوکر دون بہمن دوار کی ساری داستان



جسم اعدا گرفتار دیکھے سمنان تیر کی  
 ملاحت خواب اجل مصداق بخشے خصم کو  
 ہے وہ عالی مرتبت جبکا عروج و درجہ  
 اس تناہر کہ شاید آج ہو حاصل قبول  
 حد سے اس ہمت کے حال بیکساں برات و  
 اس قدر بخشے جو اہر وہ کہ جس کی شرم سے  
 قطرہ چشم گہر کی آبرو پیدا کرے  
 رویا ہی کا غنولگی یک قلم جاتی رہی  
 حکم سے ہر سینہ اصد چاک ہوتا ہے رفو  
 قصہ شرح خلق والا ہے جو منظور مزاج  
 لطف یا بوس اس قدر حاصل ہوا ہے غم کو  
 جھکتے جھکتے آرزو میں سریدان ہو گئیں  
 قدرت حق نے بنیں پیدا کیا اس کا شریک  
 میں بھی ہوں ایسا دراز شاہ والا مرتبت  
 خواہش یا بوس ہے ایسی کنش روزگار  
 کیونکہ نہ صدقے ہوں ہجوم آرزو کے ہر گھڑ  
 دید بہت چشم تصور سے جمال پاک کی  
 شک آیا ہوں نہایت خاطر شاق سے  
 میں گدا ہے بنوا ہوں شاہ خاقان بہمن

ہر جرات آفرین کیا سٹے کھولے زبان  
 ہو ہر اک آنکھ جو ہر منزل آرام جان  
 پوچھتا ہے جن ہفتم پر مزاج قدسیان  
 روزناک صورت بدلتا ہے خیال آسمان  
 ہر دم افزائش میں ہے مانند شوق نوجوان  
 پھیکدے دامن سے الماس کو اکب آسمان  
 جسم دیکھے اگر لطف بہار بوستان  
 دھو دیا ابر کرم نے دفتر رنج جہان  
 زخم بھر دیتے ہیں شانوں کے بھی گیسو تباہ  
 بوسہ گاہ خامہ بن میرے سخن کی شوخیان  
 جسم سے روچیں بھی کر سکتی ہیں نقل مکان  
 بار احسان محبت سے بسکدوشی کہاں  
 جسطرح سے آہ عاشق ہے خدنگ لکان  
 جوش ہمت گرجا زرت دے تو کچھ ہو مہربان  
 گو کہ ہوں یکی اگر گردش میں ہے شوق و گمان  
 سامنے آنکھوں کے ہے تصویر سلطان جہان  
 بک رہا ہوں بخود می میں صورت یووان  
 ہر گھڑی کتنی ہے چل ہر وقت سمجھاتی ہے  
 چشم ظاہر سے جو دیکھوں ایسی قیمت ہے کمال

دل میں رکھتا ہوں جو تسلیم خدا کی آرزو  
جانتا ہوں سرفراز می جلد حاصل ہو مجھے  
اسے نسیم دہلوی بس لکھ کچھ فاروق  
یا آگہی فرش ہے جب تک زمین بالا آب  
دوست شادان معی پریم میں مانند زلف

سرت بنتا ہے تمنا ہو کے ہر لحظہ زبان  
تنگ ہے سامان فرصت استنشاؤ زبان  
تا دکھا کے شکل انجام سخن حسن بیان  
یا آگہی بے ستون جب تک ہے سقف آسمان  
نقشبند کاف و نون حالی رہے ہر سوز

درخواست پرورش بجھو نواب آصف الدولہ بسا در

سودا پر جب جنون نے کیا خواب خورام  
احوال اسکا دیکھ کے کہنے لگا طبیب  
کہنے لگا سن اسکو وہ دیوانہ در جواب  
جو کچھ کہہ سرتن میں لہو تھا سوا کی سال  
مسئل طلب کرے ہے غلذکی زیادتی  
کیا سودا اس علاج سے کہ اسکے ماسوا  
تب ان نے یوں کہا کہ تباؤن میں نہ علاج  
اسکے حضور عرض یہ کر کے سایہ میں  
سنتر ہی یہ نوید نصیب مرہ برائے نذر  
اے وہ کہ تیرے عدل کی نسبت بخل و عام  
دیتا ہے تیرے عھد میں اے عادل بین  
کیا کیا کیا ہے جو یونہی حق نے تجھ کو خلق  
نہ کہو حکم کا میں کروں یا بیان خلاق

لالی گھر اس طبیب کے ہے محل حکمانام  
اب قصد و سہل اسکے لیے ہے مفید نام  
مجھ میں لہو کمان یہ تیرا ہے خیال خام  
عالم نے خیر آباد کے پی کر کیا تمام  
سو مجھ کو ماہ و عید بھی گذرا میرے صیام  
تا اپنی میں دوا کروں اب کر کے قرض و دم  
اس دروستے تو پا کے شفا ماہوشا دکام  
مور ضعیف قبل سے لے اپنا ان مقام  
لیکرا اب اس جناب میں حاضر ہوا غلام  
نو شیروان پہ عدل کا گویا ہے اٹھام  
زخم جگر کو سودہ الماس التیام  
ابناے روزگار کے اے فخر و احترام  
یا میں تری شجاعت و ہمت سے کلام

بجھو نواب آصف الدولہ  
صفو لقا امارت صاحبی فکری

تیرا ہی بار ظلم ہے اسے صاحبِ دقار  
 آوے نسیم اگر چمنِ خلقت سے ترے  
 تجھ لغو غصیب کی یہ صولت ہے گریزن  
 زہرہ ہو آبِ سینے میں بہیت سے شیر کا  
 اشجع تو اس قدر ہے کہ میدانِ موزخنگ  
 قالبِ تہی کریں وہ قلم اسکا دیکھ کر  
 تیغِ سخا بھی ایسی ہے جس سے یہ لک ل  
 سائل کے گھر میں کبھی بخشش سے  
 باغِ جہان میں آج تو وہ نخلِ سبز ہے  
 تیرا ہی اب بروئے زمین اسے فلکِ جناب  
 پیدا خواص سایہ میں اس کے ہما کا ہو  
 کچھ کمینج جہان میں سلیمان سے تیری جاہ  
 تو وہ وزیرِ ہند کہ جہانِ ہورین  
 پہنچ کا ایک فرخ ترے گریبان کر دن  
 فیض انکا اس قدر ہے جو اسکے میں رہنے میں  
 مرتبہ تیرا ہے وہ جو کرے قصدِ معر کو دم  
 وزرہ کرے ہے خاک کا اکی فلک پناہ  
 تجھ سے کی کوئی طرح و سخا مجھ سے تو سکے  
 منظم سے عرض ہے مجھے عرضِ دعا

کشتیِ خاکدان کو جو بانی پہ ہے قیام  
 خوشبو جہانوں کا ابد تک رہے مشام  
 فیصل ہوں بڑو بجر کے باشندگانِ تمام  
 تر پے تنگ پیاس سے ماہی ہو جونِ ہلام  
 کیا تاب رو برد ہو ترے شمع اور سام  
 تصویر تیری تیغ کی کھنچے جو بے بنام  
 پاتے ہیں گلاؤ غم کے بیک ساعتِ ظلم  
 جب اس کے گھر کا تابِ فلک ہو نہ رشتِ ہم  
 پہونچے ہے چار فصلِ شربت سے رومِ شام  
 بے قفل و بے کلید در فیض ہے مدام  
 تجھ مزع کرم سے چھوڑا نہ گرجام  
 گو اس نہ بکا صدفِ دلدہ ہے تیرا نام  
 شامانِ عصر دیکھ کے تیرا یہ احضام  
 اس ذکر کو کھاتِ نو صد زبانِ بکام  
 خوانِ کرم پہ چین ہیں وہ اپنے تھکا عام  
 پہونچے نہ ماندگی سے بیک کوچِ دو مقام  
 جس گلزار میں پہ سیر کو کرتا ہے تو خواہ  
 میں کیا ہوں کیا زبانِ مری اور کیا مرا کلام  
 مقصدِ مراقیل ہے پہونچے با نفاہام

<p>اپنی تری جناب میں اتنی ہی عرض ہے مست رکھ روایہ مجھپہ کہ اعمال کے تئیں انصاف ہے کہ ہو وہ عطا اس جناب سے دیہات جو ہیں صرف مطبخ کے اُن میں سے کے گنج بخش خلق مرا ہے یہ مدعا سو دایس اب بخش کہ جا ادب ہے یہ تا بندہ تنگ بظلمک ہو دین مرد ماہ دینا ہوا اور تو ہوا کسی بخش دینی</p>	<p>کس کس کا بلتھی ہوں کہا کہ تراغلام تیری سلامتی میں کروں مجرا و سلام اور دن کی میں ہاجت و منت کروں مدام اس نقد کے عوض مجھے ہو صواب طعام کہ نار و حضور ترے کس قدر رہے کام اس نظم کا تو کہ بہ دعائیم اختتام تا جلوہ گرہین بجان صبح اور شام تیرے نصیب جام مے عیش ہو ددام</p>
--	--

### قصیدہ در مغذرت اتمام النشا بجناب مرشد زادہ

<p>قسم بذات خدا ہے سمیع و بصیر سوا اسکے کہ حال اپنا کچھ کیا تھا میں عرض کہ اس سے خاطر اقدس پہ کچھ غبار آیا سو وہ بھی ہو چکی یعنی بہ صورت ایجاد عوض ردیوں کے یلین مجلو کا یلان لاکھوں سلف میں تھا کوئی شاعر نوازیسا کب مزاج میں یہ صفا ہے کہ کر لباب اور صاحب ایسے کہ گر کچھ کسی سے لغزش ہو وگر کریں تو پھر ایسی کہ باطیش غضب سویاب و زرہ کہاں لور آفتاب کہاں</p>	<p>مطہنی کہ مجھ سے حضرت شہین بنین ہوئی تفصیر سو وہ بطور شکایت تھی اند کے تقریر اور اس گنہ سے ہوا بندہ واجب التذیر گلی گلی تو ہوئی سارے شہر میں تشہیر عوض و دوشالہ کے خلعت بٹیکل نقش بحر جو ہے توشاہ سلیمان شکوہ عرش سرمد کسی کے حق میں کسی نے جو کچھ کہی تقریر تو اسکے رفع کی ہرگز نہ کر سکیں تدبیر مزاج شاہد میں ہوشتعل بصد تشویر کہاں وہ سطوت شاہی کہاں غور فقیر</p>
--	--

منازل غلاق حقائق سخن

مقابلہ جو برابر کا ہو تو کچھ کیسے  
 میں اک فقیر غریب الوطن مسافر نام  
 مراد ہیں ہے کہ مدح حصول قدس کو  
 یہ افترا ہے بنایا ہوا سب انشا کا  
 مزاج شاہ ہویوں منحون تو مجھ کو بھی  
 اگر وزیر بھی ہوئے نہ کچھ خدا لگتی  
 شفیق روز جزا بادشاہ اواد نے  
 کہوں یہ اس کا جرم بخش پر گنہان  
 خطا ہو میری جو پٹے تو کرا سیر مجھے  
 اگرچہ بازی انشا سے بے محبت کو  
 ولے غضب بٹایا کہ اب وہ چاہے ہے  
 سوین لک نہیں لیا بشر ہوں تاکہ چند  
 کیا میں فرض کہ میں آپس سے درگداز  
 اور انہ بھی جو کیا میں نے تازیانہ منع  
 ہزار شہد دن میں بیٹھیں ہزار جا پہلین  
 نہ ماین تیغ سیاست نہ قہر سلطانی  
 مزاج اککاٹھسولی اس قدر بڑا ہے کہ وہ  
 پھر کچھ یہ بھی ہے یعنی کلاس مقام کے بیچ  
 تکلیف جبکہ ان سے کیا ہے موزوں وضع

کہان دیتی و دیبا کہان بلائیں حصیر  
 رہے ہے آٹھ پہر جب کو قوت کی تدبیر  
 آلٹ کے پھیر بحر ذمہ دون تغیر  
 کہ نرم و نرم میں پاس تخت کا وہ شیر  
 یہ چاہیے کہ کروں شکوہ اس کا پیش وزیر  
 تو جاؤں پیش محمد کہ ہے پیشرو نذیر  
 نہ کردہ جب ہم پہنسنے نہیں لکھی تعزیر  
 تری غلامی میں آیا ہے داد خواہ فقیر  
 وگر عدو کی پنھا اس کو طوق اور زنجیر  
 رہا موش سمجھ کر مین بازی تقدیر  
 خیال میں بھی نہ کھینچوں میں جو کی تہ و بر  
 کہے سے اسکے کرونگا نہ با جراتیر  
 پھر گچا مجھ سے کوئی گرم منتظر کا ضمیر  
 تو ہو سکے ہے کوئی انکی وضع کی تدبیر  
 پھرین ہمیشہ لیے جمع ساتھ اپنے کثیر  
 نہ سمجھیں قتل کا وعدہ نہ ضربت شمشیر  
 ہنسی سمجھتے ہیں اس بات کو نہ جرم کبیر  
 جو ہووے نشی تو کچھ نروین کرے تسلی  
 اور اپنے فضل سے غشی ہو شعر میں تویر

<p>یہ کوئی بات ہے سوشکے وہ نموش رہیں مگر یہ بات میں مانی کہ سانگ کا ہانی میں آپ خاکش آتنا کہاں مجھے مقدور مرے حواس پریشان باین پریشانی گرا سپہ علاج کی ٹھہری رہے تو صلح سہی جواب ایک کے یا نشہ پی ورتوں کے ستور حصہ یہ ہے کہ جب کو تو ال تک قضیا تو کو تو ال ہی بس افسے اب سمجھ لیگا یہ وہ مثل ہے کہ جسطرح سارے شہر کے بچ سو ستم بچے نادان نے جو شہ سے کیا وہے مزان مقدس جولا اباالی ہے جو کچھ ہوا سو ہوا مصحفی بس اب پیرہ</p>	<p>ہوا ہے مصلحت کو کہ نصفیہ یہ انیس اگر میں ہوں تو مجھے دیکھ بدترین تعویذ کہ فکر اور کردن کو چھنبیہ آتش شیعہ ہو جیسے لشکر لشکستہ کی خراب بہیر اگر ہو پھر شرارت بشر ہوں میں بھی شہر یہ نگاہ کرتے تھے اول باین قلیل و کثیر گیا ہوا زپے تندید شاعران شہر یہ یہ دہم کی شکایت کی ہے مٹا خبر بن ز قاتی اپنی سے ستم ہو لیبہ قباحت اسکی جو سمجھے شہ اسکو دے تعویذ نہیں خیال میں آتا خیال حرف حقیر زیادہ کہ نہ صداقت کا اجا تحسیر</p>
--	--

خدا پر چھوڑ دے اس بات کو وہ مالک ہے

کرے جو چاہے جو چاہا کیا حکم قدر

### مناجات

<p>یا اے آسمانی یا اے آسمانی پہنچوں تجھ تک مجھ میں یہ بہت نہیں گر بیان اپنی کروں میں بیکلی تو وہ گستاخی و بیباکی ہے آہ</p>	<p>میں تڑپوں بندہ بے دستگاہ دور ہوں تو طاقتِ فرقت نہیں خاش یا اپنا کروں راز ولی چپ رہوں تو جان ہو غم سے تباہ</p>
--	--

جو کچھ کہیں  
فانعلانی فاعلانی فاعلانی

عالم برنج میں ہوں مین مین مین  
زندگانی سہمے جمی کا دبال  
ہے نفس ہراک تفنگ جافتان  
بے ترے دیکھوں تو کیا دیکھوں بھلا  
بندن ہے مجکو بند آہنی  
طع چرخ و نعل و حب مال دجاہ  
رکھ مری شہر بہت سان پر  
گر نہو تیری عنایت کی سگاہ  
دام مین حرص دہوا کے کر کے بند  
آہنی اک پنجے مین کر کے قید  
گریہی منظور ہے تو رہ بتا  
ہوں مین آہن تو ہو خود آہن ربا  
تب براؤے کچھ تمنائے دلی  
لے اگر مولے نہ بندے کی خبر  
سر ٹپک کر مر گئے صد ہا بشہ  
وہ بتا رستمہ کہ اک مقراض لا  
کیچنچ لیجا بحر وحدت تک مجھے  
کر عطا دل کو مرے ایسی طیش  
مور کو ہے سیر کعبہ کی ہو کس

جان کو سہمے مری نہیں اک ٹھچہ چین  
بے حضوری کے تری اے ذوالجلال  
ہے سہمے مرے مڑہ نوک سنان  
بے ترے بولوں تو کیا بولوں بتا  
جسکی کڑیاں نخوت و کبہ دینی  
عجب و چندار و ریاہن یا آلہ  
قطع ہو یہ بند جس سے سر بہر  
تو ہوا اس بند مین بندہ شاہ  
چاہتا ہے مجھ سے پرواز بلند  
حکم فرماتا ہے کہ عنقا کا صیغہ  
اور یہ بند سخت کر مجھے جسد  
کاہ مین ہوں کر تو کا کر کس ربا  
ورنہ ہے سب جستجو حیا صلی  
ہے تلاش اسکی سر اسد و قہر  
کچھ ہوئی محنت نہ انکی کارگر  
میرے ہراک بند کو کر دے جدا  
دے تو پہونچا شہر الفت تک مجھے  
جس سے جل کر خاک ہو سب غل و غش  
پر ہے پچارے کو کب یہ دسترس

<p>تیب را آوے اسکے دل کا دم تا وہ اس مورخیف خستہ کو طوف کعبہ کو مٹا کر سے چلے جس سے چاہے گنج لیکر رنج دے ہین ترے قبضہ میں یا رب گنج و رنج گنج عرفان سے مجھے معمور کر راہ اپنی تو مجھے یا رب بت دیو غول نفس سے مجھ کو بچا انتظار شفقت ہوں آہ آہ عاجز و مسکین زبون و نالپسند بادشاہ ذوالجلال و کارساز قاضی حاجات غفار ذنوب مجھ سے سودر بے ہوں بدتر بیگان اس سے سودر بے ہوں بدتر یسین</p>	<p>بال پر اپنے بٹھالے گر ہما بارے رحمت کا ہما کو حکم ہو بال شفقت پر اٹھا کر لے چلے جسکو تو بے رنج چاہے گنج دے ہین ترے مخلوق دونوں رنج و گنج رنج محرومی کو میرے دور کر رنج بھوری میں جی ہے مبتلا تو ہی مرشد تو ہی ہادی ہو مرا غرق بحر سعیت ہوں آہ آہ میں ذلیل و خوار و نارسا دستمند تو غنی و غنی و عاجز و نواز باسط رزاق ستار عیوب بدتر و ن سے جو کہ بدتر ہین یہاں جس سے بدتر اس جہان میں کچھ نہیں</p>
--	---

لطف سے کر دے مجھے یا رب حسن  
ہوں مرے بد کام کیسے رب حسن

ن م ی





## باب الف

ابلق رام - ملاد از شب و روز - ابلق یعنی چٹلا - ایام مع یوم یعنی دن -

اٹم - تمام - کال - پورا -

اٹل - جوانی جگہ سے ٹل نہ سکے -

اچل - جوانی جگہ سے چل نہ سکے -

ایحا - مصدع یعنی زندہ کرنا -

آرزو تخلص ہے سراج الدین علی خان اکبر آبادی کا - وطن خاص اُنکے آہاکا

اجود جیا یعنی اودہ ہے محمد علی شاہ بادشاہ دہلی کے عہد میں آئندہ رام غلص کے ہم عصر

تھے شاعر پیشال اور عالم زبردست ہوئے ہیں فارسی کی زبان دانی اُنکی خاص کبر

مشہور ہے - انھوں نے اکثر اعتراضات شیخ علی حیدر کے کلام پر کیے تھے چنانچہ

اُنکے جوابات اکثر انشاء اللہ خان نے دیے ہیں - دیوان آرزو و خیابان

شرح گلستان - مجموعۃ النفائس - تذکرۃ الشعراء - انکی تعینفات سے شہرین  
۱۶۷۷ء مطابق ۱۰۸۵ھ عہدین بعد شجاع الدولہ لکھنؤ میں وفات پائی اور بعد چند  
روز کے نعش انکی شاہجہان آباد بھیجی گئی -

ارم - نام ہے ایک بہشت مصنوعی کا جو عرب کے دو صوبوں صنعا و حضرموت  
کے مابین شہزاد نے بنائی تھی - اور بھی نام ہے ماوشہر کا -

اثر رنگ - زمانہ قدیم میں ملک چین میں مالی نام ایک بڑا مشہور کامل مصور  
ہو گیا ہے بعض اسی کو اور بعض اُسکے کارخانہ کو اثر رنگ کہتے ہیں اور بعض کا  
قول یہ ہے کہ کوئی دوسرا مصور تھا کہ جو مالی کا نظیر تھا -

اسد - نام ہے پانچویں برج آسمانی کا جو شبہ شکل شیر ہے اور شیر کو بھی کہتے ہیں بعض  
شعرا کا تخلص بھی اس نام سے منسوب ہے -

اسفندیار طغیاب روئین تن ابن گشتاسپ شاہ بادشاہ ایران اور قیصر روم کا  
نواسہ تھا - روایت ہے گشتاسپ کا وزیر جاسپ علم طبعیات میں بڑا ماہر تھا  
اسنے بیابان سے کوئی گھاس لا کر دیگ میں جوش دی اور اسفندیار کو بٹھایا اور اس  
اسکا بدن ایسا سخت اور مضبوط ہو گیا کہ گویا لوہا تھا اور اسی لیے اسے روئین تن  
یعنی بہشت دہاتی کہتے ہیں ہفتخوان دوم کا رستہ کہ جو نہایت سخت گذار تھا سو اس  
اسکے کسی نے طے نہیں کیا ہے اور اسی باعث سے وہ ہفتخوان اسفندیار مشہور ہے  
گشتاسپ کے عہد میں رستم اور زال نے بادشاہ کی اطاعت سے سرتابی کی تھی اور سرتابی  
میں اپنی بادشاہت کا ڈھنگ ڈالا تھا جب اسفندیار ہفتخوان طے کر کے اپنی  
ہنوں کو قید سے چھوڑا لایا اپنے باپ سے اس وعدے کے ایفا کا خواہش گزارا

کہ تاج و تخت ایران اب مجھے عطا کر سنے کہا کہ رستم اور زال کہ میرے قبل ہمیشہ کاؤس  
و فیخسرو بادشاہان اس سلطنت کی اطاعت میں رہے اور اب وہ مجھے منحرف ہیں  
تو انکو گرفتار کر لا اسوقت بے خوف و خطر بادشاہت لینا اول تو اسنے اس  
بنیاد پر نہ مانا تھا کہ رستم ہمیشہ خیر خواہ بادشاہت ایران رہا ہے اسکو مارنا جائز  
نہیں گمراہی کا طریقہ تاج و تخت سیستان کو آیا۔ رستم نے بہت عجز و انکساری کی  
مگر جب اسنے کسی طرح نہ مانا تو ناچار لڑائی پر ماضی ہوا اسکا زانہ سنہ قبل حضرت عیسیٰ  
کی تاریخوں سے ثابت ہوتا ہے۔

اسکندریا سکندر۔ ملک مقدونیہ میں بادشاہ فیلقوس کا بیٹا تھا پیدائش اسکی  
۳۵۵ء قبل حضرت مسیح علیہ السلام کے ہوئی باپ نے اسکو تعلیم و تربیت  
کے واسطے تھان جیکم کے سپرد کیا تھا ابتدا سے عمر سے اس میں آشکار خوش اقبال  
تھا ہر تھے فیلقوس کی وفات کے بعد ۳۳۶ء قبل حضرت مسیح علیہ السلام کے تخت نشین  
یونان ہوا اکثر صوبجات نے سرتابی کی گمراہی سے اپنی شجاعت اور ستوری سے بسکو  
زیر کیا اور ملک مصر اور شام اور ایران وغیرہ کل سلطنت فارس کو فتح کر کے اپنے  
تبعہ میں لایا ہندوستان میں بھی پنجاب تک آیا اور راجہ پور سے لڑائی ہوئی مگر  
چونکہ فوج اسکی بوجہ مفرد و دروازہ کے بیدل ہو رہی تھی اسواسطے آگے نہ بڑھ سکا  
شہر بابل میں بعارضہ پنجاب بیمار ہو کر ۳۳۳ء میں ۳۳۳ء قبل حضرت مسیح کے  
انتقال کیا۔ شہر سکندریہ بھی اسی کا آباد کیا ہوا ہے اسکی اور دار الحکومت  
واراکاشکت کھانا اور اسکا اسکی مان اور بی بی اور لڑکے  
بالون کو اسیر کر کے بچانا اور اسنے کمال خوش خلقی اور غضبم کے پیش

آٹا یا دگاز مانہ ہے۔

اسیر تخلص شاعر بے نظیر منشی والا تہذیب و تہذیب الدولہ مدبر الملک سید مظفر علی خان بہادر مرحوم کا ہے مولد انکا قصبہ میٹھی ضلع لکھنؤ ہے انکے تمام بزرگ سید عباسیہ عالم فاضل اور عمدہ دار سرکار شاہی رہے۔ بارہ برس کی عمر سے اپنے نانہال مقام لکھنؤ میں تحصیل علوم میں مصروف ہوئے اور چند روز میں تمام علوم سے بہرہ یاب ہو گئے۔ فن شاعری جناب غلام ہمدانی تخلص بہ مصحفی سے سیکھا اور اخیر شاہی میں مصاحب حضرت واجد علی شاہ سابق بادشاہ اودھ کے رہے تصنیفات میں دو دیوان بزبان اردو ایک مسملی بہ گلستان سخن دوسرا مسملی بہ ریاض حقیقت اور ایک دیوان فارسی مسملی بہ گلشن نقوش نہایت مشہور ہیں علاوہ انکے اور بہت سی تصنیفات مختلف علوم میں ہیں۔

امانت۔ سید آغا حسن صاحب تخلص بہ امانت امین میر آغا ابن سید علی ابن سید محمد تقی بن سید علی رضوی مشہدی کلید بردار روضہ جناب موسیٰ کاظم علیہ السلام ۳۱۰ ہجری میں پیدا ہوئے سن شعور سے تحصیل علوم کا شوق تھا چند رھوین برس شاعری کی جانب طبیعت راغب ہوئی دو چار سلام کے دلگیر صاحب سے اصلاح لی انھوں نے امانت تخلص رکھا چند روز کے بعد غزل گوئی کی طرف رجحان ہوا بیس برس کی عمر میں امراض یارہہ کے باعث زبان بند ہو گئی تحریر کے ذریعے سے باتیں کرنے لگے اور چونکہ سوائے لکھنے کے اور کسی کام کے نہیں رہتے تھے اس وجہ سے شاعری میں کامل ہو گئے بڑے بڑے لوگ شاکر و ہوس دشمن اس بعد خود بخود گویا ہو گئے ۳۲۰ ہجری میں ایک مغل قرار دی اور تمام امرا اور رؤسا

اور شعر کو جمع کیا انکی غزلیں۔ مثنوی۔ ٹھمریان۔ دادرے۔ ہولی۔ نسبت  
ساون۔ چھند۔ وغیرہ خاص و عام کی زبان پر جاری ہیں آخر آخر زمانے میں  
پہیلیان۔ چستان۔ اور مقام کٹے کا بھی شوق ہوا تھا۔ ۲۸۔ جمادی الاول  
۸۵۰ ہجری مطابق ۱۴۵۰ عیسوی میں ۲۲۔ برس کے ہو کر استقا کے  
عارضے میں راہی ملک بقا ہوئے۔

النس وجان۔ بمعنی انسان و جن۔

اوتار۔ لفظ سنسکرت۔ اللہ تعالیٰ کا دنیا میں بشکل انسان آنا۔

او جاع۔ لفظ ترکی۔ وگیدان۔

اودھ۔ ایک صوبہ ہے ہندوستان کا نہایت زرخیز اور شاداب۔  
سورج منی خاندان ہنود کی ابتدا اسی صوبے میں بمقام اجدو دھیا ہوئی تھی اور  
راجہ دست سری رام چند راجی کے پتا ہیں کے راجہ تھے غوریوں کے دنوں  
میں یہ ملک شامل راج قنوج تھا پھر سلطان شرقی نے اسے فتح کیا آخر کو گزشتہ  
صدی میں ہستنا پوریوں کی عملداری یہاں ہوئی اُنہیں آخر بادشاہ  
سلطان عالم واجد علی شاہ بادشاہ ۱۱۵۶ عیسوی تک فرمان روا اس  
ملک کے رہے۔ وسعت اس صوبے کی اب ۲۳۹۲۳۔ مربع میل ہے طول  
۲۷۰۔ عرض ۱۶۰ میل۔ آبادی ایک کروڑ بارہ لاکھ کل مالگزارری قریب  
ایک کروڑ ۶۰۔ لاکھ کے اسکی تقسیم بارہ ضلعوں میں ہے۔ اجدو دھیا  
نیمکھار مصرکھ۔ گولا۔ بہرائچ وغیرہ بہت قدیم مقام ہیں۔

ایرانی۔ منسوب بہ ایران جسے اب فارس کہتے ہیں ایشیا کے مغربی

ملکوں میں زمانہ قدیم میں بہت ممتاز اور زبردست بادشاہت تھی کینسر و جو وہاں سب سے بڑا بادشاہ ہوا ہے اسکی مملکت اس قدر بڑی تھی کہ اسکے وقت تک ایسی بڑی سلطنت کوئی نہیں ہوئی کینسر و کے بعد سلطنت تقسیم ہو گئی اور آخر کو سکندر کے وقت سے یونانی بادشاہ ہوئے اسکے بعد پھر یہاں آتش پرست پارسیوں کی سلطنت ہوئی اور پھر ساسانیوں کی انکے بعد اہل اسلام آئے تقسیم اسکی ہارہ صوبوں میں ہے۔

۱۔ آذربایجان - ۲۔ عراق عجمی - ۳۔ لورستان - ۴۔ خورستان - ۵۔ فارس - ۶۔ لارستان - ۷۔ کرمان - ۸۔ گیلان - ۹۔ مازندران - ۱۰۔ استرآباد - ۱۱۔ گردستان - ۱۲۔ خراسان - لفظ ایران منسوب ہے ایرج بادشاہ فریدون کے بڑے بیٹے سے رستم و اسفندیار وغیرہ پہلوان یہیں ہوئے ہیں۔

### باب باء عربی

بادسموم - یعنی ہوا زہر آلودہ جبکہ لون اور عوام لوہ بھی کہتے ہیں۔  
 بالراس والعین - کلام عربی - راس بمعنی سر عین بمعنی چشم ترجمہ بسر چشم۔  
 بدیمین - نخوس و ناسعود۔  
 بڑ - یعنی درخت برگد۔

برہما جی - ہندوؤں کے یہاں اللہ تعالیٰ کے تین خاص نام باعتبار اسکی تین خاص صفتوں کے ہیں اول باعتبار اس صفت کے کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے اُسے برہما کہتے ہیں اور باعتبار اسکے کہ وہ رازق اور حافظ ہے بشن کہتے ہیں اور باعتبار اسکے کہ اسی کے حکم سے کل عالم فانی ہے ہمیش

کہتے ہیں برہما جی کا نام اگر بجائے حضرت آدم بھی کہا جائے تو جائز ہے۔

بش سٹ۔ راجہ رام چند راجی کے گرد یعنی مرشد کا نام ہے۔

بکاول۔ فارسی معنی خانسا مان باورچی یا بھنڈاری۔

بلج۔ مصدر عربی بمعنی نکلنا۔

بوالفضل۔ مخفف ابو الفضل معنی ابو پدر و فضول کا ہل ترکیب اضافی

جو ست آدمی بیٹھے بیٹھے باتیں بنایا کرتے ہیں۔

بو علی سینا۔ ایک بڑے یونانی حکیم عالم و فاضل ملک تاتار کا نام ہے۔ والد

اُنکے بلخ سے بخارا میں آئے اور یہیں قریب سترہ عیسوی کے بو علی سینا

کی ہیادیش ہوئی بارہ برس کے سن میں اکثر علوم سے فراغ حاصل کیا۔

۱۸۔ نہایت عمدہ اور مشہور کتابیں انکی یادگار ہیں کہ جنہیں اشارات و شفا

و قانون زبان زد خاص و عام ہے سترہ عیسوی کے قریب انتقال کیا

یوم۔ فارسی۔ بمعنی آلو یہ جانور بقاء ہندیاں بہت منحوس ہوتا ہے اور

کوئی اسکا منہ خصوص صبح کے وقت نہیں دیکھتا ہے اور نہ کہیں بستی میں

اسکو رہنے دیتے ہیں۔

بھرت۔ راجہ دسرت حاکم اودھ کے فرزند بی بی کیکی کے بطن سے تھے

انہیں کو گدی دینے کے لیے کیکی نے سری رام چند راجی کو بن باس دلایا تھا

جب سری رام چند راجی بن باس کو چلے گئے ہیں اسکے بعد بھرت جی انکی

تلاش اور پھر لانے کو گئے تھے چنانچہ چتر کوٹ علاقہ ریوان میں باہم

ملاقات ہوئی مگر سری رام چند راجی نہیں آئے صرف اپنے ہی

کھڑاؤن انکی دُجبعی کے واسطے دیے چنانچہ اُسی کھڑاؤن کو گدی پر رکھ کر بھرت جی انتظام سلطنت کرتے رہے مگر نظرِ تعظیم خود تخت پر نہ بیٹھے بعد مدتِ دراز بن باس کے سری رام چند راجی تختِ اجودھیا پر بیٹھے تو بھرت جی نائب ہوئے اُنکے پیشتر ایک اور راجہ بھرت نام ہوئے ہیں جنکے نام سے ہندوستان بھرت کھنڈ مشہور ہوا ہے۔

بہمن۔ میثا تھا اسفندیار کا بعد گشتا سپ شاہ کے تخت نشین سلطنت ایران ہوا جب اسفندیار رستم کے ہاتھ سے ہلاک ہوا اُس وقت اُس نے وصیت کی تھی کہ تو میرے بیٹے بہمن کو فنِ بہادری سکھانا چنانچہ رستم نے اُسے سب طرح پر تربیت دی اور سب سکھا اور سمجھا اگر گشتا سپ شاہ کے پاس بھیجا مگر بعد مرنے رستم کے یہ زابل پر جہان رستم کا باپ زال اور میثا فرامرز تھا حملہ آور ہوا اور باپ کے قتل کا کینہ خواہ ہو کر زال کو قید کر لیا اور فرامرز سے کئی روز معرکہ جہاں د قتال گرم رہا آخر فرامرز کو شکست دے کر دار پر کھینچا اُسکے بعد اُسکا بیٹا داراب تخت پر بیٹھا۔

### باب باء فارسی

پاشنہ۔ پیر کی ایڑی اور کلکڑی اور خرپڑ اور تربوز کو بھی کہتے ہیں۔  
پروین۔ چمچھوٹے ستارے جو بکھارے ہیں اور جاڑون میں سب سے اول نمایان ہوتے ہیں انھیں کوثر یا بھی کہتے ہیں۔

### باب تاء فوقانی

تابستان۔ موسم گرما سے مراد ہے۔



تحمید۔ خدا کی حمد اور ثناء و صفت کرنا۔

تقض۔ عربی۔ ایک حال سے دوسرے حال میں بدلنا۔ شاخ شاخ ہونا۔  
تکوین۔ عربی۔ ایجاد کرنا اور بنانا مراد از عالم۔

لگاؤ۔ دوڑ دھوپ۔

توران۔ منسوب بہ توران جسے تاتار بھی کہتے ہیں اگلے زمانے میں یہاں کی  
سلطنت بڑی عظیم الشان تھی اور اکثر ملک یہیں کے لوگوں سے آباد ہوئے ہیں  
سلطنت چین ہمیشہ ماتحت اسکی رہی جنگیز خان اور تیمور زمانہ جدید کے سپہ سالاران  
ماجرای ملک کے تھے۔

تیل جلاؤ۔ ایک ٹوٹکا ہے یعنی چراغ روشن کر کے بارش میں رکھتے ہیں  
کہ مینچہ تخم جاوے۔

### باب ثانیے مشائخ

تور۔ نام ہے دوسرے برج آسمانی کا جو شکل گاؤں ہے اور گاؤں کو بھی کہتے ہیں۔

### باب جیم عربی

جانکی۔ سری راجہ رام چندر جی کی رانی سینا جی کا دوسرا نام ہے انکے باپ کا نام  
راجہ جنک تھا لفظ جانکی جنک سے منسوب ہے انکی عمارتی صوبہ متھلا یعنی  
جنک پور میں تھی۔ اب یہ صوبہ بہار سے مشہور ہے۔

جدی۔ عربی۔ دسویں برج آسمانی کا نام ہے جو شکل کبری کے بچے کے ہے۔

جرج۔ عربی۔ یعنی جرج۔ زخمی۔ گھائل۔

حجشید۔ بادشاہ محمود ثکا کا بیٹا بعد باپ کے تخت نشین ایران ہوا پہلے

یہ شخص بڑا عادل خدا پرست رعیت نواز تھا فخر پارچہ بانی اور کشتکاری کی ابتدا اسی سے ہے شاہنامہ والا لکھتا ہے زرہ جو شن تیغ وغیرہ اسی کے وقت میں بننے شروع ہوئے مکانات اور عمارات وغیرہ بھی اُس کے وقت میں قسم قسم کے تیار ہوئے ایک تخت بھی ایسا تیار کیا کہ اُس پر بیٹھ کر امین سب جگہ سیر کر آتا تھا اسکا جام بھی بہت مشہور ہے کہ حبیبین کل دنیا کا حال دکھائی دیتا تھا اور اُسے جام جہان نمائتے ہیں آخر کو اُسے غرور بہت ہوا اور دعویٰ خدائی کا کرنے لگا۔ لوگوں نے کنارہ کشی شروع کی اور ملک تاز یعنی عرب کے سپہ سالار مرتاش کے لڑکے ضحاک کے پاس آئے کہ اب ایران پر چڑھائی کیجیے فوراً قبضہ میں آجاء و یگا چنانچہ ایسا ہی ہوا جمشید بھاگ گیا اور بہت خراب رہا آخر کو زابل کی شاہزادی نے اُس سے عقد کر لیا مگر شاہ زابل نے اُسے ضحاک کے پاس بھیجنا چاہا جمشید زابل سے بھی بھاگا اور ہندوستان کی طرف آتا تھا کہ راہ میں لوگوں نے اُسے گرفتار کر لیا اور ضحاک کے پاس لے گئے اور وہاں اُسے اُسے آرے سے چروا ڈالا۔ زمانہ انکا تقریباً دو ہزار برس قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے۔

جوزا۔ عربی میں نام ہے دو پیکر اور تیسرے برج آسمانی کا جو شکل دو لڑکوں ننگے کے ہے جو کہ پشت کے بھلے ہیں۔  
 جعد۔ عربی۔ ٹھونگروا لے اُسٹھے ہوئے بال۔  
 جوف۔ عربی۔ بطن شکم اور ہر چیز کے درمیان کے خلو کو کہتے ہیں۔

## باب جیم فارسی

چرخ - فارسی - ایک جانور شکاری کا نام ہے۔  
 چنار - فارسی - ولایت میں ایک درخت بہت بڑا ہوتا ہے جسکی پتیان مسخ و بشکل  
 پنجد انسان ہوتی ہیں اُس میں بھل نہیں ہوتا مگر لکڑی بڑی جو ہر دار ہوتی ہے۔

## باب حائے مہملہ

حبذا - عربی - کلمہ مدح بمعنی کیا خوب۔

حرافت - عربی - پیشہ دری۔

حزین تخلص ہے شیخ محمد علی اصفہانی کا سنہ ۱۱۰۰ ہجری میں پیدا ہوئے اکثر بلاد ایران  
 وغیرہ کی سیر کی محمد مسیح فنائی اُنکے اُستاد تھے علوم منطق ریاضی الہی وغیرہ  
 پڑھے ہوئے تھے اور شاعری میں درجہ کمال حاصل تھا ہندوستان میں اول  
 بمقام ٹھٹھہ واقع سندھ آئے چند روز بعد ملتان اور لاہور ہو کر دہلی میں آئے  
 نادر شاہ کے جانے کے بعد عمدۃ الملک امیر خان نے محمد شاہ بادشاہ سے  
 کچھ جاگیر دہلی میں دلا دی یہاں اُنھوں نے ہندیوں کی سبج لکھنی شروع  
 کی اُسپر شعراے دہلی منقص ہوئے آخر کو اُنھوں نے وہاں رہنا بے لطف  
 سمجھ کر اُگرے کی راہ سے بنارس کو نواب آصف الدولہ بہادر کے وقت  
 میں گئے یہاں بہت مشہور ہے کہ نواب موصوف بنارس میں اُنکی ملاقات کو  
 بمقام فاطمان گئے تھے وہاں دربانوں نے روکا نواب صاحب نے فرمایا کہ  
 ہماری طرف سے جا کر کہو درویش را دربان نباید بجواب اسکے شیخ نے  
 پہلے کھانسی کا کہ ع باید تا سنگ دنیا نیاید مگر آخر کو بلوا لیا اور ملاقات کی

سلسلہ ہجری قریب سلسلہ عیسوی کے انکا انتقال ہوا بنارس فاطمان میں قبر انکی موجود  
 حسن۔ تخلص ہے میر حسن ولد میر غلام حسین ضاحک کا۔ انکے مان باب بمقتضا  
 آب و دانہ اپنا وطن اصلی ہرات کو چھوڑ کر پرانی دہلی میں آئے تھے چنانچہ میر حسن  
 دہلی ہی میں پیدا ہوئے بعد نشو و نما شاعری اختیار کی پہلے میر درد صاحب کے  
 شاگرد ہوئے اور بعد بربادی سلطنت دہلی مع اپنے والد بزرگوار کے فیض آباد میں آگے  
 مقیم ہوئے یہاں فیض آباد میں کبھی میر ضیاء الدین ضیا اور کبھی میر زار فیج السودا  
 اصلاح لیتے تھے غزل۔ قصیدہ۔ مثنوی۔ باقی اور تمام اقسام سخن میں شہرت  
 پائی جب مثنوی قصہ بے نظیر لکھ کر نواب آصف الدولہ بہادر کے حضور میں سنائی  
 تب انھوں نے ایک دو شاہہ ملبوس خاص عنایت فرمایا لیکن عجیب واقعہ ہوا  
 کہ مثنوی سناتے سناتے نواب آصف الدولہ بہادر کی مدح میں یہ مصرع نکل آیا۔ کہ ایک  
 دن دو شاہے دیے سات سے اور چونکہ آصف الدولہ بہادر نے ایک دن میں  
 چودہ سو دو شاہے بانٹے تھے۔ پس یہ مصرع شکر نہایت بد داغ ہوئے بلکہ  
 مشہور ہے کہ قید بھی کیا اسوجہ سے بعض لوگ مثنوی مذکور کو منحوس کہتے ہیں  
 الغرض میر حسن نے غرہ محرم سلسلہ ہجری میں وفات پائی اور عقب باغ  
 نواب قاسم علی خان بہادر واقع محلہ مفتی گنج بلدہ لکھنؤ میں مدفون ہوئے  
 میر حسن تین بیٹے چھوڑ کر مرے تھے۔ جنکے تخلص خلیق مخلوق اور خلق ہیں خلیق  
 کے تین بیٹے اب تک بقید حیات ہیں بڑے بیٹے میر بر علی صاحب انیس تخلص مرثیہ گوئی  
 میں یکساں زمانہ ہیں اور ایک طرز خاص کے موجد ہیں۔ زبان انکی نہایت  
 صاف تمام ہندوستان میں انکے کلام مشہور ہیں۔ منجملے بیٹے میر مر علی صاحب

آتش بھی مرثیہ گوئی میں اپنے برادر بزرگ کے قدم بقدم ہیں اوجھوٹے صاحب  
میرزا اب تخلص بہ مولش غزل گوئی میں بھی مشہور و معروف ہیں انکی غزلیں اکثر  
شہر میں گائی جاتی ہیں اور یہی تخلص ہے مفتی مولوی الہی بخش ساکن قصبہ کرا  
ضلع مظفرنگر کا اب مکہ شریف میں مقیم ہیں بڑے عالم اور صوفی ہیں  
علم مناظرہ میں بڑا دخل رکھتے ہیں انکی مذہبی بحثیں بمقام آگرہ پادری فتنل صاحب  
کے ساتھ مشہور ہیں۔

حضیض۔ عربی۔ بستی۔

حسل۔ عربی۔ پہلے بچ آسانی کا نام ہے جو شکل میںڈھے کے ہے۔

### باب خائے معجمہ

خسرو۔ تخلص ہے حضرت امیر خسرو کا اصل آپ کی ہزارہ پنج سے  
ہے۔ امیر سیف الدین لاہین آپ کے والد چنگیز خان کے ایام فتنہ  
میں دہلی میں سلطان محمد تغلق شاہ بادشاہ کی خدمت میں پہنچ کر  
نوازشات شاہانہ سے سرفراز ہو کر پٹیلے میں مقیم ہوئے بعد اُنکے  
حضرت امیر خسرو اُنکے قائم مقام ہوئے چند روز کے بعد حضرت شیخ نظام الدین  
اویا کی خدمت میں حاضر ہو کر خدا کی عبادت میں مشغول اور تارک دنیا  
ہوئے انکا زمانہ تیرھویں صدی بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تھا  
یہ روایت برخلاف تذکرہ جات فارسی ہے کہ حضرت شیخ سعدی شیرازی  
کے وہ ہم عصر تھے حضرت امیر خسرو کے خیالات نازک انکی مثنوی اور  
دیوان و خمسہ اور دیوان قصائد اور غزلیات وغیرہ انواع سخن جو چار ہزار

لہذا شاعر کی زبان انتقال کیا



اور حضرت امام مہدی آخر الزمان علیہ السلام غار (سرین راے) سے نکل کر اُسے ہلاک کریں گے۔

دوسرے نام ہے اجد دھیا پوری کے راجہ کا جنکے یہاں سری رام چندر جی نے اوتار لیا تھا۔

دلو۔ عربی بمعنی ڈول۔ اور گیار ٹھوین برج فلکی کا نام ہے۔  
دناخت۔ عربی۔ بمعنی بست فطرتی و کمینگی۔

### باب ذال مجھ

ذوالمنن۔ عربی۔ ذو بمعنی صاحب۔ من جمع منت بمعنی احسان یعنی صاحب احسان۔

### باب راے حملہ

راجہ رام چندر جی۔ ہندوؤں کے یہاں ساتوین اوتار ہوئے۔  
راون کے مارنے کے واسطے دنیا میں آئے تھے ہندوؤں کے یہاں اُنکے زمانے کو ۸۶۸۹۶۸۔ برس ہوئے مگر محققان یورپ میں ہزار اور چار ہزار برس کے اندر لکھتے ہیں۔

راجھمس۔ سنسکرت بمعنی ارواح شیطانی۔

راحت۔ تخلص ہے شیخ کریم الدین اعظم پور باشتہ کا جو ان خوش مزاج سلیم الطبع کتب درسیہ فارسی اور صرف و نحو عربی سے بقدر ضرورت واقف و ماہر و بخیرہ گوئی پر قادر۔ شستگی زبان تناسب الفاظ بندش مضامین میں ساعی۔

راون۔ راجہ لنگا جہ سری رام چندرجی کی رانی سیتا کو فریب دے کر لیک گیا تھا اور جس سے سری راجہ رام چندرجی سے لڑائی ہوئی اور مارا گیا ذات کا برہمن اور بڑا عالم ہندت تھا۔

رخش۔ رستم پہلوان کے گھوڑے کا نام ہے اور مجازاً ہر گھوڑے کو بھی کہتے ہیں۔

رستم۔ یہ شخص دنیا میں مشہور ایران کے پہلوانوں کا سردار ہوا ہے زمانہ اسکاتقریباً نو سو برس قبل مسیح عیسوی ہے زال بن سام کا بیٹا تھا بہت سے بڑے بڑے پہلوانوں اور بادشاہوں کو اپنے شکست دی ہتھیان مائندران کا راستہ طے کر کے کیکاؤس کو چھوڑا لایا تھا آخر لڑائی اسکی بڑے معرکہ کی اسفندیار سے ہوئی اور اس میں وہ نہایت درجہ مجروح اور مجبور ہو گیا تھا مگر حکمت علی سے آخر کو اُس نے اسفندیار کو ہلاک کیا۔

رند۔ تخلص ہے نواب سید محمد خان ابن نواب سراج الدولہ غیاث الدین محمد خان بہادر نصرت جنگ نیشاپوری نواسہ نواب بخت خان بہادر باخندہ فیض آباد مقیم لکھنؤ کا صاحب دیوان ہیں اور خواجہ حیدر علی آتقی کے تلامذہ میں سے تھے انکا کلام نزاکت اور فصاحت سے بھر ا زبان شستہ و صاف بڑے ضحیح اور عاشق مزاج تھے۔

رنگیں۔ تخلص ہے سعادت یار خان کا باپ کا نام ٹھاسپ بیگ خان تورانی تھا سات برس کی عمر میں روم سے ہندوستان میں آئے منصب ہفت ہزاری اور خطاب محکم الدولہ ٹھاسپ بیگ خان اعتقاد جنگ بہادر پیشگاہ سلطان



سے عطا ہوا ہر چند سعادت یا رخاں سرہند میں متولد ہوا اور گاہ گاہ اطراف  
وجو انب میں بھی سیر کرتا رہا مگر تمام عمر شاہجہان آباد میں بسر کی شروع میں  
شاہ حاتم سے تربیت پائی اور فن شاعری کو بھی اُنکی خدمت میں سیکھا شاہ  
موصوف کی وفات کے بعد پھر کسی سے اصلاح شعر کا اتفاق نہوا ہمیشہ اپنے  
زور طبع کے اعتماد پر اپنے سخن میں خود اصلاح دیتا رہا اس سرمایہ دار سخن  
کی عمر کا سرمایہ چار دیوان ہیں۔ اول مسے بہ دیوان رنجیہ دوسرا مسے بہ دیوان  
بجینہ۔ تیسرا مسے بہ دیوان آئینہ چوتھا مسے بہ دیوان آئینہ ان چاروں کا نام  
چار عنصر رنگین ہے اور سوائے اسکے ایک مثنوی مسے بہ ایجاد رنگین اور نسخہ  
مجالس رنگین اور رنگین نامہ محمود نامہ کے جواب میں اور ایک فرس نامہ  
اُسے یادگار ہیں۔

رنجیہ۔ مردانے کلام یعنی اردوے معلے کو کہتے ہیں اُسکے مقابل میں زنانی  
زبان کو رنجی بولتے ہیں۔  
ریش گاؤ۔ احمق و خام طبع و مسخرہ۔

### باب زائے معجم

زابل۔ ولایت سیستان میں ایک شہر کا نام ہے اور مقامات سرود سے  
بھی ایک مقام کو کہتے ہیں۔

زال۔ سام بن زریان کا بیٹا اور رستم پہلوان کا باپ تھا باپ نے اُسے  
بوجہ اسکے کہ اسکے بال سفید تھے منخوس سمجھا کر گھر سے نکال دیا اور کوہ البرز کے  
دامن میں ڈال دیا۔ روایت ہے کہ سمرغ طائر نے اُسے وہاں پالا سام کو

خواب ہوا کہ تیرا لڑکا خوش و شادان ہے تو نے خدا کا خوف نہ کیا اور اُسے جنگل میں ڈال دیا۔ سام البرز پر دوڑا آیا وہاں سیرغ لئے لڑکا اُسکے حوالے کیا اور اپنے چند پردے کیے کہ جب میری ضرورت پڑے تو انکو جلانا میں فوراً موجود ہوں گا شاہنشاہ نے لڑکے کا طالع دیکھ کر زابل کا اُسے حاکم کیا۔

زرغما۔ عربی۔ زیارت کرتے ہفتے میں ایک مرتبہ۔

زوارہ۔ رستم کا بھائی تھا۔

زہ۔ فارسی بننے چلہ کمان اور ہر چیز کے کنارے کو کہتے ہیں۔ اکتیسین و آفرین کا بھی کلمہ ہے۔

### باب زائے فارسی

ژیان۔ غصہ کا بھرا ہوا۔ جھانڈو۔

### باب سین مہمہ

سالمک۔ عربی جو فقیر کہ پابند شریع ہو اور راہ چلنے والے کو بھی کہتے ہیں۔  
سامری۔ نام ہے ایک مرد ساحر یا شندہ شہر سامرہ کا جو بعض آثار کے  
حضرت جبریل علیہ السلام کو پہچان لیتا تھا اُس نے ایک گویا سالہ سونے چاندی کا بنایا  
اُسکے جوت میں خاک مادیان جبریل علیہ السلام کے پیر کے بچے سے لیکر ڈال دی  
فورا گویا سالہ زندہ ہو کر باتیں کرنے لگا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت سے  
ایک جماعت کثیر کو بسبب اُنکی گویا سالے کے گمراہ کیا۔

سرطان۔ ایک جانور ہے جو ندی تالابوں میں رہتا ہے برابر بینڈک متوسط  
مشابہ بشکل عنکبوت کے اُسکو ہندی میں گٹاٹھ یا گٹاچ کہتے ہیں وہ اُٹاٹھ یا

دونوں طرف چلتا ہے۔ اور نام ہے جو تھے برج آسمانی کا جو شکل سرطان  
ہے اور وہ خانہ فرسہ اور نیز نام ہے ایک قسم کے ورم سوداوی کا کہ سخت  
اور ہر روز بڑھتا جاتا ہے اور رگین سرخ اور سبز مثل ہاتھ پیر سلطان  
کے اُس میں ظاہر ہوتی ہیں۔

سستی۔ نام دی برصاجی کی بی بی کا ہے اور اس نے جملہ علوم اور فنون متعلق  
ہیں۔ شاردا بھی انھیں کو کہتے ہیں۔

سعدی تخلص ہے شیخ مصلح الدین بن عبد اللہ شیرازی بلبل ہزار داستان  
رحمۃ اللہ علیہ کا متقدمین اور متاخرین دونوں میں افصح الفصحا اور شیخ شہاب الدین  
سہروردی کے اکمل مریدوں سے ہیں آپ کے کمالات ظاہری و باطنی کی جھڑ  
تعریف زیادہ کیجاوے کم ہے۔ ایک سو دو برس کا سن شریف ہوا دس برس کی  
عمر کے بعد تیس برس بلا و مختلفہ میں تحصیل علوم کی۔ اور پھر تیس برس تک  
سیاحی اختیار کر کے فقر حاصل کرنے میں مشغول رہے بعد وہ باقی تیس برس  
ہمک ایک مکان میں بیٹھ کر یاد آتی میں مصروف رہے قصائد غزلیات مثنویات  
اور رباعیات وغیرہ کل اقسام سخن اسے موجود اور مشہور ہیں اور کل کلام مقبول  
انام ہے گلستان بوستان وغیرہ اکثر کتب درسیہ اس کلام کی شاہد ہیں  
حاضر جو ابی میں بے مثل تھے۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی تبریزی نے پوچھا  
کہ اے شیخ کہاں سے آتے ہو اور کس طریق میں ہو جواب دیا کہ خاک  
پاک شیراز سے آتا ہوں اور بخنوروں کے ساتھ دمساز ہوں کہا سبحان اللہ  
آج کل شیرازی سگ سے بیشتر ہیں بد یہ فرمایا کہ بخلاف ہماری ولایت کے

کہ وہاں تبریزی سگ سے کترہین وہ سکر نہایت نادم اور تخریر ہوا اور کہنے لگا  
شاید آپ شیخ سعدی شیرازی ہیں شیخ کا ظہور سعدا تا باک کے زمانہ میں ہوا تھا  
اسی وجہ سے آپ نے اپنا تخلص سعدی رکھا خاص شیراز میں انتقال فرمایا اور  
اپنے مکان میں مدفون ہوئے۔ ۱۰۱۵ء میں وفات پائی و لفظ خاص ماوہ  
تایمخ ہے و سال عیسوی ۱۰۱۵ء کے قریب ہوگا۔

سینماں بن داؤد بادشاہ بنی اسرائیل ۱۰۱۵ء برس قبل حضرت عیسیٰ  
علیہ السلام کے تخت نشین ہوئے تھے انکا عمر بہت مشہور ہے اکثر  
بڑے بڑے لوگ انکا کلام سننے کو اور شلیم جاتے تھے انھوں نے ایک ہیکل  
اور عبادت گاہ بنوائی تھی مسائل مذہبی انکے ایک ہزار پانچ ہیں انکے عہد میں  
بنی اسرائیل کی بادشاہت بڑے عروج کو پہنچی مگر زوال سلطنت بھی انھیں کے بعد  
شروع ہوا۔ ۱۰۳۳ء برس قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہوئے تھے  
اکثر لوگوں کا قول ہے کہ تمام جن و انس انکے تابع تھے اور تمام حیوانات سے  
خدمت لیتے تھے۔ روایت ہے کہ کسی چونٹی نے انکی اور انکی ساری فوج کی  
دعوت کی یعنی جو قدرت اور سخاوت حضرت سلیمان کو حاصل تھی وہ اس  
چونٹی کو ہو گئی اس قصہ کا حوالہ کتاب میں ہے ۹۷۰ء برس قبل حضرت  
عیسیٰ علیہ السلام کے وفات پائی۔

سمت دخرس نما۔ سمند گھوڑا خر س یہ کچھ معنی گھوڑا جبکہ لمبے  
لمبے بال ہوں۔

سنبلہ۔ عربی۔ نام ہے چٹے برج آسمانی کا جو بصورت دختر ہے

جسکا منہ لٹکا ہوا اور شمال مغرب کی طرف اور پیر مشرق اور جنوب کی جانب  
بایان ہاتھ اپنے پہلو پر لٹکائے ہوئے اور سیدھا ہاتھ کندھے پر بلند کیے ہوئے  
اور خوشہ گہون کا اُسی ہاتھ میں لیے ہوئے ہے اسی وجہ سے سنبہ اُسکا  
نام رکھا گیا ہے کیونکہ سنبہ خوشہ گندم و جو وغیرہ کو کہتے ہیں۔

سودا تختلص ہے مرزا محمد رفیع سرخیل شہر اے عالی مقام کا زمانہ انکا عہد  
سعادت علی خان میں تھا خلف الرشید مرزا محمد شفیع کے ہیں اصل انکی کاہل ہے  
ہے اور مولد شاہ جہان آباد ہے بعض لوگ باشندہ دہلی کہتے ہیں صاحبِ یونان  
ہیں اُردو فارسی میں انکے دیوان موجود ہیں انکے قصائد بہت مشہور و معروف  
ہوئے کہنے کے بادشاہ تھے پہلے سلیمان قلی خان و داد کے شاگرد ہوئے پھر  
شیخ ظہور الدین عروت شاہ حاتم کے سن شباب میں لکھنؤ میں آئے تھے او  
بین انتقال کیا مقربانِ بارگاہِ نواب آصف الدولہ بہادر سے تھے اور  
شاعری میں سب سے پیش قدم اور میر کے ہم عصر تھے۔

سو مننت۔ نام دستِ جی کے دیر کا۔

شہر آب۔ رستم پہلوان کا لڑکا اور بادشاہِ سمنگان کا نواسہ تھا شاہنام  
والا کہتا ہے کہ رستم ایک روز شکار کو گیا اور وہاں ایک گورخ کے کباب سے  
سیر ہو کر سو گیا سمنگان کے بادشاہ کی بیٹی تہمینہ کی یہ خواہش تھی کہ رستم ہی  
کے ساتھ شادی کرے اسلئے اسے لوگ مقرر کر رکھے کہ کسی طرح رستم کو  
اُسکے شہر میں لا دین چنانچہ اُسکے آدمی رستم کو خبر دیکھ کر رخس کو چرا لے گئے  
جب رستم جاگا رخس کو نہ پا کر اُسکے سراغ میں سمنگان گیا وہاں

بادشاہ نے دعوت کی شب کو بادشاہ کی بیٹی رستم کے پاس آئی اور سب حال اپنی آرزو اور بخشش کے چُراننگا نے کا بیان کیا کہ آپ میرے باپ سے درخواست شادی کریں وہ فوراً منظور کر لیونگے آخر کار شادی ہوئی اور حمل رہا رستم اپنے گھر چلے آئے یہاں سہراب پیدا ہوا اول تو خود طاقت اور زور سے کیا کم تھا اسپر رستم ایک مہرہ دے گیا تھا کہ اگر لڑکا ہو دے تو یہ اسکے بازو پر باندھنا اُس سے اور زیادہ تر مضبوط ہو گیا تمہینہ نے بخوف اسکے رستم اسے اپنے پاس بلالو یوگا اسکے پیدا ہونے کی اطلاع اسے نہ دی بلکہ کہلا بھیجا کہ لڑکی ہوئی ہے جب سہراب جو ان ہوا اسے سوچا کہ کاؤس بادشاہ ایران کو مغلوب کیجیے اور رستم کو اسکی جگہ بادشاہ کیجیے چنانچہ اس خیال میں ایران میں چڑھ آیا کاؤس نے رستم کو بلایا اور قلعہ میں اسے پاس لایا علمی میں باہم سہراب اور رستم کے لڑائی ہوئی اور آخر کار سہراب مارا گیا سمنگان شاید وہی مقام ہے جسے انگریزی میں سماگا کہتے ہیں اور وہ ایک قصبہ ہے یورپی ترکستان میں ۱۵۰۰ کو اس مقام صوفیہ کے لوہے کا کام وہاں بہت ہوتا ہے۔

سیتا جی۔ نام ہے راجہ رام چند رنجی کی بی بی کا۔  
سیستانی منسوب بہ سیستان نام ہے ایران کے ایک صوبہ کا رستم وغیرہ یہیں کے تھے۔

سیمرغ۔ نام ایک پرندہ شہور کا ہے چوتیس پرندوں کی رنگت رکھتا ہے اور اسی کو غنقا باعتبار بارورانی گردن کے بولتے ہیں۔

## باب شین مجہ

شاروا۔ سنکرت۔ دوسرا نام ہے سُرسِتی جی کا۔  
 شداد۔ قوم لوبی سے مصر کے بادشاہ تھے ضحاک کے بعد تخت حکومت  
 انکے ہاتھ آیا تھا۔ یدانکا بھائی شامل حکومت تھا انھوں نے بلغ ارم  
 بنوایا تھا جسکے تین طبقے تھے ماکس ارمین ترقی اسی کے عہد میں ہوئی۔  
 ضائق۔ تخلص ہے شیخ عبداللہ ساکن سہارن پور کا۔

شہید۔ تخلص مولوی فخر الدین حسین خان کا وطن اصلی شاہجہان پور  
 تھا مگر شاہجہان آباد میں سکونت اختیار کی تھی صاحب مروت ذوقی لطافت  
 تھے فارسی انشا میں یکتاے زمانہ مرزا طاہر وحید کے طرز پر تحریر  
 کرتے تھے چندے سررشتہ دارالانشاء سرکار شاہی انکے اختیار میں  
 رہا بڑے دربار رس اور مرجع کلمائے زمانہ تھے مکمل ہجری میں قریب  
 اسی وقت کے اس دنیا سے کوچ کیا۔

شیب۔ عربی یعنی بڑھا یا۔

شیخوخت۔ بمعنی بڑھا یا بعد پچاس برس کے آخر عمر تک۔  
 شیخ ڈونڈو۔ جب مینہ بہت برستا ہے تو بطور ٹوٹکے کے پٹے کا مسافر بنا کر  
 اور ایک گٹھری اسکی کمر میں باندھ کر کھڑا کر دیتے ہیں تاکہ اُس سے  
 مینہ ٹھم جاوے۔

شیر۔ تخلص ہے کسی شاعر کا۔

## باب صادقہ مملہ

صعوبت - یعنی دشواری -  
صفہان - مخفف اصفہان کہ اُسکو صفہان بھی کہتے ہیں نام ہے ایک  
شہر ایران کا اور یہ سرب سپاہان کا ہے وہاں سرمہ کی کان ہے  
نہایت عمدہ سرمہ ہوتا ہے اور ایک پردہ موسیقی کا بھی نام ہے جسکو  
آخر شب میں گاتے ہیں -

صور اسرافیل - صور یعنی شاخ حیوان جسکو بجاتے ہیں اور اسرافیل نام  
فرشتے کا ہے اس مقام پر صور اسرافیل سے یہ مراد ہے کہ جسکو حضرت اسرافیل  
علیہ السلام محشر کے دن پھونکنگے ایک مرتبہ مارنے کے واسطے دوسرے بار  
زندہ کرنے کے لیے دونوں نغمہ کے درمیان چالیس برس کا وقفہ ہوگا -  
صوفی صافی - فقر کی اصطلاح میں وہ شخص ہے جو اپنے دل کو خیال  
غیر حق سے صاف رکھے -

## باب طاع مملہ

طعمہ - عربی - یعنی خورش کھانا مخصوص پرندہ شکاری کی خوراک کو کہتے ہیں -

## باب عین مملہ

عاد - نام ایک قوم کا ہے کہ کوہ گنجان کے دامن میں رہتی تھی مورث اسطے  
کا نام بھی عاد تھا -

عاد بن سام بن نوح تھے بوجہ نافرمانی کے کل قوم طوفان سے ہلاک ہوئی -  
عزرائیل - نام ہے اُس فرشتے کا جو خدا کے حکم سے روح قبض کرتے ہیں



فرشتے خدا کے بندے ہیں اور نور پاک سے پیدا ہوئے ہیں اُن سے  
گناہ نہیں ہوتے جس جس کام پر وہ مقرر ہیں اُس پر ہمیشہ قائم رہتے ہیں وہ  
نہ مرد ہیں اور نہ عورت نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں صرف خدا کے ذکر میں اُن کی  
زندگی ہوتی ہے اور اُن کی گنتی خدا کے سوا کسی نہیں جانتا اُن میں سے  
چار فرشتے بہت نامور ہیں اول تو جبرئیل علیہ السلام جو خدا کی کتاب میں  
اور اُس کے احکام پر خبر دین کے پاس لاتے تھے دوم میکائیل علیہ السلام جو خدا  
کے حکم سے بندوں کو روزی تقسیم کرتے ہیں اور پانی کی بھی تیاری کرتے ہیں  
سوم اسرافیل علیہ السلام جو منہ میں صور لیے ہوئے قیامت کے انتظار  
میں کھڑے ہیں یعنی قیامت کے دن صور پھونکیں گے اور پھر تھے غزرائیل علیہ السلام  
جن کا ذکر ہو چکا ہے۔

عطیہ عظمیٰ - یعنی بڑی بخشش۔

عنادل - عربی - عندلیب بلبلیں۔

عسبرین فام - یعنی سیاہ رنگ۔

عیادت عربی بیمار پر سی۔

### باب غین معجمہ

غالب تخلص - نام انکا اسد اللہ خان اور شاہ دہلی کی طرف سے  
نجم الدولہ دبیر الملک نظام جنگ خطاب ہے ۱۷۵۷ء عیسوی میں خاص  
شہر دہلی میں متولد ہوئے ان کے والد کا نام عبداللہ بیگ خان قوم اترک سے  
ہیں مرزا غالب کے دادا کسی بات پر اپنے باپ سے مارا مض ہو کر منہ میں آئے

اور لاہور میں معین الملک کے نوکر ہوئے بعدہ دہلی میں اگر بادشاہی ملازمت اختیار کی والد ماجد ان کے یہاں پیدا ہوئے اور دہلی سے آکر کراچی آباد میں جا رہے مرزا غالب کا سن پانچ برس کا تھا جب ان کے باپ نے قضا کی تہ نصرت الہیہ خان ان کے چچا نے انکو پرورش کیا وہ از جانب مرہٹہ اکبر آباد صوبہ دار تھے بعدہ لیک صاحب بہادر گورنر جنرل کی طرف سے چار گھوڑوں کے رسالہ دار ہو کر دو پرگنوں کے جاگیردار ہوئے آخر کو وہ جاگیر نشینہ میں ضبط ہو گئی اور ان کے عوض تنخواہ ملنے لگی جب تو مرزا غالب شاہ جہان آباد میں آکر آباد ہوئے اور گوشہ نشینی اختیار کی فارسی میں ایک تہ پست کے نشان گر تھے اور زبان اردو میں فقط سیر کے متعلق تھے - ۲ - ذیقعدہ ۱۱۸۱ ہجری مطابق ۱۷۶۷ عیسوی کو اس دار فانی سے کوچ فرمایا اور دیوان قصائد فارسی و غزلیات فارسی اور ستر فارسی میں تالیف نمونہ اور انشا پینچ آہنگ و قاطع برہان و تاریخ و مستنبط اور اردو میں ایک دیوان غزلیات مختصر موجود ہے -

غنیان - عربی - یہوش ہونا -

### باب ثانی کے معجمہ

فرامرز - نام ہے رستم کے دوسرے بیٹے کا جو بعد مارے جانے سہلوب کے ایک برس کے بعد تہمینہ کے بطن سے پیدا ہوا تھا اور جبکو ہمیں اسفندیار نے بعد مرنے رستم کے براہ عداوت قدیم ہلاک کیا -

فریدون - نسل طہورث کے شاہزادہ آبتین کا بیٹا تھا ضحاک بادشاہ ایران

و عرب نے بعد قتل حبشہ کے خواب دیکھا کہ اس نسل سے کوئی شخص ہوگا اور وہ  
ہلاک کریگا اور یہ خواب دیکھ کر اُس نے حکم دیا کہ خاندان مذکور کا کوئی شخص جتنا نہ رہے  
ابتین کو بھی تلاش کر کے ہلاک کیا اسکی بی بی اپنے لڑکے فریدون کو لیکر بھاگی اور  
پہر نہ پہاڑ پر رہ مدد ایک درویش کے اُسے پالا اور پرورش کیا جب ۱۶ برس کا ہوا  
وہ اپنے باپ کے حال کا مستفسر ہوا اور ضحاک سے انتقام لینے پر آمادہ ہوا مگر  
اُسکی مانع ہوئی آخر کو ضحاک کی کچھ رعایا اُس سے ناراض ہو کر فریدون کے پاس  
آئی اور اُس سے ایران کے گئی وہاں جا کر فریدون تخت پر بیٹھا ضحاک کو قید کر لیا  
بعد اسکے ملک کو اپنے تین بیٹوں - سلم اور تور اور ایرج میں تقسیم کیا۔

فقیر تخلص ہے شمس الدین دہلوی کا قوم نبی عباس سے تھے زبان دری میں  
بھی اچھی دستگاہ رکھتے تھے اور عروض قافہ میں اپنے وقت کے بے نظیر تھے  
اکثر رسالجات انکے تصنیف کیے ہوئے موجود اور گواہ ہیں بعد حصول زیارت  
حرمین شریفین را وہما اللہ شرفاً و عظیماً ہنگام واپسی انکی حیات کی کشتی کو  
طوفان نے لے لیا سالہ ہجری میں مطابق ۷۷۵ھ میں انتقال کیا۔

فیضی تخلص ہے شیخ ابو فیض فیضی فیاضی خلف شیخ مبارک مشہور بہ کجی کا۔  
لیکن صاحب تذکرہ ہفت اعلیٰ وطن اککا اگرہ بتلاتے ہیں ۷۷۵ھ ہجری میں  
پید اہوئے شگفتہ پیشانی زندہ دل سحر خیز تھے اکبر بادشاہ کے عہد سلطنت میں  
بڑا عروج تھا ملک الشعرای کا خطاب عطا ہوا۔ چالیس برس تک فیضی  
تخلص کرتے رہے بعدہ فیاضی چنانچہ اپنی مشنوی نلدن میں خود اِسکا  
تذکرہ لکھا ہے بڑے صاحب تصانیف تھے دیوان قصائد مشنوی وغیرہ

تمام اقسام سخن اپنے یادگار چھوڑ گئے ہیں اہل اسلام میں یہ ایک بڑا شخص ہوا ہے جس نے کہ رسوم و دستورات و عقائد ہندو کی تحقیقات بلیغ کی زبان سنسکرت بھی جانتے تھے اور بہت سی عمدہ عمدہ کتابیں سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کر کے اُن کے مضامین ظاہر کیے حکیم بھی تھے اور اکبر بادشاہ کے پیغمبر بنانے اور مشہور کرنے میں خاص باعث تھے اور کلام اللہ کی تفسیر بے لفظ لکھ کر درخت کی جڑ میں رکھوا دی تھی اور مشہور کیا تھا کہ اکبر کے نام سے نازل ہوئی ہے پچاس برس کئی مہینے کے ہو کر شعلہ عیسوی میں اس دار فانی سے عالم جاد دانی کو سدھارے۔

### باب قاف

قارون - نام ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا کے بیٹے کا چونکہ یہ نہایت حسین تھا اسوجہ سے اسکو لوگ منور کہتے تھے قدما کے عقائد میں اسکو علم کیمیا معلوم تھا اس کے ذریعہ سے اس قدر روپیہ جمع کیا تھا کہ چالیس سال خراج خزانے کے صند و قون کی کنجیان لے چلتے تھے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسکو حکم دیا کہ ہزار دینار سے ایک دینار زکوٰۃ دیا کریں اسکو بہت شاق گذرنا تا بعد اری سے منحرف ہو گیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ولایت دینا چاہا آخر کو انکی دعا سے اپنے افعال پیچہ کے سبب زمین میں محال واسباب دھنس گیا۔

قشقہ - فارسی یعنی ٹیکا جو ہندو لوگ ماتھے پر چندن وغیرہ لکھ کر لگاتے ہیں ٹیکا دینے سے مراد تخت نشینی بھی ہے۔

قوس عربی - کمان - ٹکڑا دائرے کا اور ایک برج آسمانی کا بھی نام ہے جو بشکل کمان ہے۔

### باب کاف عربی

اکر - عربی - بمعنی بہرا - اور سنسکرت میں بمعنی ہاتھ -  
 کسمری - نوشیروان بادشاہ فارس کا لقب ہے جو خسرو کا - عرب تھا -  
 کونسلہ - کونسلہ راجہ دسرت کی خاص محل تھیں ان کے اظہن سے سری راجہ رام چند جی تھے -  
 کیقباد - چوتھی پشت میں منوچہر کے خاندان کیا نیوں سے نہایت زیرک اور  
 نیک نژاد بادشاہ تھا یہ اُس زمانہ میں تخت نشین ہوا تھا کہ جب حضرت جبریل  
 و ایساؑ و اشمویؑ نبوت پر سر فرار تھے اور اسکی شروع سلطنت میں افراسیاب  
 سے مقابلہ اور لڑائی شروع ہوئی اور بہ مدد دستم کے افراسیاب کا تاج اُسکو  
 مل گیا اور یہی باعث ہوا کہ دستم باقب تاج بخش مشہور ہوا - کیقباد نے کسودش  
 شہر اور قصبے آباد کیے اور ایک تلوار برس کے بنا انتقال کیا -  
 کیکنی - راجہ دسرت حاکم اودھ کی زوجہ اور بھرت کی والدہ تھیں پنھن کی وجہ  
 سے سری راجہ رام چند جی صحرائین ہوئے -  
 کیکر - بمعنی درخت ببول خاردار -

### باب کاف فارسی

گشتاسپ - ملک ایران کا بادشاہ تھا لہر اسپ کی کاؤس کا دادا تھا  
 اور کینسرو ابن کیکاؤس نے اپنے مرنے کے وقت اسے بہت لائق اور شجاع اولاد  
 ہوشنگ میں سے دیکھ کر فرما کر اسے ملک کی گشتاسپ کے وقت میں

آتش پرستوں کا پیشوا ازروشت موجود تھا اور جب اُس نے اُنکے پاس آکر اظہار  
 پیغمبری کیا اور اکثر معجزے دکھائے تو اُس نے دین آتش پرست کا خستہ سوار کیا  
 اسفندیار اسی کا بیٹا تھا کہ جبکہ معرکے رستم کے ساتھ شہرہ آفاق ہیں۔  
 گورخر۔ گوربختی صحرا۔ خرگدھا۔ گورخر بختی صحرائی گدھا۔  
 گونگری۔ گھونگی۔ ہندی ہے بارش میں اکثر مکمل یا لونی وغیرہ کو سمبوسہ بنا کر  
 سر سے اڑھ لیتے ہیں اُسکو گھونگی بھی کہتے ہیں۔

### باب لام

لاجنب۔ جو جنبش نہ کر سکے۔

لعیب۔ عربی۔ عقلمند۔

پچھمن۔ راجہ درست کے فرزند سری راجہ رام چندر کے بھائی سمترا کے بطن  
 سے پیدا ہوئے انھوں نے صحرائشینی میں سری رام چندر جی کی رفاقت کی۔  
 لنکا۔ ایک جزیرہ ہے جیسے راون راجہ قابض تھا اور جسکو مہادیوجی کے حکم سے  
 ہندوستان کے دکھن بسوکرمان نام ایک معمار نے تعمیر کیا تھا اسی کو فی الحال  
 اہل یورپ جزیرہ سلون و سرانڈیپ کہتے ہیں آہمین ایک پہاڑ بنام کوہ آدم  
 ہے جو بے عقائد اہل اسلام جنات عدن سے مکمل کر اصل مقام حضرت آدم کے  
 اترنے کا ہے دارالسلطنت اسکے بافضل کانڈی ہے۔

### باب میم

ماحصل۔ مابین جو چیز۔ حصل صیغہ ماضی معنی حاصل ہوا حاصل یعنی

جو چیز کہ حاصل ہو۔

ماکیان - ناری مرغی۔

ماہی سے تاجاہ - بعض قوموں کے عقیدے کے بموجب زمین مچھلی پر تھمی ہے اس واسطے مچھلی سے ماہتاب یعنی پاتال سے اکاس تک مراد ہے۔

مبہوت - عربی اسم مفعول ہے مصدر بہت سے معنی حیران ہونا - پریشان ہونا - بھوکھا ہونا۔

محمد مصطفیٰ - مذہب اسلام کی ابتدا آپ ہی سے ہے اور کل مسلمان حضرت کو اپنا پیغمبر اور شفیع جانتے ہیں پیدائش آپ کی عرب کے خاندان قریش میں بمقام مکہ بعد نوشیروان ہوئی تھی چونکہ والد آپ کے قبل از تولد انتقال کر گئے تھے اس واسطے حضرت کے چچا ابوطالب نے آپ کی پرورش کی ۲۵ - برس کے سن میں حضرت نے حضرت خدیجہ الکبریٰ سے نکاح کیا اسکے بعد حضرت دنیات کے کام میں مشغول رہے اور مکہ معظمہ کے قریب غار حرا میں جا کر عبادت کیا کرتے تھے چالیس برس کے سن میں جب وحی آئی شروع ہوئی آپ نے اپنی پیغمبری سے سب کو مطلع کیا شروع میں تو صرف حضرت کی بی بی اور آٹھ آدمی اور ایمان لائے مگر تین برس کے اندر مومنوں کی تعداد لاکھ ہونے لگی۔

اکثر حاسد لوگ اس ترقی سے حسد لے گئے اور باہم سازش کر کے ارادہ ہلاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا اسکی خبر یا کہ حضرت نے ۱۲ جولائی ۶۱۰ء

کو مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی اور یہی ابتدا ہجری کی ہے، ۲۹ عیسوی میں کل ملک عرب حضرت کا مطیع ہوا اور سلطنت مکہ معظمہ

بلک شام تک پھیلی ۱۳۳۵ عیسوی مطابق ۱۳۵۶ ہجری کے ۶۳- برس کی عمر میں وفات فرمائی اولاد حضرت میں حضرت فاطمہ تھیں شادی انکی عقیقہ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوئی۔

مزور۔ عربی۔ مکر کنندہ جھوٹا۔

مسکین۔ تخلص ہے عبدالواحد خان کا بڑے ظریف اور خوش خلق جوان تھے۔

مشتیک۔ عربی۔ بمعنی سوراخ دار۔

مشعبہ۔ عربی اسم فاعل بمعنی شعبہ ہاں باز گیر۔

مصحفی۔ تخلص ہے سخن سنج بیعدیل و بے نظیر شیخ غلام ہمدانی ساکن قصبہ امر و بہمنہضافات مراد آباد مشاہیر شعرا سے خوش سخن اور نام آور ان کا فن ہے تھے عنقوان جوانی میں جہان آباد میں آکر رہے مگر آخر کو لکھنؤ انھیں ایسا بھایا کہ تمام عمر اپنی یہاں مہر کی سودا کے آخری زمانے میں انکی ابتدا ہوئی تھی جرأت اور انشا کے ساتھ مشاعرات کیے ہیں انھوں نے اردو میں چھ دیوان اور دو تذکرے اور فارسی میں ایک دیوان اور تذکرہ جمع کیا ہے مالاک شرفی میں بہت مشہور ہوئے اور اکثر سخنوروں نے اکتساب فن شاعری انھیں کیا ہے سندھ ہجری میں وفات پائی۔

منظمر۔ مرزا جان جانان تارک دینا تخلص بہ منظر خلف الصدق مرزا جان باشندہ دہلی جو اپنے زمانے میں منصب دار شاہی تھے صاحب دیوان اردو و فارسی میں درویشی کامل تھے۔

مفضل۔ علمائے شیعہ میں سے ایک بڑے محدث اور راوی تھے اور بطن مذہب



میں کمال ساعی اور اکثر دن کے نزدیک بڑے مجتہد تھے۔

منہجہ ۱۔ رائی ٹیکسی کی کینٹر تھی اسی نے رائی ٹیکسی کو ترغیب دے کر سری راجہ رام چندرجی کو صحرائشین کرایا۔

منشی تخلص ہے منشی موچند قوم کالیست ساکن دہلی شاگرد شاہ نصیر مرحوم اور ملازم سلطانی حضرت شاہ عالم بادشاہ کے اکثر ظل سبحانی کے حضور میں قصائد مدحیہ پڑھتے رہے بہت ممتاز تھے بہت سے شاہی فرمانوں پر ان کے دستخط موجود ہیں انھیں نے شمشیر خانی کو اردو میں نظم کیا ہے۔

منصور علی خان۔ خاص نام مرزا محمد مقیم اودھ کے اول صوبہ دار میر محمد امین ملقب بہ نواب برہان الملک سید سعاد تھان بہادر کے بھائی اور داماد تھے محمد شاہ کے عہد میں فیض پور سے ہندوستان آکر اپنے خسر کے نائب رہے بعد ہجری میں سعادت خان کی وفات پر بختاب نواب وزیر الممالک و منصور علی خان بہادر صفدر جنگ صوبہ دار اودھ ہوئے چند روز کے بعد قلعہ چنار گڑھ انھیں ملا اور بعد جنگ احمد شاہ ابدالی کے محمد شاہ کے بیٹے احمد شاہ بادشاہ دہلی کے وزیر ہوئے بعد ہجری میں پریگھاٹ پر بغاوت کے وقت پائی۔ مذکور ابکا شاہ جہان آباد ہے۔

مومن۔ تخلص ہے محمد مومن خان دہلوی کاجنگی بلندی نکر اور علو طبع زبان زور خاص و عام ہے ایک دیوان ضخیم کہ اصناف سخن پر مشتمل ہے اور شتویات متعدد مثل قصہ غم اور شکایت ستم اور قول غمیں اور لغت آتش بن اس کی کتاب زمانہ سے صفحہ روزگار پر یادگار ہیں۔ ہر چند کہ زبان اردو میں تو اس کی

سخن سنج کی یکتائی کا علم بلند ہی تھا مگر فارسی میں بھی شہرہ آفاق تھے لیکن فارسی کلام جمع کرنے کی نوبت نہیں پہنچی تھی کہ ناگاہ ایک مکان کی صحبت پر لغزش پاکے باعث گر پڑے دست بازو میں صدر پہنچا کسی مہینے تک اسکی تکلیف میں مبتلا رہ کر اشد عیسوی میں رہا ہی خلد برین ہوئے۔

مہر تخلص ہے عبداللہ خان ولد حاجی محمد مصطفیٰ خان شاگرد مرزا نسیم بلوی ساکن لکھنؤ محلہ محمود نگر کا۔

نسیم وجیم۔ یہاں نسیم سے مقابلہ اور جیم سے جائزہ مراد ہے۔

### باب نون

ناسخ۔ تخلص ہے شیخ امام بخش ولد شیخ خدابخش کالبقولے خدابخش شیخ خیمہ دہلی کرتے تھے اور شیخ ناسخ انکے بیٹے تھے مولانا سنج فیض آباد تھا اور مسکن لکھنؤ ۱۸۷۷ء ہجری میں انتقال کیا اور مقام ۸۷ سال واقع چوک قدیم لکھنؤ اپنے گھر میں مدفون ہوئے۔ میر علی اوسط رشک نے یہ مصرع تاریخ وفات جبری کہا ہے۔ ع ولا شعر گوئی اٹھی لکھنؤ سے بد شاعری میں کسی کے شاگرد نہ تھے انکے مکان پر بڑے بڑے اُستاد جمع ہوتے تھے انھیں کی صحبت میں شوق شعر گوئی بڑھا رفتہ رفتہ محنت کر کے اُستاد نکلے علوم عربیہ خصوصاً منطق اور علم فارسی صرف حافظ دارث علی لکھنوی سے حاصل کیا زمانہ غازی الدین حیدر پادشاہین انکی شاعری کو نہایت ترقی ہوئی یہاں تک کہ بادشاہ نے انکا شہرہ شنکر معتمد الدولہ وزیر سے کہا کہ اگر ناسخ حضور کی ملازمت حاصل کرے تو خطاب ملک الشعراء سے مل سکتا ہے شیخ نے منظور کیا اور یہ کہا کہ اگر مرزا سلیمان خاں

شاہزادہ دہلی یا گورنر جنرل کی طرف سے مجھے یہ خطاب ملے تو ابدتہ رضی ہوں بادشاہ یہ سُکرنا راض ہو گئے اور حکم اخراج کا دیا ناسخ الہ آباد کو چلے گئے اور وہاں محلہ دائرے میں مقیم رہے چنانچہ خود کہا ہے بیت پھر پھر کے دائرے ہی میں رکھتا ہوں میں قدم ہڈائی کمان سے گردش پر کار بانوں میں ہڈانکی تصنیفات میں ایک کلیات اور ایک مثنوی حدیث مفصل مبارک نام رشک نے نظم سراج لکھا ہے موجود ہے اسکے بہت شاگردان نامی صاحب دیوان ہیں۔

نارو۔ نار دمن ایک برہمن تھے اکثر فسادوں میں اُفکا تو سطر رہا ہے چنانچہ نار دمن نے منتقم کو اغوا کیا کہ لکیمی کو جا کر سمجھاوے کہ راجہ سے ایفائے وعدہ کی خواستگار ہو کر تہرت کو تخت پر بیٹھاوے اور سری راجہ رام چندرجی کو بن باس دلاوے انھیں کی فطرت نے سری راجہ رام چندرجی اور انکی زوجہ سیتا جی سے بعد محرکہ راؤن کے لفاق ڈال دیا تھا مہادیو جی اور انکی بی بی پاروتی سے بھی ایک زمانے میں باعث ملال باہمی ہوئے تھے غرض نارو سے مراد لفاق ہے اور ہندوؤں کے نزدیک وہ ہمیشہ دنیا میں موجود ہیں۔

نذیر۔ عربی۔ اسم فاعل ڈرانے والا۔

نسیم۔ تخلص ہے مرزا محمد صغر علی خان ابن نواب آقا علی خان قاجار شاگرد حکیم محمد موسیٰ خان موسیٰ کا نسیم جب دہلی سے لکھنؤ میں وارد ہوئے تو انکی شاعری کی بہت دھوم ہوئی کئی مثنویات موزون فرمائیں مسئلہ ابھری میں ۱۴۔ رمضان مبارک کو اس دا زما پانڈار سے کوچ کیا۔

نعم الوکیل - اچھا نگہبان ہے۔

مزدو - ایک مشہور بادشاہ کا نام ہے جسے علانیہ خدائی کا دعویٰ کیا تھا اور آخر کو ایک لنگڑے پشہ نے خداوند کریم کے حکم سے اُسکو ہلاک کیا اہل یورپ اُسکو نبیرہ حام بن حضرت نوح بتلاتے ہیں بابل کی بنائشاؤں انھیں نے ڈالی تھی دنیا میں اول بادشاہ اور ملک گیر بھی اسی کو تصور کرتے ہیں۔

نمط - انداز۔ طرح قسم فرش جمع انماط ہے۔

نہ سپہر - اہل اسلام کے یہاں سات طبقہ آسمان کے اور دو مقام ایک عرش دوسرا کسی نہ سپہر یعنی نو آسمان کہلاتے ہیں۔

### باب واو

وحدہ لاشریک - وہ یکتا ہے کوئی اُسکا شریک نہیں۔

وقنار بنا عذاب النار - اور رب ہمارے بچا ہم کو عذاب دوزخ سے۔

والسلام والا کرام - سلامتی پہونچے اور بزرگی۔

واجد علی شاہ - متخلص بہ اختر اخیر بادشاہ او وہ خاندان نیشاپوری سے

ہوئے ہیں بوجہ بدانتظامی عمال کے سرکار انگریزی نے شہ عیسوی میں ملک

پر اپنا قبضہ فرمایا اور حضرت سلطان عالم کے لیے پندرہ لاکھ روپے سالانہ

بطور منشن تقرر کیا بالفعل کلکتہ میں رونق افروز ہیں بڑے رحم دل دیندار

پابند شریعت سخیندان اور علم موسیقی میں کامل ہیں۔

### باب ہائے ہوز

ہفت جوشن افلاک - ہفت افلاک۔

عشق الیہ

ہنجا رہے تھے راہ۔

ہنومان جی - سری راجہ رام چندر جی کے لشکر کے سپہ سالار تھے۔ لڑکا  
انھوں نے فتح کی تھی۔ طاقت اور زور انکا مشہور ہے ہندوؤں کا قول ہے کہ  
یہ دیوتا ایک کنواری انجی نام سے پیدا ہوئے تھے۔

ہیون - گھوڑا۔

### باب یاسے تختانی

یا قوت رقم - نام ہے ایک بہت بڑے مشہور اور نامی خوشنویس نسخ کا  
شاہ دہلی کے یہاں متناظر تھے۔

یعقوب - ولد حضرت اسحق ابن حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام ہے انھیں کے  
بارہ لڑکوں سے یو دیوں کے بارہ فرقے بنام نبی اسرائیل ہوئے ہیں حضرت  
ربیعہ انکی ماں اُن سے بہت الفت رکھتی تھیں اس وجہ سے حضرت اسحق علیہ السلام  
نے انکو بکرت دی چودا برس اپنے ماموں کی خدمت میں رہے بعد اسکے  
کنعان میں بڑی دولت اور حشمت سے واپس آئے یہاں انکا نام کسی فرشتے  
نے اسرائیل رکھا ایک سو پینتالیس برس کی عمر میں مقام گوشن میں  
۱۶۸۹ - برس قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وفات پائی حضرت یوسف  
انھیں کے بیٹے تھے۔

یوسف - حضرت یعقوب کے لڑکے راحیل کے بطن سے تھے حضرت یعقوب انکو  
بہت پیار کرتے تھے اس سے اُنکے اور بیٹوں کو رشک تھا ایک مرتبہ  
انھیں نے انھیں ہلاک کرنا چاہا مگر دین مانع ہوا آخر کو انھوں نے

روین کی غیبت میں انھیں ایک سوداگر کے ہاتھ فروخت کیا اور سوداگر نے  
 غریز مصر لوتی فار کے ہاتھ بیجا لوتی فار نے انھیں اپنے گھر کا داروغہ کیا  
 یہاں غریز مصر کی بی بی زلیخا ان پر عاشق ہوئیں مگر حضرت یوسف علیہ السلام کو  
 احقر از رہا سپر اس نے انھیں قید کرایا قید خانے میں انھیں نے فرعون  
 بادشاہ کے خواب کی تعبیر بتائی اور اس تعبیر کی صحت پر فرعون نے انھیں اپنا  
 وزیر کیا جب حسب تعبیر خواب مصر میں قحط پڑا تو اس کے سب بھائی مصر میں آئے  
 حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ حضرت یعقوب کو بھی مصر میں بلایا اور  
 گوشن میں انھیں مقام دیا انھوں نے مصر کی سلطنت اپنی وفات تک  
 بڑے عدل اور انصاف سے کی۔ ۱۱۰۔ برس کی عمر میں ۱۷۹۲۔ برس  
 قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وفات پائی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انکی  
 بڑیاں مصر سے لے جا کر کنعان میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی قبر کے  
 پاس دفن کی ہیں فقط









## مجموعہ سخن حصہ دوم

جہین اکثر شعراء متقدین و متاخرین کا کلام مجب نظام ہے اور قواعد  
عروض و قافیہ اور تذکرہ شعراء نامدار اور حل لغات بھی آخرین درج ہے  
حسب تجویز کمیٹی مصلح کتب درسیہ مدارس و نیکو تحصیل اودھ و بموجب  
ارشاد واجب الانقیاد جناب والا خطاب جان سی سفیلہ صاحب بہادر  
انسپیکٹر مدارس سررشتہ تعلیم اودھ

مولوی سید ابوالحسن صاحب سابق مترجم دیکر پور پڑنے باعانت مولوی  
محمد حکیم الدین صاحب سابق ہیڈ ماسٹر چوک اسکول لکھنؤ  
از سر نوم مرتب کیا

سب احکام جناب فیض آباد صاحب ڈاکٹر آف پبلک انٹرکشن ممالک مغربی و شمالی وادھ

مطبع نائیٹ منشی نوائے کشتواقع لکھنؤ چھپا

بار دوم ماہ فروری ۱۸۹۲ء



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد

ہی سر دیوان جو بہر حمد نام اللہ کا  
 کہے سے رتبہ ہی بالاتر دل آگاہ کا  
 طور ہی یہ دل صفائی قلب فخر اللہ کا  
 رہنما نقش قدم ہوتا ہی ہر آگاہ کا  
 حسن دیکھا حور و آدم زاد مہر و ماہ کا  
 یاس ہی غفلت ہو یاں دامن بل آگاہ کا  
 بحر فکر مہر جو ہر کسبہ میں ہی معجز زن

سامعون کے منہ سے کیوں نعرہ نکلے آہ کا  
 چاہیے پوشیدہ نظرون سے مکان اللہ کا  
 نطق میں عالم ہی گفتارِ کلیم اللہ کا  
 فقر پر موقوف کب ٹھہرا بتانا راہ کا  
 سب کے عالم سے جُدا ہی عالم اُس گمراہ کا  
 خواب میں بھی کب خیال آتا ہی عرفِ جاہ کا  
 طبع موزون پر ہی ان روزوں کرم اللہ کا

حمد

بے زبان بے دہن ہی فقط کام اللہ کا  
 و حیا بن دون کو ہو لازم صبح و شام اللہ کا  
 کون جانے مست کس کس کو کیا کس کس کو نیست  
 سابع فرمان نجوم چرخ و ذرات زمین  
 آسمان پر بھی کوئی فارغ عبادت گین  
 بلغین ہلکے ہوا سے جو صدائیت ہن برگ  
 مفلسی مفلس کی نعم کی بجا ہی سنی  
 ہی یہ ظاہر وہ کسی سے ہی نہ اُس سے ہی کوئی  
 بطن میں کو دک تو کثیر اسنگ میں آیا ہی نق  
 دیکھتا سنتا ہی سب لیکن بنین ہی چشم و گوش  
 مغفرت کی روزِ محشر کیون نہو ہلکوا مبد  
 ہم بھی اپنے گوشہ عزلت سے اٹھیں گے سیر

سب کلاموں سے ہی بالا تر کلام اللہ کا  
 دل میں یاد اللہ کی ہولب پہ نام اللہ کا  
 کارخانہ یون ہی جاری ہی مدام اللہ کا  
 دونوں عالم میں ہی کیسا انتظام اللہ کا  
 ہر وہ کرتے ہن سجدہ صبح و شام اللہ کا  
 فی الحقیقت ذکر کرتے ہن تمام اللہ کا  
 مصلحت سے کب کوئی خالی ہی کام اللہ کا  
 لم یلد ہی اور ولم یولد کلام اللہ کا  
 پرورش کرنا زمانے کا ہی کام اللہ کا  
 سب جگہ ہی پھر بنین کوئی مقام اللہ کا  
 سُنتے ہن مدت سے ہم غمخوار نام اللہ کا  
 حشر کے دن ہوگا جب دربار عام اللہ کا

حمد

حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا  
 شان ارفع ہی تری مرتبہ اعلا تیرا  
 عقل کیا دخل کرے کہ حقیقت میں تری  
 راہ میں اُسکی جو ثابت قدمی ہو تجھے  
 جستجو میں جو نہ دوڑیں تری ٹہنیں وہ پاؤں  
 دوشِ ذایہ کو میں جانوں نہ کنارِ ادر  
 تو ہی نے اسکو بنایا ہی یہ قدرت سے

سب سے بیگانہ ہی دوست شناس تیرا  
 تو ہی کیتا کوئی ثانی بنین حق تیرا  
 حوصلہ پست مرا مرتبہ اعلا تیرا  
 سجدہ گہ جانے ملک نقش کعبہ پاتیرا  
 سر وہ کٹ جاے کہ جبین نہو سودا تیرا  
 پرورش یافتہ ہوں دامنِ صحر تیرا  
 تو ہی چاہیگا تو بگڑیگا یہ پست تیرا

دید لیلی کے لیے دیدہ مجنون ہو ضرور  
ایک عالم کو ترے نام کا ہو ورنہ دوست  
میں بھی دیکھو نگاہ دکھا جھکو تجلا سے جمال  
کسکی آنکھوں سے ہو دعویٰ تجھے ہمیشگی کا  
میں مسافر ہوں اتر جاؤ نگاہ پار اکہ میں  
بیٹھے تکیہ بھی لگا کر نہ کبھی اُس دن سے  
وچ و تاب اس قدر امی وچ عبث ہو تجکو  
پاکدامنی میں تیری نہیں پڑنے کا غفل  
تجھے بیزار ہوں جاتا ہوں سو ملک عجم  
بے باجنس ہو تو اہل جہان بمقدور  
عاشقِ رو سے پری شیفۃ حور نہیں

میری آنکھوں سے کوئی دیکھے تماشا تیرا  
میں ہی کچھ ذکر نہیں کرتا ہوں تنہا تیرا  
میں بھی شائق ہوں صنم صورتِ موسیٰ تیرا  
کس طرف دھیان ہو اوزر گس شہلا تیرا  
تجکو ای موج مبارک رہے دریا تیرا  
ہم فقیر دن نے لیا جب سے سہارا تیرا  
رول دیو گناہ موتی مجھے دریا تیرا  
اپنے مشتاقوں سے ناحق ہو یہ پروا تیرا  
منہ نہ دکھلا سے خدا پہر مجھے دنیا تیرا  
میرے یوسف نہ نیگا یہاں سودا تیرا  
جان جان رند ہو دیوانہ و شیدا تیرا



ہو ہر اک لبیل میں عالم مرغِ بسم اللہ کا  
لفظ واحد ہو عدو میں لالہ و اللہ کا  
دل کھس ہو اسکی اک درگاہ عالیجاہ کا  
تیری قدرت سے ہو روشن گھٹنا بڑھنا کا  
ہو فنا فی الشیخ سے رتبہ فنا فی اللہ کا  
مرتبہ یکسان و بان ہو خضر کا گمراہ کا  
بادشا ہوں سے سوا ہو لشکر اپنے جاہ کا  
ابر رحمت ہو دھواں دل سے جو اٹھا آہ کا  
ہو فقیر دن کو لقب تیرے کرم سے شاہ کا

جلوہ ہو ہر رنگ میں خلاق بے اشباہ کا  
ہر عارف رنگ و بو تو حید کی ہر گل میں ہو  
نور عرفان ہو تو سینہ بارگاہِ عرش ہو  
تو جسے چاہے گھٹائے جب جسے چاہے بڑھا  
ہوئے ہیں صورت پرستی سے بشر معنی پرست  
بحر رحمت کے کنارے سب کو پہنچا دیوہ  
درتے ہیں خاکِ در رحمت کے تھیے ہم فقیر  
ہو غبارِ خاک عصیانِ طلستِ ظلِ کرم  
کس زبان سے شکر لطفِ عام ہو یا ربنا

<p>دل اٹھاتا ہو مزے مرد خدا آگاہ کا بزم انجم میں ہو روشن تجھے یکہ ماہ کا بے شفاعت بخشے جو بندہ ہوں اس انگاہ کا</p>		<p>اہل دل کیفیت جام حقیقت پائے بین سرکیتی پہی ہر صبح صادق صادق گواہ لفظ کا کلمہ ہو جو ہر حق حق میں شرک غیر</p>
<p>ہو کسکو ناطقہ ترے ذکر جمیل کا جو ہر پہ کیا ہی فضل ہو رب جلیل کا حکم خدا میں دخل نہیں ہو دلیل کا عاجز نواز نام ہو رب جلیل کا مشکل کے وقت حامی ہو اتو خلیل کا</p>	<p>حمد</p>	<p>توحید میں مقام حسین قال وقیل کا یا رب ہو سبکو رشک یہ عبد ذلیل کا مستقل اسکا جو نہیں معقول خود نہیں جتنا ہوزار اتنی ہی امید کرقوی جو ہر ہو محو مصرعہ آتش پای کریم</p>
<p>دل وہ کیا دل ہو نہ جو حسین محبت تیری اصل وحدت ہو تری فرع ہو کثرت تیری چندر روزہ ہو ملاقات غنیمت تیری راہ ڈھونڈھا کیے ہفتاد و دولت تیری مہربانی تری ای مرگ عنایت تیری کہ پریشان نہو بوسے محبت تیری کہ دکھاتا ہو یہ نیرنگی قدرت تیری بھیس بدلے ہوئے پھرتی محبت تیری ابر بن بن کے برسے لگی رحمت تیری ڈرے ڈرے کو ہو معلوم حقیقت تیری راہ دیکھا کیے ہم تابقیامت تیری</p>	<p>حمد</p>	<p>آنکھیں بیکار ہیں دیکھیں جو نہ صورت تیری نخل ہستی سے نمودار ہو قدرت تیری جلد ای روح سفر بیکر خاکی سے نہ کر کوئی پہونچا نہ ترے جلوہ گہ ناز میں یار کیا عذاب شب بوقت سے چھڑایا ہمکو بغیر دل کو مرے چاک نہ کڑھتا ہوں اسیلے ہی برطاؤں کی قرآن میں جگہ باغ میں بلبل و گل بزم میں پروانہ و شمع شعلہ نار سقر سے جو ڈرے اہل گناہ سرکشی صورت آتش نہ کرا ہی پارہ خاک بدلے نہ گس کے آگین گویا آنکھیں ہر سال</p>

دعویٰ خونِ مہین در کاہی کیا حشر کے دن پانوں کا نٹوں کی سنا نو پیہن دیوانو کے دفن زر کے لیے کھدوائی ہو تو نے جو زمین ہو چکا محکمہ در نار و جنان کے ہوئے بند سیر بازار کو تو روز نکلتا ہی اسیر	سرخ منہ دی سے ہو انگشتِ شہادت تیری راہ کیا سخت ہو ای وادیِ وحشت تیری دیکھ منعم کہ اسی جانو تربت تیری دیکھتے رہ گئے ہم حشر میں صوتِ تیری آگئی کیا کسی یوسف پہ طبیعت تیری
--	---

### حسد

حباب آسائیں م بھرتا ہوں تیری آشنائی کا اسیر ای دوست تیرے عاشق و معشوقِ فنونِ مین تعلقِ وح سے مجھ کو جسد کا ناگوار راہی فراقِ یار میں مر مر کے آخر زندگانی کی ہوئی منظور محتاجی نہ تجھ کو اپنے سائل کی نظر آتی ہیں ہر سو صورتیں ہی صورتیں مجھ کو نکل ای جان تن سے تا وصال یا حاصل ہو وصال یا رکاوعدہ ہو فردا سے قیامت پر بھروسا آہ پر ہر گز نہیں ای یار عاشق کو دکھایا حسن سے اعجاز موسیٰ کلکِ قدر سننے نہیں مٹی ہو پتھر کی لکیر احباب کہتے ہیں شکستِ خاطر احباب ہوتی ہو دستِ اس سے دل اپنا آئنے سے صاف عشق پاک رکھتا ہو کفِ افسوس ملواتی ہو تیری پاکدامنی نہیں دیکھا ہو لیکن تجھ کو بچانا ہو آتش نے	انہایت غم ہو اس قطرے کو دریا کی جدائی کا گر قرار آہنی زنجیر کا یہ وہ طلالی کا زمانے میں چلن ہو چار دن کی آشنائی کا راہِ صدمہ ہمیشہ روح و قالب کی جدائی کا بنایا کاسے سرواڑ گون کا سہ گدائی کا کوئی آئینہ خانہ کا رخا نہ ہو خدائی کا چمن کی سیر ہو انجامِ بلبل کو رہائی کا یقین مجھ کو نہیں ہو گور تک اپنی رسائی کا سختار اب تک کہیں دیکھا نہیں تیر ہوئی کا یہ بیضیا بنایا چور انگشتِ حسنی کا رہیگا پاسے ثبت پر نقش اپنی جہہ سائی کا توجہ میں تری ای یار اثر ہو موسیائی کا تماشا دیکھتا ہو حسنِ اسیم خود نمائی کا بچا کر شاہِ عصمت کو جامہ پار سائی کا بجا ہو ای صنم گر تجھ کو دعویٰ ہو خدائی کا
---	---

## تغیرات عالم

<p>تو آخر ضروری ہو اسکو زوال یہی فرق ہی عباد و معبود میں خزان باغ کے بعد فصل بہار جو ہو بد ر آخر وہ ہو گا ہلال بڑا ہو زمانے کا لیل و نهار وہ کل ایک تکیہ کا محتاج ہو وہاں دیکھیے تو جے ہن ببول وہ ہو مسکن گر گس و بوم و زاغ کر ورون ورم اور و نیا رتھے عجب کچھ زمانے کے نیزنگ ہن جو لیتے تھے شاہان سرکش سے باج وہ ہن خواب میں آج زیر زمین زعیم و فریاد و ضحاک و جم نماند بجز ملک ایزد تعالیٰ</p>	<p>کوئی شو جو پہونچے بعد کمال لگا ہو یہ نقصان ہر سود میں پڑ روز روشن ہو شبہاے تار بکمال آج اگر ہو توکل ہو زوال یہ دُنیائیں قابل اعتبار جو سر آج زینت و تاج ہو وہ گلشن کہ حسین ہزاروں تھے پھول جہان پر چمکتے تھے مرغان باغ جہان کل جو اہر کے انبار تھے وہاں کیا ہو اب خاک ہی سنگ ہن سرون پر تھے چمکے جو اہر کے تاج جو تھے تخت شاہی پہ مسد نشین اگر ادانی از خسروان مجسم کہ بر تخت ملکش نیا د زوال</p>
--	--

## اقرار خاکساری

<p>فہم قاصر علم کا ہو آپ کے ادراک سے نور کے پتلے بنائے جسے مشت خاک سے صانع قدرت نے روکا ہو ہوا کو خاک سے آہ میں کرتا ہوں وقت میں دل غمناک سے</p>	<p>کیا تصور کو ہو نسبت کنہ ذات پاک سے ای تو مجھ کو ہو عشق اپنے خداے پاک سے دیکھ کر ابرواح کو اجسام میں کہتا ہوں حاصلان عرش سے کہ دو سنبھالیں جس کو</p>
--	--



جسم سے ہم خاک راو کج بھی دوزخ کی لگ  
دب گئی نار جہنم ایک مشت خاک سے  
آج کن لیل کا ماتم ہیں دیکھو علم  
گل نظر آتے ہیں مجھ کو کچھ گریبان چاک سے

### التماس بخد مت مخلصان سخن

اے دیکھنے والے اس رقم کے  
پائی ہی جو تو نے دولتِ علم  
بے قدر نہ اس کو تو سمجھنا  
چشمِ کم سے نہ دیکھ اس کو  
نقطۂ اسکے ہیں قطرِ دُخون  
ہر شمسِ ہی نظم دانہ اشک  
ہوتا ہی جو اعتراضِ جیبا  
اس کی لذت کا لطف اٹھانا  
ہی ذرّۂ تیسیم یہ صحیفہ  
ہر نالہ انیم شبِ ہی سوز و ن  
با اینہم تو اگر کرے غور  
میرے حقہ میں آسے دوست  
میں ہوں اک موربہ حقیقت  
اک برگِ خزان رسیدہ ہونہن  
اک ذرّہ کے قبضہ میں ہی خورشید  
میں ہوں اک کشتِ خشک گویا  
منظرِ کر التماس میں میری

یہ عرضِ مینر بے ہنس ہی  
انصاف ترا طریق اگر ہی  
یہ جو دیوانِ مختصر ہی  
یہ حاصلِ وقتِ نظر ہی  
جو لفظ ہی پارہ جگر ہی  
ہر مصراعِ نالہ سحر ہی  
گویا رگِ جان کو نیشتر ہی  
نخلِ محنت کا یہ ثمر ہی  
سہ ماہ کا دوشِ جگر ہی  
ناشیرِ وظیفہ سحر ہی  
ہر دردِ ہنسان کا چارہ گر ہی  
ویرانہ میں جلوہ تیر ہی  
یہ مصرع کمال کی شکوہ  
دیوانِ یہ نخلِ بارور ہی  
اک قطرہ بھی مالکِ گھر ہی  
رستے میں یہ نظم ابر تر ہی  
تو صاحبِ لطف و خلق اگر ہی

قصیدہ بنقبت

تری صفت ورق آسمان میں ہی مسطور  
 جو اجتماع نقیضین تجکو ہو منطور  
 چلے جو ایک قدم بھی خلافت حکم حضور  
 ترے ریاض کرم کی ہی اس قدر وسعت  
 ترے اشارے سے ظلمت ہو نور سے بہتر  
 تیرا محیط کرم اس قدر ہی نورانی  
 کرے جو کسب ضیا جلوہ گاہ حضرت  
 ترے جہان عدالت میں سب برابر ہیں  
 عدالت آپ کی چوٹی پہاڑ کی کاٹے  
 تو اہل ضیق کو وسعت اگر عطا فرمائے  
 جو شب کو راہ بھٹکے گاہ کوئی دیوانے  
 اگر حسین کرین قصد نغمہ سنجی کا  
 ہر ایک تار ہی سطر و عا سے استغنا  
 ترا وہ حکم کرامت شمیم ہی یا مولا  
 غزال دشت اٹھائے فلک کو شاخو پیر  
 ترے میطامان کا اگر ملے دامن  
 یہ تیرے عدل کی ہیبت ہوئی زمانے میں  
 عزیز رکھتے ہیں ادنے کو مودیان قوی  
 جفا بے دہر کی فریاد تجھے لایا ہوں  
 ہمیشہ کرتے ہیں لیل و نہار نیش زنی  
 غم زمانہ سے زخم کٹن کی زینت ہی

بھری ہوئی بطر کا غزمین ہی شراب طہور  
 تو تحمل موم سے نیکے شرار آتش طور  
 جلائے پنبہ مہ کو شہار سنگ فتور  
 کہ جسمین گنبد گردون ہی دانہ انگور  
 ابھی تو کچھ افسی بنے چراغ طور  
 کہ میل گوشش صدق کا ہی گوہر پور  
 شمار ہر ہو جا رو ب خانہ زبور  
 گدا کے ہاتھ میں ہی کا سہ سر فقہور  
 جو سنگ فتنہ سے شیشہ ہو کوئی چکان چور  
 تو آسمان بنے صحن خانہ زبور  
 دکھائے عقلم اندھیرے میں اسکو شیخ شور  
 گلوے فی کے لیے لعل لب بنے سینہ دور  
 بنا ہی طاق در توبہ کا سہ طنبور  
 کہ پھونک دے تن مذبح میں دم ساطور  
 ترے زمانے میں جوش ہو کو یہ وفور  
 تو یہ شکست رہے شیشہ حباب سے دور  
 کہ ہی تو افاق ضدین جا بجا مشہور  
 دہان مار کا چھالا ہی بیضہ اعصافور  
 کہ مجھ کو صورت تصویر کر دیا مجبور  
 نہال عمر میں ہی آشیانہ زبور  
 غبار دل ہی مرا کھل دیدہ نامبور

مجھے صلاہی دلو اور اس قصیدہ کا کہ سچ دور ہو حاصل ہو جاوے عیش و عشر

ہمیشہ شاد رہوں تا برزیت دنیا میں

تری رکاب میں محشر کے روز ہوں محشر

### قصیدہ مدح ملکہ معظمہ دام اقبال

ہر بخش خدیو جان پرور آربین  
روشن ہو فیض شاہ سے شمشیر آئینہ  
دریا فروغ جو دے پر نور ہو گیا  
کیا کیا ہیں فیض سکے سلطان مجرور  
دیکھ سے دور کیوں نہو آسب مفسان  
لب نشکان وادی افلاس کے لیے  
شاہنشاہ جان کی عدالت ہو اس قدر  
وہ عدل ہو کہ ربط نفیضین ہو عیان  
دیکھیں یہ عدل تو ضفا سے قوی ترین  
اس عدل میں بھی فیض ہو ایسا بھرا ہوا  
غالب ہوئے ہیں سخت دلوں پر صفا پرست  
گھوڑے کی کیا سبک دوان میں رقم کروں  
میں تری نہ آئے نہ ٹوٹے حباب بحر  
کیا محفل خاصہ حضرت رقم کروں  
ہو زیور بلند میں سراپا لدا ہوا  
مبتی ثے ہیں جھول میں ایسے بڑے بڑے  
شمسیر بے پناہ شہنشاہ سے عدو

برج نمری ہر صدف گو ہر آب میں  
در خوش آب بستے ہیں جو ہر آب میں  
ہو ہر حباب برج مہر انور آب میں  
زر بخش خاک و آب وہ گو ہر آب میں  
پتے ہیں گھول گھول کے نقش نہ آب میں  
گھلادیا ہو شاہ سنہ آب زر آب میں  
مشکل نہیں جو آگ بنائے گھر آب میں  
ہر قطرہ آگ میں رہے ہر انگر آب میں  
مچلی کے پر گر کو بنین خنجر آب میں  
مونگا بنے جو آگ رہے دم بھر آب میں  
آہن بچھاتے رہتے ہیں آہنگر آب میں  
ارے حباب کو یہ اگر ٹھوکر آب میں  
عکس خیال ہو یہ ہوا بن کر آب میں  
خشکی میں طور مرکب آبی ہر آب میں  
یہ آب زرین قصر ہو قصر زر آب میں  
پایا ہو جنگلہ دانوں - نہ بحر آب میں  
خشکی میں امن پائے نہ جو آب میں

دریا میں سایہ ڈالے جو شمشیر شعلہ در  
 بڑھ جائے آبرویہ قصیدے کے ختم سے  
 سرسبز جو ہر ایک ہوا خواہ سلطنت  
 جب تک ہوں آسمان زمین باہ و آفتاب  
 جب تک کہ چوب خشک سے کشتی بنا کرے  
 یا ہوا حباب خیمہ ہستی میں مہمان  
 افزون ہو عمر و دولت سلطان خدا کرے  
 خشکی میں ہوں عروج سلیمان کے مرتبے  
 مثل نجوم فوج سمندر میں ہو روان  
 شادان ہوں بحر و بر میں ہوا خواہ بادشاہ  
 امیر بادشاہ حال ستاؤں منیر کا  
 تو بادشاہ بحسب و بر روزگار ہی

موجیں روان ہوں تیغ اجل نیکر آب میں  
 ڈوب رہوں میں مثل گہر یکسر آب میں  
 عمر حد کے غرق رہیں دفتر آب میں  
 جب تک کہ لعل کان میں ہو گوہر آب میں  
 جب تک کہ کشتیوں کے رہیں لنگر آب میں  
 جب تک طناب موج کھینچے یکسر آب میں  
 الیاس برین خضر صفا پر در آب میں  
 جاری ہو حکم صورت اسکندر آب میں  
 پیدا ہو صورت فلک اخضر آب میں  
 بدخواہ آپ ڈوب مرین یکسر آب میں  
 خانہ خراب ہی یہ جہان خراب میں  
 زردے زمین آب سے موتی ہر آب میں

سہرا

لانا کی رگ جان کا ہی سہرا  
 نہیں ہوا اس سے! ہر کوئی موتی  
 چھٹے ہیں دو طرفت گیسو برابر  
 و بک ڈالا جو نکلا جنتری سے  
 نئی صورت کا ہالہ ہی نہ کیوں ہو  
 دو لہن کے گہر کی شوکت کا نشان ہو  
 ہم تار من میں رہتے داربان ہیں  
 وہ شرمالی ہوئی دو لہا کی آنکھیں

مگر حیدر علی خان کا ہی سہرا  
 خندانہ ابر فیضان کا ہی سہرا  
 نمونہ سنبستان کا ہی سہرا  
 خلاصہ ہر رخشان کا ہی سہرا  
 بھلا کس ماہ تابان کا ہی سہرا  
 کہ یہ آیا ہوا دان کا ہی سہرا  
 بہت مشتاق دانان کا ہی سہرا  
 کہ جتنے سہ پہر مرگان کا ہی سہرا

بند کیونکر خوش ہو سار الملک ناظم مرے آسائش جان کا ہی سہرا

### معرفت

جس بزم میں تو ناز سے گفتار میں آوے  
سایہ کی طرح ساتھ پھوٹن سرو صنوبر  
تب ناز گرا نا مگی اشک بجا ہی  
غارت گرا نموس نو گر ہو س زر  
تب چاک گریبان کا مزا ہو دل لان  
آتش کدہ ہو سینہ مرا زہر بہان سے  
گنجینہ معنی کا طلسم اُسکو سمجھے

جان کا لبد صورت دیوار میں آوے  
تو اس قد و لکش سے جو گلزار میں آوے  
جب بخت جگر دیدہ خونبار میں آوے  
کیون شاہِ گل بلخ سے بازار میں آوے  
ہر ایک نفس الجھا ہوا تار میں آوے  
او داسے اگر معرض اظہار میں آوے  
جو لفظ کہ غالب مرے اشار میں آوے

### غزل

جس انسان کو سگ دنیا نپایا  
مقدر ہی یہ گر سود و زیان ہو  
سداغ عمر رفتہ ہو تو کیونکر  
رہ گم گشتگی میں بہنے اپنا  
رہا پیرِ حاشا نیش کر دم  
احاطہ سے فلک کے ہتھکب کے  
چراغِ داغ لیکر دل میں ڈھونڈھا  
وہ از خود رفتہ ہوں جسکو خودی نے  
کئے کیا ہائے زخمِ دل ہمارا  
کبھی تو اور کبھی تیرا ہر قسم  
مرے طالع کی وہ گردش ہو جس سے

فرشتہ اُسکا ہمپا یا نپایا  
تو ہمنے یا نہ کچھ کھویا نپایا  
کین جسکا نشان پایا نپایا  
غبارِ راہ بھی عنقا نپایا  
کبھی کچھ قسم کو سیدھا نپایا  
نکل جاتے گر رستا نپایا  
نشان پر صبر و طاقت کا نپایا  
خدائی میں اگر ڈھونڈھا نپایا  
وہن پایا لب گویا نپایا  
غرض خالی دل شیدا نپایا  
فلک نے بھی قرار اصلا نپایا

نظیر اسکا کمان عالم میں او ذوق

کین ایسا نہ پائیگا نپ یا

غزل

دل صاف ہوا آئینہ و نظر آیا ۳۰  
گلشن میں نہ جب ساقی و لچو نظر آیا  
حورون کی طرف لاکھ ہونہا کی توجہ  
چکرائیگے افلاک بہت ہم فقر سے  
بیابانی دل نے بغل گور جھنکائی  
وہ تو خلافت تھے ہم اعمال جو تولے  
دیکھا نہ رہا ہوش ذرا بھی تن جان کا  
جو بات ہی ہر مذہب و ملت سے جدا ہو

سب کچھ نظر آیا جو ہمیں تو نظر آیا  
سر و لب جو آہ لب جو نظر آیا  
کھلجائیگی آنکھیں جو کبھی تو نظر آیا  
جس دم اثر نالہ یا ہو نظر آیا  
آرام نہ ہرگز کسی پہلو نظر آیا  
اڑتا ہوا شاہین ترازو نظر آیا  
ہم بھول گئے آپ کو جب تو نظر آیا  
دیکھا تو صبا سب سے الگ تو نظر آیا

سلام

چرخ پر ماہ محمد جب نمایاں ہو گیا  
بلغ جنت کو چلین گے یہ خوشی تھی شاہ کو  
گرد صحرا کی پڑی جب چہرہ شبیر پر  
کچھ خوشی اپنی رہائی کی نہ تھی سجاد کو  
ہل گئے ارض و سما اور عرش تھرانے لگا  
تیرا اک ظالم نے مارا جو سر پر پر  
آرزو گویا کی ہی فضل علی سے یہ سنون

ای سلامی ہر ستارہ چشم گریان ہو گیا  
زخم جو تن پر لگا تھا روئے خندان ہو گیا  
مثل مہر غباری میں وہ پنهان ہو گیا  
غم ہی تھا خانہ زنجیر ویران ہو گیا  
خاک و خون میں جب سر شبیر غلطان ہو گیا  
خون سے تر عمامہ شاہ شہیدان ہو گیا  
بادشاہ ہند میرا شاہ ایران ہو گیا

غزل

بائیں اللہ سے کرتے جو وہ گویا ہوتا  
میں تو کیا دیکھے وہ بھی تجھے شید ہوتا

شجر وادی امین قد با لا ہوتا  
غش غش آتے جو اس عید میں مٹا ہوتا

<p>ور نہ تم دیکھتے میل لب دریا ہوتا ور نہ ہر قطرہ مجھے حبر میں دریا ہوتا ہم نہ ہوتے تو یہاں نام ہمارا ہوتا جان جاتی تپِ فرقت سے تو اچھا ہوتا شکل دکھلاتے جو تم اور ہی نقشا ہوتا دستہ داغ نہ کیونکر مجھے زیبا ہوتا ہم کسی طرح نہ بچتے جو سیجا ہوتا</p>	<p>آبر و ضبط نے رکھ لی کہ نہ نکلے آنسو نا توانی سے بچی جان کہ آنسو نہ بے نیستی باعثِ شہرت ہی مثالِ عنقا ایسے میں جینے سے گزرا کہ ترموٹ ہی پردہ پوشی سے رہا آپ کی پردہ سب کا جوش و حشت میں ملا جامہ عریانِ مبنی اپنی تقدیرِ طبیوں کا نہیں اس میں قصور</p>
---	--

اس طرح کا ہیکو پھر ٹھوکر میں کھاتے چھپتے  
اپنے قابو میں جو ای برق دل اپنا ہوتا

### محرومی و افسوس

<p>لاکھوں جہان سے ساتھ یہ اراں لیگئے ثابت نہ اس چمن سے گریبان لیگئے میرا نفس جو سوے گلستان لیگئے دامن میں اپنے ہم گلِ حراں لیگئے ہمکو بارین سوے زندان لیگئے ساتھ اپنے اپنے دید و گراں لیگئے آنکھوں سے دیکھ گوشہ دامن لیگئے کیون یا سوے گلشنِ ویران لیگئے گردن پہ تیری تیغ کے احسان لیگئے مرغانِ خوش نوا تو مری جان لیگئے شاید کہ بوسے زلف پریشان لیگئے</p>	<p>میں کیا کہوں جو قیصر و خاقان لیگئے کیا آنکھ بھی جنون تھا جو گلہاے بوستان یکبار ہم صیغہ رونے دیکھ اُسکو دویا کیسے چمن میں آئے کہ چن چنکے باغ سے ہم رُوے گل بھی دیکھنے پائے نہ یا نصیب طوفان اٹھیکا قبر سے ہم خاک میں اگر شب بھر بھر آئے اشک یہ ہم اچھا اس کے بہتر تھا اس چمن سے نفسِ محمد اسیر کو اس قفلِ گاہِ یاس میں کیا کیا نہ کشتنی نہ نقار نے آنکھوں کے کیا کارِ نیشتر آہو ختن میں مست ہیں جھوکے نسیم کے</p>
--	---

نمازہ ہوا پھر از سر نو اسکو داغ قیس

ماحق ہوس کو سوسے بیا بان لیکے

## تشریف آوری شاہزادہ ڈیوک آف ڈنبر

آد شہزادہ کی گلشن ہی سارا لکھنؤ  
مثل گل خندان ہر شادی ہر اک پر جوں  
ہن جوانان چین بھی بادہ عشرت بست  
جو شکر ہی روشنی میں لکھنؤ گم نہیں  
کیا چمک ہی کیا صفائی ہو درو دیار میں  
ہو رعایا شاہ آیا مالک اقلیم ہند  
واہ کیا اقبال ہی کیا جاہ ہی کیا غوشان  
ہو درو دولت کا دربان ہو یہ دار کو ہوس  
تخت سے اُسکے جواہر کا ہوا پایہ بلند  
عدل میں نو شیر وان کیا اُس سے ہمسر ہو سکے  
علم اسد رجب کیا ہی حق تبار نے عطا  
زندہ ہوتے اندون بقرط و افلاطون اگر  
بحث حکمت میں کرے اُس اسطو کیا مجال  
موشگافی پر اگر آئے کبھی فکر دقیق  
کیا اولوالعزمی ہو راہِ بحر و برد و گام ہی  
ہر جگہ ہر ملک میں جا جا کے کھیلایا شکار  
کی سکندر نے سیاحت پر نہ ایسی ہر میں  
حکم ہو عاجز نوازی کا باغ و دہر میں  
اسقدر عالم میں ست فیض ہو گو ہر نشان

و

ق

سبزین باران رحمت سے نہال آرزو  
عید ہی ملتے ہیں سب بچتے ہیں باجے کو بکو  
جھومتے ہیں سرو گلشن میں کنا رنجو  
منزلِ مہتاب تابان ہیں کانین چارسو  
ہر قدم پر آئے ہیں رہرو و سکرو برو  
کرتے ہیں رہرو و خوش ہو ہو کے باہم گنگو  
کیا حقیقت قیصر و خاقان کی اسکے رو برو  
آئند داری کی رکھتا ہو سکندر آرزو  
تاج سے اُسکے در کیتا نے پانی آبرو  
غیر ممکن ہو کہ ہو محشم دریا آبرو  
عالم و فاضل کی کیا طاقت کریں جو گنگو  
بے تکلف دل سے شاگردی کی کرتا آبرو  
بند و باتون میں ہو جائے بان بے گنگو  
کا سٹہ خورشید تابان میں نکل سکتے ہیں مو  
ملک دیکھے ہیں بحر سے ہیں شش حبت میں چارسو  
دشت و دریا کا تماشا ہو نگہ کے رو برو  
فخر سیاحان عالم ہیں ہی بے گنگو  
چاک جیب گل ہوتا راشک بلبل سے فو  
پانی پانی ابر نیسان بھی ہو جسکے رو برو



استقد ریتخانہ ہی اسکی سخاوت کا وسیع  
 ذکر قمری نے اگر اسکی سخاوت کا کیا  
 خلق عالی آشکارا ہی تمام آفاق پر  
 بے حسون کو دے اگر طاقت وہ بزم دہین  
 صورت ربخش کرے وہ باغ عالم سے جو در  
 لائے جب لب پر نازی ذکر اسکے فیض کا  
 دیکھ کر آئینہ الطاف مخلص سفید  
 کیا شجاعت ہی تمام آفاق چھپایا عجب  
 تیغ وہ بزان کہ روز جنگ ہو بزدہ سر  
 تو سن چالاک میں وہ تیز زقاری کی برق  
 فیل کا رتبہ کہیں ہی آسمان سے بھی بلند  
 گفتگو سے کر سکے کیا کوئی تو یغون کا حصر  
 واسطی وقت دعا ہو کر یہ خالق سے دعا  
 رنگ دلوے گلشن حشمت ترقی پر ہے  
 کا لہدم ہو جائیں جو بدخواہ ہیں سرکار کے  
 مصرع تاریخ آمد فارسی میں یون ہوا

جام ہو خورشید حسین آسمان بجائے سب  
 واہ ری تاثیر زترین ہو گیا طوقِ گلہ  
 مشک نافہ کی چھپائے سے کہیں جھپتی ہو بو  
 پائے خم چلنے لگے اٹھنے لگے دست سب  
 بیچ و تاب موج مٹ جائے میان آبجو  
 موتیوں کی آب سے بھر بھر گئے ظرفِ وضو  
 خون دشمن سے ہی تیغِ قہر اسکی سرخرو  
 کا پنتے ہیں خواب میں بھی سیدی کی صورت  
 چاٹ کر افراسیاب دیکو درستم کا لہو  
 ٹھوکرین کھاتی ہوئی پھرتی ہو جھکے رو برو  
 مہر ہو زترین عاری کیا ہو اس میں گفتگو  
 کس طرح گنجائش دریا ہوا میں سب  
 سانسے مدوح ہو استادہ ہو تو رو برو  
 جب تلک ہو گلشن عالم میں جوشِ رنگہ بو  
 خیر خواہوں کو ملے ہر دم زیادہ آبرو  
 کردہ فیضِ مقدم شہزادہ لندن لکھنؤ

### غزل در معرفت

بجھی کو جو یان جلوہ فرما نہ کیا  
 مرا غنچہ دل ہو وہ دل گرفتہ  
 یگانہ ہو تو آہ بیگانگی میں  
 اذیت مصیبت ملامت بلا میں

براہر ہو نہ کو دیکھا نہ دیکھا  
 کہ جسکو کسو نے کبھو داند کیا  
 کوئی دوسرا اور ایسا نہ کیا  
 ترے عشق میں پہنچ گیا کیا نہ کیا

کبھو تو نے آکر تماشا نہ کیا ادھر تو نے ہرگز نہ کیا نہ کیا کھلی آنکھ جب کوئی پروا نہ دیکھا کس نے جسے یاں نہ سمجھا نہ دیکھا	نکلیا مجھ کو داغون نے سرور چراغان تفاقل نے تیری یہ کچھ دن دکھائے حجاب رخ یار تھے آپ ہی ہسم شب و روز ای در و در پی ہوں اُسکے
--	--

## فنا کا ثبوت

بہار کی سی نشان بہار تک نہ کہ دل میں پیر فلک کے غبار تک نہ اکھو گلون سے کہ گلشن میں خار تک نہ وہ اضطراب جگر کا مزار تک نہ بدن میں پیر فلک کے خمار تک نہ کہ کوئی عضو سلامت فشاں تک نہ وہ کیا شراب تھی جسکا خمار تک نہ	خزان کے ہاتھ سے گلشن میں خار تک نہ ہوا بدل گئی رحمت ہو میرے حق کو بچن سے دہر کے عجب ناتوان کی نصرت ہو تیر زمین یہ عجب زلزلے پہا کر نہ چراغ مہر کیا آہ سرد نے خاموش جلایا یہ شبِ غم نے بعد مرنے کے مرا تو نشہ الفت او تر گیا عاشق
--	--

## حرص و دنیا

وائے غفلت اس سے زندان میں خونِ سہیل تسپہ اپنی صورتوں سے اور حاجت مندین یہ براوریہ پوریہ خویش بہ فرزندین سو جھٹا اتنا نہیں ہم خاک کسے پیوندین جنگل یہ افعال ہیں وہ ہی ہماوندین مندگان جب انکھریاں تب سوز سب آندین	شدین جیسے گس ہم حرص میں بندین رزق کا ضامن خدا شاہد کلام اللہ ہو مقبروں میں کھتے ہیں جا کے ان انکھوں سے رونق تسپہ رعنائی سے ٹھوکر مار کر چلتے ہیں یار خاکساری عاجزی غربت محبت دوستی جب تک آنکھیں کھلی ہیں کہ یہ دکھ دیکھنے آہ
---	---

## پریشانی میں استقلال

گئی تاب تو ان مصیبتوں کا کہ کنان ہوں میں سونا لہ بھی یہ کتا ہو کہ گرد کاروان ہوں میں	۱۷
---	----

سراغ ز فغان پوچھے کوئی مجھے تو تملان ترسے مانند ناکہ کر سکون مہن میں بھی ای بلبل ہوس غمنا کو بھی ہر نام کی پر مجھے پوچھو تو صبا ہوں بوجھل ہوں نور ہوں یہ ہوں کچھ ہوں دعا یہ مانگ کر مجھ کو کھڑا کتا تھا صحران کما کل اشک سیونل نے چلتے وقت ای حشر دلے تیری رفاقت کو نچھوڑو کا نچھوڑو کا	مثال نقش پا کرچہ جہان ہن میں ان ہن میں دلے ینگ آہا کہ تجھے ہمزبان ہن میں یہ ہر نام و نشان میرا کہ بے نام و نشان ہن میں ہر اک گھر میں جگہ میری ہر کو بے خانان ہن میں کوئی دن ناقہ الیلی کا یا رب سا بان ہن میں کہ آہ ای بیروت تیز رو گونا تو ان ہن میں ترسے ونبال اٹھتے بیٹھے گرتے وان ہن میں
---	--

### شکایت کم قدری خود

خطائے خضم نہیں کچھ یہ بخت کا ہر قصو وہی ہوں میں کہ اوائل میں سر لاتے تھے وہی ہوں میں کہ جسے فیضی زمان اشا وہی ہوں میں کہ جسے خانہ زاد و خانقا وہی ہوں میں کہ جسے رنگین نے اپنا دستان وہی ہوں میں کہ حسن جسے شاد و شاد وہی ہوں میں کہ جسے سیر و سوز سلم وہی ہوں میں کہ جسے سیر و سوز سلم وہی ہوں میں کہ جسے مرزا قاتل سحران وہی ہوں میں کہ جسے منت کے بے کھس جانا وہی ہوں میں کہ جسے دیوانہ لبر و لکھ نام وہی ہوں میں کہ جسے فاختہ نے بعد و بد وہی ہوں میں کہ جسے جرات بھی خوب جاہر	کہ مجھے طور محبتیں نہیں مزاج حضور ہر ایک مطلع رنگین پہ جسکے اہل شور سمجھ کے دل میں نہ لاتا تھا کچھ خیال غور لکھن میں نثر میں اپنی کلیم طور شور دکھا کے اتہامی کیا ہر منع خطور کسی نے غیر ستائش نہ کچھ کیا زکور کرے ہو یا و لفظ ستائش ہو فو کے ہو ان جو کچھ آجا دے کبھی مذکور کرے تھا طرح پر اپنے بد دوستی نامور اگرچہ تھا وہ نہایت بشاعری مغرور لگے تھا سر کو جھکانے میان اواز دہور کہا کہ پیچھے حقہ سپاہ جمہور کہ فن رخیستہ میں بھی ہو یہ بڑا پر زور
--	---

مہی ہون میں کہ رہا جکی نظم و لکش پر  
پر اب سخن میں مرے شاید آگئی مری  
عجب معاش ہواں دو شان یکدل کی  
تریا وہ فائدہ کیا اس کلام سے تجکو

مشاعر و نین ہمیشہ سے شور و زشت  
کہ انکی شور و شش تحسین ہو گئی کا فو  
اس اتحاد پہ یہ کچھ جبرے ہن دل میں فو  
شنا سے شاہ سلیمان کرای فلان سطور

### سردی کی ہجو

سردی اب کی برس ہی اتنی شدید  
چند رخ کی مطلق قبا پہ ہمیش  
جستنا عالم تھا کا خمیہ ہوا  
ان دنوں چند رخ پر نہیں ہو مر  
کترہ پڑنے کو کہتے ہیں سب یار  
ایک دیکھا جو غور کو کے میں آپ  
پانی پر جس جگہ کہ کافی ہو  
بسکہ تیغ بستہ بحر میں ہو آب  
عکس پانی میں یوں ہو عکس پذیر  
نہیں ہو نہ باد باغ میں ابد م  
تیغ سے کاٹتا ہو اب وہ چند  
جب سے جاڑے سے پڑ گیا پالا  
اکڑے جاتے ہیں دیکھ سنبھل کو  
دیکھ گل پر صبا نہیب برو  
گر پڑے برگ تاک جھڑکے تمام  
صرصر صبح جان کھوتی ہو

صبح نکلے ہو کا پتا خور شدید  
نہیں یہ لکھ شان ہو دائہ کیش  
بلکہ کہتے کہ زم زم میر ہوا  
گو دین کا نگڑی رکھے ہو سپہر  
ٹھنڈ سے ہو جان کے دل میں غبار  
نکلے ہو منہ سے آسمان کے بھاپا  
سبز وہ شال کی رضائی ہو  
برف کی ہو رکابی ہر گرداب  
رہتی ہو زیر شدیدہ جون تصویر  
بچہ بڑا ہو تیغ بچہ سے کم  
آب میں اس قدر ہوئی ہو گزند  
سرد ہو داغ عشق جون لالا  
گٹھری ہو جاوے گل کے غنچہ میں بو  
بھرتی پھرتی ہو ہر طرف دم سرد  
بیلین مر رہیں اکڑ کے تمام  
تیرسی دل کے پار ہوتی ہو

جس طرف اب نگاہ جاتی ہو  
 کا پنتے ہن درخت و ارض و جبال  
 آگ بھی ٹھنڈ سے ٹھنڈی ہو  
 بے حرارت ہن سردی کے مارے  
 جاڑا لگنے کا تیغ تلک ہو حرف  
 دن کی کشتی ہو دھوپ میں اوقات  
 رعد سردی کے ہاتھ گرم فروشن  
 برف پڑتی نہیں فلک نہ انا  
 شب جو رخسندگی پہ برق آوے ق  
 کیا کروں اسکی یا رو میں لتھیر  
 ہو گرفتِ رحال ہو جو شخص  
 گر کسی شخص کو مرض ہو اب  
 فرطِ سراسے دیکھیے جب کو  
 منہ مون کے گھروں میں آج اور کل  
 پہنتے ہن سمور اور قاتل  
 اسپہ جاڑے سے ہو یہ انکا حال  
 کوئی اب جا سے چل نہیں سکتا  
 پھر جو کوئی نہ ان نکلے ہو  
 لپٹے ہتے ہن روئی میں مجبور  
 غرض ایسی ہی کچھ پڑی ہو ٹھنڈ  
 سودا آخر ہو سردی کا مذکور

جو بھی جون بید تھر تھرائی ہو  
 موسمِ دمی ہو یا رویا بھوپال  
 گو دون کے بیچ چھیتی پھرتی ہو  
 طرح یا قوت کے اب انکارے  
 لپٹی رہتی ہو مندوں میں بھی برف  
 کالے کل میں رات کاٹے ہر رات  
 ابر و دوشس ہوا پہ بالا پوشش  
 پہنتے ہو واسطے زمین کے لحاف  
 ابر میں یوں ٹھنڈے کے رہا وے  
 جون کسوٹی پہ سونے کی تحریر  
 نہیں مل سکتے گرم ہو دوشخص  
 وہ تو جاڑے ہی سے کرے ہو تب  
 دستِ زیرِ لبس ہو مثلِ سبو  
 ہن پڑے پردے دیکے ہو منقل  
 ٹھنڈ سے کھینچتے بہم سودم  
 ناک سے چھوٹا نہیں روال  
 گھر سے باہر نکل نہیں سکتا  
 ٹھنڈ کے مارے جان نکلے ہو  
 جس طرح ناشپاتی و انگور  
 مٹ گیا زمریہ کا بھی ٹھنڈ  
 شعر بھی گر خشک ہوں رکھ مخدور

آگے جاتا نسیم ہی اب بولا | ہو گئی ہی زبان بھی ادبنا

گرمی کی ہجو

کیون ہوا استمدار ہی عالم سوز  
اب کی رُت سے یہ ہو گا ہو معلوم  
گرم ہی یہ بہار کا موسم  
ہی پیشا خا جھٹکتے وقت گلاب  
دستہ گل کا کیا کون مین رنگ  
نخنے کہتے ہن یوں ہو آتش بار  
جلوے دین جون چنبیلی کے بوٹے  
نہین گھنڈوں کے یہ چین مین خست  
کرو صد برگ جعفری پہ نظر  
ہی بولے ہی پانی پھر پھر کر  
کیا مین خوارون کا کون عالم  
شور پانی کرے ہی رہ رہ کے  
سنگ پر یوں ہی اب کے آب کی دعا  
مرغ آبی چین مین اب جو ہی  
گرگزک پر ہو میخو رون کا من  
طوطی کی گر سننے کوئی آواز  
ٹائرون تک ہی یہ ہوا کا اثر  
نسرود کا حال کیا کروں مین بیان  
جوش ہی یہ بہار مین امسال

آتش رنگ پر ہوا نور و ز  
چمن آرا ہو شب برات کی دھوم  
شاخ گل چلچھڑی سے ہی نہیں کم  
کھنڈ نرگس پہ چھٹی ہی متاب  
اسیم بہت پھول کے سے ہیٹے ہو  
گوا چھٹتا ہی داغے مین انار  
اسطرح جانی جوئی کب چھوٹے  
وی ہی آتش ستارون مین یک نعت  
چھٹ رہی ہن ہوا مین انہ پر  
ہی چکا بوکا حوض گھن چکر  
جون بھپا چھٹے ہی لے لے دم  
اس طرح چھوٹتے ہن جون چھکے  
چھاتی پر جون گرے ہی نزلہ خار  
منہ کھلا ہی رکھے ہی جون بطور  
ہو ہے ہن کباب مرغ چمن  
نوحے گویا پڑھے ہی سوز و گداز  
پیر قسری ہی مشت خاکستر  
پانوں اُسکا ہی اور آب روان  
لب جو پر ہی عکس کا تنجال

ہر عرق اس سے بھی گلوں کے تین  
 رنگ گل اس طرح درخشان ہو  
 لالے کے ہر چراغ پر اس آن  
 ہر حرارت گلوں میں اب یا شک  
 پانی کو بلبلین پہرین بھٹکی  
 شمع ہر گل کی ہو گئی گل ریز  
 یہ نہ لالے کی چتی جھڑتی ہو  
 گیا تالاب میں ہر ایک کنول  
 جلگین سپیلین رہ گیا ہو کاٹھ  
 ہونہ کو دل صدف کا ترسے ہو  
 ہر پینے سے میخوون کا یہ حال  
 ہو دے جس سال یہ بہار کا رنگ  
 شفق آفتاب شام و سحر  
 کے ہر توکی کیا کروں تقدیر  
 ہو جو اسے نور چرخ پر گرم  
 ساغر مہر گرم ہو یاں تک  
 رہی تب اور ہو اکی یہ تاشیر  
 بی کے تیرہ یون کے رہنخور  
 کلن گرم سے زمین تمام  
 کے ہر تو سے مہر کی تب و تاب  
 اب زمین پر نہ بس پڑی ہو دھوپ

گرچہ نکھاسیم چھوڑتی نہیں  
 ہر خیابان یک چراغان ہو  
 لٹ دھوین کی ہر شاخ نافرمان  
 نہیں شبنم یہ نکلی ہو چیک  
 طفل غنچوں کو لگ گئی چٹکی  
 جلگیا آہ سبزہ نوخیز  
 آگ جامے سے نکلی پڑتی ہو  
 کنول کا غدی کی طرحے جل  
 روشنی کا سادار بست ہو ٹھاٹھ  
 ابر نیان سے آگ برسے ہو  
 یادہ گویا ہو آب درغزال  
 آگے گرمی کے کیا کون میں ڈھنگ  
 آگ دے ہو جان کو یکسر  
 جوش کما جون اوبل چلے ہو شیر  
 جھڑی نان مہر ہو کر زم  
 شیشہ آتشی ہوا ہو ٹھک  
 غسل دیوانہ ہو قتلادہ شیر  
 شمع کو نفع کسب کرے کا فور  
 چرخ لے سرد خانہ یک حمام  
 ماہی جون موج آب میں بیتاب  
 سرسوں کے کھیت کا سا ہو کچر روپ

برہ نور دون کی چال کا یہ حال  
 سایہ کی تیسر کی پر کر تو نگاہ  
 مہر سے اندون میں آکے بجان  
 زمین سمجھے ہو تفتگی ہر آن  
 سو سندر کا صرف کر کے جو آب  
 پانی پی پو پیچھے عسوق ہر چند  
 خلق کا تشنگی سے یہ حال  
 تو بھی نیت انھوں کی بھرتی نہیں  
 شکل زکس ہو سب کو حیرانی  
 یہی سوچے ہو دل میں تشنہ آب  
 رنگ یا قوت کا زبانی ہو  
 پانی کتنا ہی پیٹ ہیں ہو اب  
 آگ سے دن کی جلگئی ہو رات  
 رات سووے نہ میں یہ جو انسان  
 گرمی پڑتی ہو یا خدا کا قسم  
 بادشاہوں کی بادشاہی ہو  
 بھیک مانگے ہو شہر میں جو فقیر  
 کوئی بندہ خدا کا ایسا آئے  
 ٹھیک ہوتی ہو جس گھڑی دوپہر  
 ہووے گرمی سے جب یہ حال جان  
 سرد خانہ کو پوچھنا ہو ضبط

جون بجاتے ہوں آگ چھل ابدال  
 قرب سے دھوپ کے ہوا ہر سیاہ  
 گل خورشید تک ہو روگردان  
 تو سے کی بوند نوح کا طوفان  
 صحن یک خانہ کیجئے چھڑ کا ب  
 ر سے لکڑ کے کوزے کے مانند  
 طفل کو مشک اور جوان کو کھال  
 پیاسے مرتے ہیں پیاس مرتی نہیں  
 زخروں تک بھرا ہوا پانی  
 بھر کو منہ لگا دے مثل حباب  
 آب آتش کی زندگانی ہو  
 شکل آئینہ خشک ہے ہیں لب  
 ملی ہو اب سیاہی لمبے کے دوا  
 کروٹیں یوں لے جو تو بے پران  
 کیا کون تجھے میں کہ شہر بشار  
 اگیا بیتال کی دوہائی ہو  
 دسبدم اسکی ہو یہی قہر  
 مجھ سے نیکی کی اب لگی کو بچائے  
 لگے ہو دھڑ دھڑ جسنے دہر  
 کہ کوئی زندگی کرے سو کمان  
 آگ اور پھوس میں ہو کچھ بھی ربط



غنیہ خانہ جلے امن نہیں	اب کچھ آرام ہو تو زیر زمین
موسم فرحت افزا	
<p>زہے نشاط اگر کیجیے اسے تحریر  زبان سے ذکر اگر چھڑیے تو پیدا ہو  ہو ایہ باغِ جہان میں شگفتگی کا جوش  کرے ہو والبِ غنچہ در ہزار سخن  کچھ انبساط ہو اسے چمن سے دور نہیں  اثر سے بادِ باری کے لہلاتے ہیں  نکلے سنگ سے گرم شہرہ تخمِ نشان  زمین پہ گرتے ہی لے آئے دانہ برگِ مثر  ہوا پہ دوڑتا ہو اس طرح سے ابر سیاہ  یہ خار دشت بھی نرمی میں فرشِ نخل ہو  ہو امین ہو یہ طراوت کہ دودِ گلشن بھی  یہ آیا جوش میں بارانِ رحمتِ باری  ہر ایک خار ہو گل ہر گل ایک سا غیش  ہر ایک قطرہ شبنم گہ کی طرح خوشاب  کرے ہو صبحِ شکر خندہ اس بچے کے سا  سنو ارتقی ہو جو شامِ اپنی لہنِ مشکین کو  نہالِ شمع سے ہر شب کو چھپتی گلِ شبو  ہنسے چراغ تو ایسی ہنسی میں چل چھڑی ہو  رہے ہو چرخ پہ ہر صبح جونِ صبحی کش</p>	<p>عیان ہو خامہ سے تحریرِ نغمہ جاگیر  نفس کے تار سے آوازِ خوشتر از زم فیر  کلیدِ قفلِ دل تنگ و خاطرِ دلگیر  چمن میں موجِ تبسم کی کھولکر زنجیر  جو دا ہو غنچہِ منتقار لبُّلِ تصویر  زمین پہ ہمسرِ سنبُل ہو موجِ نقشِ حصیر  تو سبز فیض ہو اسے ہو وہ بزرگِ شاعر  جو ٹوٹے ہاتھ سے زاہد کے بچے تزدیر  کہ جیسے جائے کوئی پیلِ مست بے بخیر  ہر ایک تارِ رگِ سنگ بھی ہو تارِ حریر  برستا اوٹھتا ہو آتش سے مثلِ ابرطیر  کہ سنگِ سنگ میں ہو سنگِ پدہ کی تاثیر  ہر ایک دشتِ چمن ہر چمن بہشتِ نظیر  ہر اک گہر گہر شجرِ اغ پر تنویر  کہ جب طرح ہم آہختہ ہوں شکر و شیر  سوا دِ مشکِ ختن پر ہو لاکھ آہو گیر  ہمارے عیشِ بینِ گلچین کی طرح گلگیر  حیا سے رنگِ گل آفتاب ہو نصیر  بدینِ درازی ریشِ آفتاب ساوگیر</p>

عجب نہیں ہو کہ آرایش زمانہ سے  
 نہ کیونکہ دیکھلے گلشن میں یہ پڑھوں مطلع  
 ظہور نرگس و گل جلوہ سمیع و بصیر  
 شمیم عیش سے ہو یہ زمانہ عطر آگین  
 حمل سے حوت تک جا بجا ہیں تصویریں  
 جنات ستہ سے بزم جہان ہو دست خواہ  
 زمانہ دشمن عشرت کا اسقدر مائل  
 ہوا ہو مدرسہ یہ بزم گاہ عیش و نشاط  
 عجب نہیں یہ ہوا سے کہ شل نبض صحیح  
 بدل گئی ہو حالات سے تلخی دارو

حنائی پنجہ ہوں تاک و چنار و بید انجیر  
 کہ آتی ہو نظر اک قدرت خداے قید  
 نسیم و نکلت گل منظر لطیف و خیر  
 کہ قرص عنبر اگر ہو زمین تو گرد و خیر  
 بنا ہو عالم بالا بھی عالم تصویہ  
 کہ ہو ہجوم نشاط و سرور جم غفیر  
 مہ صیام کو دیکھے نہ کوئی بے کشمیر  
 کہ شمس بازغہ کی جا پڑھے ہن بدخیر  
 کرے اگر حرکت موج چشمہ نقویہ  
 شراب تلخ بھی ہو محشون کو شکر و شیر

### صفت و طریق معالجہ

علم طبی ہو طبابت تو یہ سن کہ ہم  
 قاعدہ فن طبابت کا بیان تجھے کروں  
 کام اس فن میں بڑا سبب ہو تشخیص  
 فی الحقیقت ہو اطباء میں وہی شخص طبیب  
 جنبش نبض سے اور لون سے قارور کہ  
 ادویہ میں کرے نتیجہ خواص مفرد  
 سن بیمار پہ کر غور مداوہ کرے  
 چار چیزوں سے مرکب ہو بدن انسان کا  
 حد سے ان چاروں میں ہو توازن و جو چیز  
 ہو یہ لازم کہ نسل کا سبب اس میں ہونڈین

متفق اس پہ اطباء ہیں جہان میں ہم  
 فم کے گوش تو اپنے جو نہ رکھتا ہو ہم  
 یہ نہو جسمین تو پھر سیف سمجھ اُسکا قلم  
 جو کما نہ بنی ان چیزوں کا ہو وے اعلم  
 ہو وے فی الفور جسے اصل مرض مستفہم  
 ہو وے ترکیب مرکب و وزن ہم  
 اور ملحوظ رکھے آب و ہوا و موسم  
 دم و سودا ہو ہر اک جسم میں صفر ہم  
 حکما کرتے ہیں انسان کا مزاج اُس فہم  
 شہرے جو خلط کریں اُسکا تدارک ہم

بعد تشخیص دوا کیجئے مرض کی بالقصد غور اخلاط کی کیفیت و کیفیت پر زیادتی چارون میں جسکی ہو مرض کا سبب رکھ کے منظور طبیعت کی مرض پر قوت قاعدہ یوں ہی پھر آگے ہی شفا اسکے ہاتھ	حفظ صحت کے لیے نسخہ ہو بمثل رتسم ہو نہ منظور جسے اُسکی دوا ہونی ہو سم عقل کی رو سے یہ تدبیر ہو اُسکی اُسدم تنقیہ کر کے مناسب کر دین اُس خلط کو کم جسکے ہی قبضہ قدرت میں علاج عالم
--	---

شاعرانہ مذاق

نہایت جوش پر دیا اپنی طبع موزون کا نہوتا ای جنون گر پاس ہکھو روح مجنون کا اسید و بیم میں احوال مل ہر دم دگرگون ہو نہ کیون کیفیت اشراق ہم ستون حاصل ہو حرارہ جب مراد لغ جنون لاتا ہو صحرائین ہولے دہر ہم ستون ان روز و نواف ہو میں شاعر ہوں مرا ایجان اس پر ہم نکلتا ہو شب تار لکھ ہو روز روشن اپنی نظرون میں حقیقت میں لہو آ کر پڑا دامن قاتل پر فقیہ مست ہیں ہر وقت کیفیت میں تپتے ہیں لایا خاک میں گرد و گلے کس کس نام آور کو ہمارا سوز دل کیونکر نہ روشن ہو زبان پہ بلند و پست عالم ایک ہو چشم حقیقت میں ریگی گریہ نہیں ہر روز بیتابی مرے دل کی دل سودا زودہ اپنا بچھو ٹیگا بچھو ٹیگا	جہان میں شور ہو طوفان آب و مضمون کا پتا ملتا نہ دامن کی طرح دامن مومن کا کبھی پیر ہو موٹا کا کبھی بندہ ہو قارون کا ہر اک خم اپنے میخانہ میں سینہ ہو فلاطون کا بکولے ڈھونڈتے پھرتے ہیں سایہ بید مجنون کا خدا حافظ ہو ساتی کشتی صبا گلگون کا بہت اعلیٰ ہو یہ مصرع تمھارے دم موزون کا بڑا اندھیر ہو سودا ہوا ہو زلف شبگون کا قضائے لکھ یا شجرت محفہ مرے خون کا کبھی طرہ ہو سبزی کا کبھی گھولا ہو افیون کا نشان ملتا نہیں ہو قبر جمید و فریدون کا کہ خورشیدِ فلک تارا ہو اپنے بخت و اژدہ کا حصیر قصر ہمایہ بنا تخت فریدون کا بل جابیکا عالم چارون میں بج مسکون کا ہر اک حلقہ ہو کا لاجیلخانہ زلف شبگون کا
--	---

صبا حیران ہیں ہم اک بت خود بیکے ہاتھ پہ  
کدہ آئینہ رہتا ہوا اپنی طبع مفتون کا

ایضا

توسن طبع کو کرتا ہوں مین کوڑا کیا کیا  
اہل دولت سے کوئی نزع میں اپنا پوچھے  
سوزشِ دل سے ہوا اُن اُن شبِ نہانی میں  
چینچ و تابِ دل عاشق کی نہ صورتِ بگڑی  
کیسا کیسا نہ کیا آکے خزان سے برباد  
مرگے پر نہ دیا اُنکو کفنِ گرد و نلے  
کیون نہ ہو جائیں زمانے میں ہزاروں دیا  
طاقتِ فقر سے ہم نفس پہ غالب آئے  
میکدے میں جو مجھے لگا کھ قسمت بے یار  
شرم سے سر نہ اٹھایا ترے سر کے آگے  
حالِ رونے کا جو لکھتا ہوں تو وہ کتھے ہیں  
دل کو براتا ہوا صاف جگر سے گذرا  
جلقِ زائد کا جو روزے میں بہت خشک ہوا  
بار بار روح سکندر کو دیے ہیں صدے  
اُسکے چھلے کو اُنکو بھی سے نہ بدلاتے  
ہر جلو دار صبا خاکِ مجھ آوارہ کی

ایک اک گام پہ اڑتا ہی یہ گھوڑا کیا کیا  
ساتھ کیا کیا لیا اسوقت میں چھوڑا کیا کیا  
ہا سے رہ رہ کے تپکتا ہی یہ پھوڑا کیا کیا  
زلزلت کو یا رنے دھردھ کے مڑوڑا کیا کیا  
زر گل کا نہ ہوا باغ میں توڑا کیا کیا  
زندگی میں جو پہنتے رہے جوڑا کیا کیا  
ہنے رورو کے ہی دامن کو پھوڑا کیا کیا  
لنگر اس دشمنِ شہ زور کا توڑا کیا کیا  
خشتِ خم سے سر شوریدہ کو پھوڑا کیا کیا  
باغ میں گل کو صبا نے جی جھنجھوڑا کیا کیا  
چشمِ پُر آب نے طوفان ہو جوڑا کیا کیا  
ایک تیرنگہ یار نے توڑا کیا کیا  
دامنِ ترمرالے لے کے پھوڑا کیا کیا  
آئنے سے بھی ہی منہ یار نے موڑا کیا کیا  
ہا نہر رکھ رکھ کے سلیمان نے مڑوڑا کیا کیا  
آج کف لائیکا اُس ترک کا گھوڑا کیا کیا

نیرنگی زمانہ

ہوا آئی کھلے میں غنچے زمر دین ہو چن کا سامان  
فسرہ خاطر ہوے ہیں اعلا جو م سودا اُن کا پیر  
وظیفہ گل ہی اندون میں آئے نبی عند لیا  
بڑھے ہیں یہ چاک پر چنچ کہ ہر گریبانِ انبیان

<p>فسانہ غم نے بعد مدت اثر دکھایا ہو غفلتوں کا کھلی جو سنبل کی لعل پر خرم لاج از خود ہو جو بین ہم سب و سوا غر جھپٹا ہے ہینک ہی زبان ہین میں لباس تن کو غلصی ہو متا دیوانگی نے جھکڑے صدایہ دیتا ہو کوس گردون تباہ صبح عیدیشہ نیم خستہ جگر بھی سیم سنار ہا ہو فویر مضیون زمانہ فیض سخن سے یہ شکل عرش میں ہر سون منجاش شتاق گفتگو ہو خیال مصروف تجو ہو</p>	<p>ہوے ہین مصروف چارہ ساز می طمان خاطر طواف میں ہو گاہ سپہ شمار ہوئے ہین مخفہ جان شرع ہوے ہو نفرتش پاڑھے ہین افتادگی کے حسان ہوے تعلق سے پاکد امن نہیں ہی تہمت گریبان جگار ہا ہو خیال تازہ کو خوا غفلت سے ہر غلخان نہیں بھروسہ ہو زندگی کا سینگ یہ یاد کا دوران بلندیوں پر ہو فکر عالی جہان میں عاقب تابان پڑھوں مطلع کہ جسکی غفلت میں جھکا ہر اک حن</p>
---	--

### شعبہ بازی فلک

<p>ہوئے ہین خاک میں پیوند مہربان کیا کیا عدم میں دہرین کعبے میں یرین گھڑین رہانہ نام کو صبر و قرار و عیش و سرور سوا فلک کے شکایت کریں تو کس کریں نصیب سگ ہین رزق ہما نہ طعمہ زلف کرو نہ خواہش بربادی دل عالم طلب سے بھی نہ ملاشد خوان دینا سے ترے فقیر نے وحشت میں کی مذمت مال ہزاروں کھاتے ہین گل فصل گل جباتی ہو ارادہ وحشت کا وحشت میں جب کیا عاشق</p>	<p>ستم سے پیر فلک کے شے جوان کیا کیا پھرے تلاش میں تیری کمان کمان کیا کیا لٹے ہین راہ محبت میں کارروان کیا کیا ہوے رقیب ہمارے ہین مہربان کیا کیا ہزاروں خاک میں لٹے ہین اتھوان کیا کیا مشایہ گھر تو پڑنگی خرابیان کیا کیا ہوے ذلیل پئے لذت زبان کیا کیا اوڑائیں دامن دولت کی دھجیان کیا کیا شنگونے پھولتے ہین زیر آسمان کیا کیا ہمارے پانوں پڑین آکے بیڑیاں کیا کیا</p>
---	---

### قصیدہ در مدح نصیر الدین حیدر بادشاہ

برنگ گل جسے اب کیجیے وہ خندان ہو | بہار عیش سے ہندوستان گلستان ہو

بنایا ہند کو گلشن بہار نے ایسا  
 بہار باغ میں کیا کیا کھلا رہی ہو گل  
 چمن میں کیجیے اشارہ جو سو نخل حنا  
 ریاض و ہرین پھر یہ تو سایہ کی صورت  
 چمن میں بات جو کیجیے تو منہ سے پھول پھریں  
 زمیں پہ وانہ جو پھینکا تو گر کے نخل ہوا  
 گرا زمین پہ اگر کوئی سیوتی کا پھول  
 کہیں ہو آئینے سے صاف تر زمین چمن  
 پڑا ہو عکس یہ تپلی کا وقت نظر ارہ  
 نہال گلشن تصویر بھی نثر لائیں  
 لگا ہو جو شجر دیار و زمین اگر سنگ  
 ہو شوق گل میں عجب رنگ گلچین کا  
 نسیم جانب گلشن چلی یہ کتنی ہوئی  
 زبان حال سے کتنی ہو موج نکمت گل  
 جگہ نہیں ہو کہ گردش ہو چشم نرگس کو  
 ہوا ہو قمری سے نالہ اگر کوئی موزون  
 چڑھ ایک مطلع رنگین غزل کا ای گویا <sup>مطلع</sup>  
 تو وہ ہو شاہ تن ہند کے لیے جان ہو  
 وہ نخل ہو چمن سلطنت میں قد تیرا  
 ہو تیرے سایہ میں شاہ ہر اک تفریب بعید  
 نہیں ہو کچھ نری دریا دلی سے نسبت ہے

کہ شوق سیر میں سر و چمن خرامان ہو  
 شگفتہ غنچہ منتقا رعمت لیسان ہو  
 تو سناٹا اشارہ کے انگلی بزرگ حیاں ہو  
 مراد دل عقب آرزو شتابان ہو  
 اب اندون میں یہ فیض بہارستان ہو  
 منو کی سہمی سے صیاد سخت حیران ہو  
 صفا سے گوہر غلطان کی طرح غلطان ہو  
 کہ اُس سے سبز و نارستہ تک نمایان ہو  
 جو داغ لالے میں کتا ہو عین بہتان ہو  
 بہار کا چمن و ہرین یہ ندرت ہو  
 نگین کی طرح سے اُسمین بھر نمایان ہو  
 جو دیکھیے تو گریبان خشک دامان ہو  
 اگر ہو آتش نرو و دم میں بہتان ہو  
 اب ان دنوں یہ ہجوم گل گلستان ہو  
 جو کیے بے حرکت ہو یہ عین بہتان ہو  
 چمن کے فیض سے وہ رشک سروستان ہو  
 چمن ہو سبز ہو آب روان ہو جانان ہو  
 فروغ دیدہ ایران چراغ نوران ہو  
 کہ جبین برگ عدالت ہو بار احسان ہو  
 کہ آفتاب کو نزدیک و دور یکسان ہو  
 کہ موج صفحہ دریا پہ خطا بطحان ہو

جلا کے خاک کرے چاہے پھر کرے سبز  
ترے قدم سے شہا ملک عیش و راحت میں  
عطا کر اب تو زرویم مہر و ماہ کی طرح  
گداسے تیرے لب لعل گر سخن گو ہوں  
چمن میں گذری ہو شاید تری نیم قبول  
مشال قیصر و خاقان غاشیہ بردار  
ہوا ہو جب سے طلوع آفتاب عدل ترا  
جو دیکھے سایہ بڑ کو دین فرار کرے  
یہ بے قصور نہیں دست نشانی خشک ہوا  
جہان کو تیغ حوادث سے کس طرح ہو گزند  
و عاین دیکھے تجھے شب کو سوتی ہو خلقت  
کسی غریب کے گھر تک بھلا کب آئے چور  
شہا ہو بازی ترے آگے تیغ بازی بھی  
فرار دست عدو کیوں دیکھے پانوں سے  
خرید کیجیے کوڑی کسٹار کی ویکر  
ترا عدو جو سکندر بھی ہو شہا بالفرض  
عدو کے قبضے سے بے چھینے تیغ ہاتھ آئے  
کمان سے تیرا نکلے کیا برائے شکار  
بجائے پر نکل آئے ہیں استخوان تن سے  
کیا ہو حکم جو تونے نہ رہنے پائے شراب  
اسی سے کہنے لگے آفتاب اسے شاعر

عقرب میں برق ہو تو اور کرم میں ران ہو  
دل کشادہ و طبع شگفتہ ارزان ہو  
کہ آسمان پٹے در یوزہ شکل و اماں ہو  
بس ایک بات میں وہ مالک بدخشان ہو  
کہ خار و گل میں بھی اک لطف چشم و مرقان ہو  
ہو مرتبے میں جو دارا و تیرا دربان ہو  
کمان میں ابر کے مانند چاند نہان ہو  
ہر ایک شیر میں گویا رم غزالان ہو  
کیسی زلف سیہ اندون پریشان ہو  
کہ چار سمت کا چار آنہ نگہبان ہو  
ہر ایک در کے لیے در و مثل دربان ہو  
کنہ موج لیے سبیل بھی گریزان ہو  
سرِ عدو و خم تیغ گوے و چوگان ہو  
کہ تیغ قبضے سے سر جسم سے گریزان ہو  
متاع جان عدو آج کل یہ ارزان ہو  
تو ڈرے صورتِ عکس آئے میں نہان ہو  
ترا وہ جذبا آہن ربائے فرمان ہو  
کہ جو ہر صید وہ فرمان پہ تیرے قربان ہو  
ہم سے تیرے ڈر سے یہ صید لرزان ہو  
خون کو توڑ کے ہر بادہ کش گریزان ہو  
کہ نام مرنہ کوئی لے ترا یہ فرمان ہو

لگے نہ بحرِ جهان میں کچھ اُسکا قتل ہوا  
یسی ہو ڈرنے کوئی دے شراب سے تمہیں  
عوض میں غنچہ کے توڑیں گلابیان گلچین  
پیالے ٹوٹتے ہیں آپ مثل جامِ حباب  
لکھیں جو تختِ مرصع کی تیرے تصویرین  
لکھوں میں تخت کو اور نگِ زر نگار سپہر  
جو اہر اُسمین چکے ہیں اختر و ن کی طرح  
دُرخوش آبِ مین یا قوتِ لعل کا ہو عکس  
طلا کو آتش یا قوتِ تانہ آب کرے  
عیان ہو آتش یا قوتِ تخت پوش سے یون  
کچھ اُسکے پاس نہیں اُجیلج شمع و چراغ  
جہان کو تخت پہ ہو اب گمانِ کشتی نوح  
ہر موجِ آب گھرِ تخت سے سمندر تک  
تیرے سمندر کی تعریف کیا بیان کروں  
جبین کو دیکھ گے گروہے یال کو دیکھو  
زمین کو دامن گلچین لیا ہو بھر بھر کر  
ترا سمندر کرے دوڑنے کا کیونکر عزم  
قدیم قدم جو چلے وہ تو سب لگیں کہنے  
شما نہیں ہو یہ بوجہ آسمان پہ ہلال  
تیرے سمندر نے اُڑ کر دامنِ چارمی ٹاپ  
ہر ایک ہسپ سمجھتا ہو اپنی زبیت اُسے

ق

کہ ہر کشتی ہو قمر تیرا طوفان ہو  
فلک پہ دیکھیے تو آفتاب لرزان ہو  
بہارِ شرع سے ہندوستان گلستان ہو  
ترا یہ رعب ہو یہ حکم ہو یہ فرمان ہو  
تو خامہ دوزبان آج گو ہر افشان ہو  
تو اُس پہ جلوہ نما شکلِ مہربان ہو  
فلک ہو تختِ ترا چہ تراہ تابان ہو  
بجا ہو کیسے اگر آبِ مین چہ اُغان ہو  
مدام ہر گھرِ تختِ آب افشان ہو  
چراغِ حبیبے کہ فانوس سے نمایاں ہو  
کہ اُسمین ہر گھرِ شب چراغِ رخشان ہو  
کہ فرطِ آب گہرا اُسکے گرد و طوفان ہو  
فروغِ آتش یا قوتِ تابندہ رخشان ہو  
مدام اہلِ قیام چہ تیرا بان ہو  
سحرِ عیان ہو اُدھر شبِ ادھر نمایاں ہو  
نشان اُسکے یہ گلِ مینخ کا گل افشان ہو  
تمام عرصہ وہ ہر اُسکو تنگ میدان ہو  
کبھی نظر سے ہو پنہان کبھی نمایاں ہو  
بتاؤں کیا کہ بنم کی عقل حیران ہو  
نشانِ نعل کا نون آج تک نمایاں ہو  
ترا کیت تو حیوان کو آبِ حیوان ہو



کہوں غزال ترے باو پاکو میں کیونکر پھر آئے جلد وہ ایسا ہی بچ مسکون میں کہوں میں فیل سیہ مست کو ترے شب قدر سوار ہو تو عمار سی فیل میں جو کبھی یہ جلد روہی کہ پل میں نگہ سے غائب ہو کر گیکافی عدو کو ترے وہ ثابت ہو دعا کے واسطے گویا اٹھتا تو اپنے ہاتھ اکہی تار ہے گل سے محبت لب لب ریاض دہر میں جب تک ہے گل خوشید دکھائی دے گل رعنا کی طرح تابش روز ہمیشہ عارض و گیسو کو تا کہ میں شاعر رہن فلک پہ یہ جب کبھی اب و سیاہ ہمیشہ عمر دراز خضر کا تار ہے ذکر سپہر آئے نظر جب تلک کہ بازی گاہ اکہی تار ہے اور نگ زرنگار سپہر رہے دام تو با تخت و تاج و جہاد و حشر	کہ اُسکے سامنے بچے رسم غزالان ہو کہ اُسکا عکس جہان تھا وہین نمایان ہو اور اُسپہ ہونچ زرین مہ درخشان ہو تو کیسے بیچ شرف میں یہ ماہ تابان ہو اگرچہ ڈیل میں وہ مثل چرخ گردان ہو کہ دونوں دانوں سے اُسکے جولا نمایان ہو صفت کا اُسکے بیان تجھے غیر اسکان ہو بہار لطف سے جیتا جہان گلستان ہو اکہی تاکہ گل باہتاب تابان ہو خوشی سے تاکہ یہ طاووس چرخ رقصان ہو اگر یہ ہو چنستان وہ سنبستان ہو زمین پہ تاکہ یہ گردان سپہر گردان ہو جہان میں تاکہ یہ ظلمات و آب حیوان ہو ہلال و مہرین لطف کو و چوگان ہو زمین یہ تاشہ خاور کے زیر فرمان ہو کہا کرے تجھے خلقت یہ شاہ شاہان ہو
---	---

### تلوار کی تعریف

یا آکے دست بوس سلیمان ہوئی پری	نکلی غلاف نور سے تفسیر جو ہری
یا ہو یہ شاخ میوہ طوبی ہری بھری	یا جھلے سے عروس نے کی جلوہ گسری

ابن ہاتھ سے مرادین تھیں جو جو وہ مل گئیں  
باچھین خوشی سے تیغ کے قبضے کی کھل گئیں

شاخ نیام سے ہوا اس طرح بھل جدا	پیر و ن کے قد سے جیسے جوانی کا بل جدا
ہستی جدا زمین پر تڑپی اجل جدا	خنجر جدا فلک پہ گرا اور زحل جدا
غل تھا کہ اب مصالحو جسم و جان نہیں	لوتیغ برق دم کا قدم در میان نہیں
سیدھی ہوئی جو تیغ تو لشکر اُلٹ گیا	میدان سے پائون جینے سے دل سبکا گیا
سب دوسے تھے زور کو وان سن بھی گھٹ گیا	مانڈ ناف خوف سے سینہ سمٹ گیا
بولی یہ تیغ دم سرا عدا پہ لو لگی مین	بُرش پکار سی تو بہ ٹھہرنے ند و لگی مین
پھل وزن میں بٹھا پھول تجلی مین غل طور	گرمی مین محض نار تو نرمی مین صاف نور
آسیب سایہ چال پری قبضہ چشم حور	خود لہر آب ز ہر تڑپ تھر شور صور
یون دفعۂ زمین سے لٹی آسمان پہ	جس طرح غصۂ آئے کسی ناتوان پہ
پھر تو پکار تھی یہ اُدھر وہ اُدھر گرا	و دیکھ وہ ہاتھ وہ خود اُدھر وہ سر گرا
بن بن کے برق سایہ تیغ ظفر گرا	وان مورچے سے باپ اٹھایا بن گرا
گر گر کے سریہ رن مین برا بر طیان ہوئے	جورن مین سر زمین کے معنی عیان ہوئے
کاٹا پلاک مین آنکھ کو پتلی مین نور کو	پائون مین کجروی کو سرو مین غور کو
سینے مین بغض و کینہ کو دل مین فتور کو	نیت مین مصیبت کو طبیعت مین زور کو
ذات اک طرف مٹا دیا بالکل صفات کو	کیسی زبان زبان مین یہ کات آئی بات کو
صفت تلوار	

یہ کھلے لی نیام سے تیغ شرر نشان	شعلے نے الجذر کہا بجلی نے الامان
آواز دی زمین نے کہ یا حافظ جہان	دہشت سے تھر تھرا گیا مریخ آسمان
ثابت ہوا کہ چہرہ خورشید کٹ گیا	غل تھا کہ فوج شام کا دستہ اُلٹ گیا
بجلی چمکے ہوتی تھی جب آسمان کے پار	پڑھتا تھا عرش آئیہ کرسی کو بار بار
زیر زمین تو گا د زمین کو نہ تھا قرار	تھرا رہا تھا نور فلک وقت گیر دوار
غل تھا علی کی تیغ کا سب رنگ ڈھنگ ہو	جبریل کا پنتے تھے کہ خیر کی جنگ ہو
اقبال و تندرستی و آسائش و قرار	امن و امان و صبر و توانائی و وقار
علم و سکون و راحت و آرام و اختیار	رعب و شبات و سرکشی و قدر و مقدار
آناں قمر حق انھیں معلوم ہو گئے	سب تیغ کے چمکتے ہی مدوم ہو گئے
غسل تھا چمکتی آتی ہو تیغ اجل چلو	ڈر کر کہا امان نے کہ قبل از جہل چلو
دب کر صد اغور نے دی سر کے بھل چلو	بولی سلامتی کہ سلامت بھل چلو
دریا بھیگا خون کا کنارے فرات کے	دم بھرین بند ہو پینگے کوچے نجات کے
دھاؤں سنا میونکی آدھ چھال گئی گھٹا	دریا پہ جھوم جھوم کے سب آگئی گھٹا
ایسا بڑھایا ابر کہ شہر مال گئی گھٹا	باران تیر دشت میں برس گئی گھٹا
کشتوں کو اپنی فوج عدد و روندنے لگی	مچل مین برق قمر خد کو روندنے لگی
جکی جو تیغ آمد قمر خدا ہوئی	سر پر جو گئی تو قیامت بپا ہوئی

سینے سے وح جسم سے گردن چاہوئی	خون میں ڈبو چکی تو نہ پھر آشنا ہوئی
باز رہ اس غضب کی وار وہ اُس درو شو کا	دشمن کو اُس کا وار کس رہ تھا گور کا
بسم اللہ صحیفہ جرات تھی اُسکی تاب	جو ہر مین آبرو میں صالت میں شتاب
ما شند ذوالفقار گران قدر و لا جواب	وہ قد وہ خم وہ چمہ کی صفائی وہ آب و تاب
اُترے جگر سے جسکے اُسی کو خب نہو	کاٹے گلے ہزار کے اور خون میں تر نہو
گو پال و تیغ و خنجر و گرز و شان و تیر	دو دو تھے پیش آئینہ تیغ بے نظیر
دم میں یہ صفت تمام اُدھر کا پراخیر	آفت کا مہر کہ تھا قیامت کی وار گیر
اُڑ کر بھی مرغ روح کا بچنا محال تھا	جو ہر حسام میں تھے کہ لوہے کا حال تھا
یون مورچوں کو چاٹ گئی تیغ شکارنگ	لوہے کو خاک شور میں کھائے جینے نگ
کروں کچھ نہ سکتے تھے خنجر میان جنگ	جوشن جو کٹ گئے تھے تو چار آئے تھے نگ
تلوارین منہ چھپائے تھیں ضرب و شت سے	ڈھالین لیٹ گئی تھیں سواروں کی پشت سے
گرتی تھی کوند کر جو وہ برق شرارہ ریز	دو رخ کھلا تھا بند تھے سب کو چہ گریز
چلنے میں تیغ تیز فرس تیز ہاتھ تیز	رہ رہ کے گرم ہوتا تھا ہنگامہ سیتز
کشتہ ہن ایک ضرب میں مہون کہ چار ہون	شدر تھے سب کہ موت سے کیونکر دو چار ہون
کافی سپر تو کا سہ سر تک پہنچ گئی	سر پر پڑی تو سپر کے بر تک پہنچ گئی
بر سے مثال برق جگہ تک پہنچ گئی	پی کر لہو جگر کا کمر تک پہنچ گئی

	بڑھکر سے زین پہ آئی سہنگ کے مکڑے گرے نہ تھے کہ یہ نیچے تھی ننگ کے	
نکلا اُدھر سے جو وہ اجل کا شمار تھا کوسون لہو سے دشتِ تم لالہ زار تھا	پیدل ہو یا سوار ہو یہ دودھ چار تھا بجلی چمک رہی تھی فرس بیقرار تھا	
	کیا ہوزرہ سے ضرب جب ایسی کڑی لگے سروین برس ہے تھے کہ جیسے جھڑی لگے	
صفتِ ملواری		
بہ وصفِ تیغِ مین سپر انداختہ زبان مضمون ہو مثل برق جندہ شرفشان	کٹ لکے حرف آتے ہیں لب پر دم بیان پیدا امریر کا کسے ہو شور الامان	
	کیونکر کوئی لکھے جو مجالِ رقم نہو خامہ کو خوف ہو کہ زبان پھر قسم نہو	
قد کتنا خوشنما ہو بدن کس قدر ہو دل مفتاح فتح ہو در نصرت کو اس کھول	جو ہر شناس ہو تو اسے موتیوں میں قفل وہ تیغ ہو خراج صفا ہاں ہو جسکا مول	
	اشراف کا بناؤ رئیسوں کی شان ہو شاہوں کی آبرو ہو سپاہی کی جان ہو	
دسوز و شعلہ خود سازد از دجا نگار خونخوار و کج ادا و دل آزار و سرفراز	اشکر کش و ٹھکست رسان و ظفر نواز حاضر جواب تیز طبیعت زبان دراز	
	سچ اسکی ہو پسند جہاں کو سچی نہ ہو معتوقِ پین نہیں اگر اتنی کجی نہ ہو	
پشتہ وہ اُسکا اور وہ باریکی خمیر جنگب آرزو خراج شانہ لگیے	کس بل میں بیشال اصالتِ پین بے نظیر گیتی نور و دوا دیہ پناہ فلک میر	

اُسکا جلال خُلق میں کس پر جلی نہیں کوچہ وہ کونسا ہے جہاں وہ چلی نہیں	
چھوڑے اگر شعاع کی چلن نہ آفتاب آفت کا دم ہو قمر کی تیزی غضب کی تاب	کیا تاب ہو کہ لاسکے اُسکی چمک کی تاب دشمن اُسے جورات کو دیکھے میانِ خواب
بھاگے ہزار وہ پہ نہ پانے مفر کمین بستر پہ تن کہیں ہو دم صبح سر کمین	
صفت ڈھال	
ہو دوش صبح عید شب قدر ہو سپر اک ماہ نو تو چار ستارے ہن جلوہ گر	قدرت کی ہو بہار اُدھر شب اُدھر سحر گویا دِلھن نبی ہوئی ہو لیلیٰ ظفر
جو خوبیان کہ چاہمیں وہ سب حصول ہیں مستوق سبز رنگ کے دامن میں پھول ہیں	
صفت اسپ	
لکھتا ہوا بکیت قلم سرعتِ سمند نازک مزاج خوش قد و طناز و سر بلند	۱ ہونٹسکار شیرِ طبیعت و غاپسند وہ پیش و پس وہ سُم وہ کونتی وہ جو بند
اُتری تھی اک پری فرس تند خو تھا سرعت بھری ہوئی تھی رگون میں لہو تھا	
صفت صبح	
وہ صبح اور وہ چھاؤں ستاروں کی اور وہ پیدا گلوں سے قدرت اللہ کا ظہور	دیکھے تو غش کرے ارنی گوے کوہِ طور وہ جا بجا درختوں پہ تسبیح خوانِ طیور
گلشنِ فجل تھے وادیِ مینو اساس سے جگمل تھا سب بسا ہوا پھولوں کی باس سے	

لکھنڈی ہوائیں سبزہ صحرائی وہ لہک	شرائے جس سے اطلس ہنگامی فلک
وہ جھومنا درختوں کا پھولوں کی وہک	ہر برگ گل پہ قطرہ شبنم کی وہ جھلک
ہیرے نخل تھے گو ہر یکتانتار تھے	
پتے بھی ہر شجر کے جوا ہر نگار تھے	
قربان صنعت قلم آفریدگار	تھی ہر ورق پہ صنعت ترجیح آشکار
عاجز ہو فکرت شمس ہر شمار	ان صنعتوں کو پائے کمان عقل مادہ کما
عالم تھا موحود قدرت رب العباد پر	
مینا کی تھا داد میو سواد پر	
وہ نور اور وہ دشت سہانا سا دھنسا	درآج و یکب و تہو و طو اُس کی صدا
وہ جوش گل وہ نالہ سرخان خوشنوا	سردی جگر کو بخشتی تھی صبح کی ہوا
پھولوں سے سبز سبز شجر سرخ پوش تھے	
تھالے بھی نخل کے سید گل فروش تھے	
وہ دشت وہ نیم کے جھونکے وہ سبزہ زار	پھولوں پہ جا بجا وہ گہرا سے آبدار
اٹھنا وہ جھوم جھوم کے شاخوں کا بار بار	بالائے نخل ایک جو بلبل تو گل ہزار
خواہان تھے نخل گاشن زہرا جو آب کے	
شبنم نے بھر دیے تھے کٹورے گلاب کے	
وہ قمریوں کا چار طوف سرو کے ہجوم	کو کو کا شور نالہ حق سرہ کی دھوم
سبحان ربنا کی صدا تھی علی العموم	جاری تھی وہ جوائی عبادت تھے سوم
کچھ گل فقط نکرتے تھے ربِ علا کی حمد	
ہر خار کو بھی نوک زبان تھی خدا کی حمد	
صفت گرمی	

گرمی کا زور جنگ کی کیونکر کروں بیان	ڈر ہو کہ مثل شمع نہ جلنے لگے زبان
وہ لون کہ الحذر وہ حرارت کہ لالان	رن کی زمین تو سرخ تھی اور زر و آسمان
آب خشک کو خلق ترستی تھی خاک پر	گویا ہوا سے آگ برستی تھی خاک پر
وہ لون دہ آفتاب کی حدت و قباب و تب	کالا تھا رنگ ہوا کا مثال شب
خود نہر علمتہ کے بھی سوکھے ہوئے تھے لب	نیچے جو تھے جبا بون کے پتے تھے سبکے سب
اڑتی تھی خاک خشک تھا چشمہ حیات کا	کھولا ہوا تھا دھوپ سے پانی فرات کا
گو سون کسی شجر میں نہ گل تھے نہ برگ و با	اک ایک نخل جل رہا تھا صورت چنار
ہنستا تھا کوئی گل نہ لہکتا تھا سبزہ زار	کانٹا ہوئی تھی سوکھ کے ہر شاخ بار و بار
گرمی یہ تھی کہ زمین سے دل سبکے روئے تھے	پتے بھی مثل چہرہ مدقوق زرد تھے
جھیلوں کے چار پائے نہ اٹھتے تھے تابہ شام	مسکن میں بچلیوں کے سمندر کا تھا مقام
آہو جو کا بلے تھے تو چیتے سیاہ فام	پتھر گھیل کے روئے تھے مثل موم خام
سرخ اڑی تھی پھول سے سبزی گیاہ سے	پانی کنوین میں اتر تھا سایہ کی چاہ سے
شیر اٹھتے تھے نہ دھوپ کے مارے کچھار سے	آہو نہ منٹھ مکالتے تھے سبزہ زار سے
آئینہ مہر کا تھا مکدر غبار سے	گرد و ن کو تپ چڑھی تھی زمین کے بخار سے
گرمی سے مضطرب تھا زمانہ زمین پر	بھن جاتا تھا جو گزرا تھا دانہ زمین پر
گرداب پر تھا شعلہ آہو الہ کا گمان	انگارے تھے حباب پانی شرر نشان



منجھ سے نکل پڑی تھی ہر اک ج کی زبان	تو پر تھے سب نہنگ مگر تھی لبون پہ جان
پانی تھا آب گرمی روز حساب تھی	ماہی جو سیخ آب تک آئی کباب تھی
آب روان سے منجھ نہ اٹھائے تھے جانور	جنگل میں اڑتے پھرتے تھے طائر اور دھڑ
مردم تھے سات پردوں کے اندر عرق میں	خسنا نہ مڑے سے نکلتے نہ تھی نظر
گر چشم سے نکل کے ٹھہر جانے راہ میں	پڑ جائیں لاکھ آبلے پائے نگاہ میں
آئینہ فلک کو نہ تھی تاب تب کی تاب	چھپنے کو برق چاہتی تھی دامنِ سحاب
سب سے سوا تھا گرم مزاجوں کو مضطرب	کافور صبح ڈھونڈتا پھر تا آفتاب
بھڑکی تھی آگ گنبدِ پیر خاشر میں	بادل جیسے تھے سب کرہ زہریر میں
پیرِ دہ چشم ہی پھر غیبت و امان سحاب	آئین اشک سے ہو روکش جیبِ گرداب
شب کو بچشمِ ہر سیارہ سے چشمِ بخواب	دن کو پہلو میں ہو دلِ فرطِ قلق سے بیتاب
باز آہ از جگر غم غرقِ بخون سے آید	باز آہ ہر مخم بوسے جنون سے آید
نامہ کہنے کیا گردشِ فلک نے طوی	نہ سکندر ہو نہ دارا ہو نہ جمشید نہ کمر
فرصتِ وقتِ غنیمت ہو یہی جو دمِ ہر	دم میں پھر ہم پیشِ ساقی ہو نہ ساغرِ نثر
صحبتِ ہمنفسانِ طرب آمادہ کباب	بعد ازین بزم کجا شیشہ کجا بادہ کجا
تن ہو تمسیر سر رکھ کر سیلِ فنا	دم کی ہو آمد و شد سینہ میں ہر رنگ ہوا بچ

نقش بر آب ہون ہستی کا مری و قفا کیا	موج بقیاب ہون ہی مختلف احوال مرا
گہ تھت برق دگے ابر ترم ساختہ اند	ہر زمانے بصفات و گرم ساختہ اند
گر کروں سر بسر آشفقتہ سری اپنی بیان	موبو ہو سبب درد سر زلف بتان
حال سوز غم دل لاؤں اگر تا بزبان	ہو شرر ریز نفس موج ہو شعلہ افشان
نوبو ہر نفس داغ کن میسوز و	آتش از گرمے ہنگامہ من میوز و
حال سوز غم پنهان کو کروں گر تحریر	دے انا البرق کی آواز قلم جاے حیر
اک خموشی ہو مری لاکھ زبان کی تقریر	بزم حیرت نے بنایا مجھے گویا تصویر
اپاس ناموس جنون و رس سکوت و داد است	اگوش کن گوش کہ خاموشی من فریاد است
کب چھپائے سے چھپے حال دل غم پردہ	ترجمان راز نہان کا ہی مرا چہرہ زرد
نہ کوئی مونس عزت ہو نہ کوئی ہمدرد	رو برو بیٹھ کے جسکے کوئی دم بادم سرد
نفس غم بندم و بر حسرت دیدن کریم	حال دل گویم و بر حال شنیدن کریم
نہ وہ طاقت ہو کہ رو کے شرہ کی خوبناری	نہ وہ دل ہو کہ کرے ضبط فغان زاری
منزلوں دور رہا مرحلہ خود داری	الغرض بخود ہی از بسکہ ہوئی بطاری
میز غم خوش بجگر خنجر و آزاری نیست	میوان یافت کہ با خویش تنم کاری نیست
رنج تا کامی طالع ہو مرا کام روا	درد مندی جسے کہتے ہن وہ ہو میری روا
کیا کون جب سے مبالغہ ہو زلمے کی ہوا	چشم بینا نظر آتی ہو نہ گوش شنوا

	دردم افسانہ شد و تابشیدن نرسید حیرتم آنکہ گردید و بدیدن نرسید	
آبلے سے بھی طبیعت ہو مری نازک تر کم داغی مین مقابل مرے گل ہو پتھر	نشل نکلت مجھے برباد کرے بادِ سحر سنگ ہو میری جبین پر اثرِ صندل تر	
	خون کستہ گرمی صحبت دل ناکام مرا محو سازد رنگین موجِ صفا نام مرا	
مین وہ ہوں سوختہ قسمت کہ کس طرح ممکن دماغ دل آتش سوزان ہو تو یہ کیلن	شعل برق مرے دو دو جگر سے روشن کاش جگر کین برباد ہو خاکستر تن	
	چند سوزم ز غمِ سم و چند گدازم یارب بخت ناساز بدل سوز چہ سازم یارب	
سوزش غم نے کیا بسکہ عناصر میں فتور بجسے پروانہ کرے ہمنفسی کیا مقدور	جائے خون شعلہ سرکش ہو رگونہیں مستور اگر مہنگا مہ سمندر کا نو میرے حضور	
	جاغم آتش غم آتش دل چاکم آتش آب من آتش و باد آتش و خاکم آتش	
دل نہ حسرت کش ساقی ہو زلفِ لہجہ جام دماغ حسرت ہوں مرا سیدہ سوزِ لہجہ جام	راحیتین فوج کو در کار نہ جی کو آرام محفل عیش و طرب مین مرا عیشی کیا نام	
	از غم خون جسک ببادہ بجام است مرا صحبت با غمِ دل عیش تمام است مرا	
قصیدہ مدحیہ جناب برٹ ہنری ڈیوس صاحبِ نبات کمیٹیڈ ایٹار آف انڈیا سابق چیف کشنر بہادر ملک اودھ دمام قبائل		

ای بحر فیض و کان عطا ای سحاب علم  
 کیون یوسف زمانہ نہ سب آپ کو کہیں  
 تصویر خلق و ہمت و جرات یہ شکل ہی  
 ہر حرف ایک دفتر حکمت ہی آپ کا  
 ہر طفل کو کمال ارسطو نصیب ہی  
 ای فہم ہاں یہ طرز بیان یادگار ہی  
 بولی خرد و جمال مبارک کو دیکھ کر  
 ای علم بے مثال تو خود بے نظیر ہیں  
 ہی یہ کلام جس سے سوط مشام ہیں  
 یہ قدر جسے خلعت و حکمت کو ناز ہی  
 ہر جشن عیش عقل خوشی کا و نور ہی  
 پھیلی ہن چار سمت شمایین علوم کی  
 حکمت کو کسی راے سے درس خرد ملا  
 زین سمنہ عقل کو زینت یہ کئے دی  
 دعوت میں کسکے بخت نے روز ازل چنے  
 جب جانیں ہم نہ تیری نظر کو ہو خیرگی  
 کس عقل کل کا آج یہ جشن قدوم ہی  
 اُس رشک جم کے دیکھیے آنا رتربیت  
 اللہ سے جوش بحر خرد جسکے فیض سے  
 کسب ضیا و نور سد اکس کرتے ہیں  
 سب ملک کس طرح نمود اچ آپ کا

ای کو کب سپر نو کا آفتاب علم  
 شکل زلیخا دیکھیں جو عود شباب علم  
 رخ سے عیان ہی مصفت آفتاب علم  
 ہر نکتہ اک کلام ہی اک اک کتاب علم  
 ای چرخ پیر دیکھ یہ عمر شتاب علم  
 ای نطق سن لے یہ سخن بلا جواب علم  
 قسمت سے راست آئی ہی تعمیر خواب علم  
 علم آپ کا جواب ہی خود ہیں جواب علم  
 یا کمل گیا قرا بے عطر کلاب علم  
 ہی عقل پاک پایہ فخر خطاب علم  
 کیا چل رہی دورہ جام شراب علم  
 ہی آج کل ستارہ ہند آفتاب علم  
 دکھائی کئے عقل کو راہ جواب علم  
 دولت نے کیوں یہ فخر سے تھامی کلاب علم  
 حکمت کے نقل عمدہ و جام شراب علم  
 ای آفتاب دیکھ رخ بے نقاب علم  
 کیوں جوش پر ہی فتنہ چنگ و رباب علم  
 مینو سواد ہو گیا شہر خراب علم  
 اک اک سپر نگیا اک اک حباب علم  
 مہر نیر عقل و خرد ماہتاب علم  
 ہی بہرہ یاب عدل و کرم کامیاب علم

کے کے فروغ عقل سے روشن نجوم میں	پر تو ہر کسی راے کا نور شتاب علم
پیرایہ کمال کو کس سے کمال ہی	اکس قد پر ٹھیک قطع ہو ین شتاب علم
سرسبز کشت و باغ حکم چار سمت ین	کیا جوش پر ہر بارش فیض سحاب علم
جواب ہر وہ رد کش قد و نہاست ہر	ین شہد کام سے سوال و جواب علم
پیر معان کے فیض پہ ناز ان کیوں مین	پانی کے مول کہتی ہر یان اب شراب علم

ایک شمس کو عاکہ منور رہے سا  
یہ شمع طور عقل رسا آفتاب علم

غزل مصیبت آمیز

بجا ہر آنکھوں سے گرم آنسو جو شمع کی طرح ڈھل رہے ین  
لگی ہر اکہ اک اپنے دل میں بدن سے شعلے نکل رہے ین  
کنارے دریا پہ موج کے پانی نہیں پیا ایک بوند اس چہر  
چڑھی ہی موجوں کی جسے تیر سی حساب آنکھیں چل رہے ین  
ریاض عالم میں جلوہ گرد عجیب نیرنگ بے ثباتی  
ہو اسے بہتے نہیں ین پتے درخت ہاتھوں کو مل رہے ین  
کبھی تو تم بھی نخل کے گھر سے تلاطم بحر اشک دیکھو  
کہ تبا بجا پڑ رہی ین ناندین ہو اسے میڈھے اچھل رہے ین  
کبھی نہ ہلکے گے جوش و خروش میں شب کو رستہ تھامے جوشی  
تمام حوا میں روشنی ہی چراغ غولوں کے بھل رہے ین  
جنازہ میرا گلی میں اُنکی جو پہونچے ٹھہر کے اتنا کشت  
اُٹھانے والے ہوئے ین مانے سوتھکے کا نہ صابن سہاڑ  
کسین کے نقطے اگر کہیں ین ہمارے دیوان میں کیا عجب ہو

طیور معنی میں ہر جو الفت ہم یہ دانہ بدل رہے ہیں  
 یقین ہی ہو کہ اجل کا لیکن غرض ہی نقل مکان سے اپنے  
 کڑی ہر منزل جو ہو چلی سکان سے کچھ دور چل رہے ہیں  
 خیال چاہ ذوق میں پوچھو نہ ہے احوال جو ش رقت  
 کنوئیں میں دواپے دیدہ ترکہ و نون یکسان ابل سچ ہیں  
 محبطے مردان آبی سفر کرینگے گمراہی کا  
 حباب ہوتے نہیں ہیں پیدا یہ اُنکے خیمے نکل رہے ہیں  
 بدن سے میرے جدا کیا ہر جو آج قتل میں میرے سر کو  
 ہوئے ہیں کچھ شاد شاد ایسے کہ پیتیرے وہ بدل رہے ہیں  
 یقین ہر خفت فشار میں ہوتہ زمین بند مرگ اپنر  
 جہان میں مصحف رخون بکرسون جو لوگ دست و بخل رہے ہیں  
 حد پر آکر ذرا خبر لو کہ بقیہ ارادوں کا حال کیا ہو  
 تمام اعضا پڑے ہیں جیس گروں اُنکے اُچھل رہے ہیں  
 تمھاری محفل میں نخت لایا یہاں رقیبون کا دخل پایا  
 اگرچہ پونچے بہشت میں ہم مگر جہنم میں جل رہے ہیں  
 جمل ہو گری سے تیری محفل کی شمع پروانے کیا بچائیں  
 عرق عرق ہو پروں سے اپنے ہزار نچے یہ جمل رہے ہیں  
 نہیں ہر تیرا غم جدائی یہ مرگ ہو بہر اہل عالم  
 دبا ہو پھیلی ہوئی جہان میں گھروں سے مرو نکل رہے ہیں  
 سفر سے وہ شمع رو پھرا یا ہو میں مرادین جہان کی کھل  
 اسیر گلی کے چراغ کیا کیا ہر ایک مسجد میں جل رہے ہیں

## عشق حقیقی

سبز بلخ و ہرین برگ خزان ہمنامین  
ایک جاتا ہو تو آتا ہی عدم سے دوسرا  
خاکساری کا جہان میں سب عالی رتبہ ہو  
وہ قدم فرقت میں چلنا بھی خلاوت عقل ہو  
طاقت رفتار کیسکو ضعف کا عالم یہ ہو  
کیون نہ دل لالے کرے عمر و ان کا کوچ ہو  
سفلہ عالی مرتبہ بڑھنے سے پائے دخل کیا  
تیرے کو چے جین عاشق میں عجیب بکا ہو کیا  
دم بخود سو سے عدم جاتے ہیں لاکھوں قافلے  
غم کو اوی جان حزین نو نعمت عظمیٰ سمجھ  
اہل رفعت کے لیے برگشتگی بھی دور ہو  
عاشقوں کا دخل کیا سو زغم فرقت کھلے  
ظرف عالی ہو تو اعلیٰ سب بجاتے ہیں پست  
دولت دنیا کا و ہمت و جرات کجا  
ہکو وہ پوچھے تو باہر آپس ہو جائیں ہم

پیر ہو کر پھر بشر کو لی جوان ہوتا نہیں  
اُسکی محفل کا کبھی خالی مکان ہوتا نہیں  
یہ زمین وہ ہو کہ اس پر آسمان ہوتا نہیں  
جسم میں اپنے لمبھی اب و ان ہوتا نہیں  
آنکھ سے آنسو بھی اپنا اب و ان ہوتا نہیں  
بے درو نیامین کوئی کاروان ہوتا نہیں  
جادوہ پامال خطِ ککشان ہوتا نہیں  
کس حین میں بلبلوں کا آشیان ہوتا نہیں  
اس سفر میں کوئی رنگ کاروان ہوتا نہیں  
تنگ کوئی میہان سے میزبان ہوتا نہیں  
گردشوں سے پست کوئی آسمان ہوتا نہیں  
یہ وہ آتش ہو عیان جب کاروان ہوتا نہیں  
کس جگہ نیچے زمین کے آسمان ہوتا نہیں  
شیر قالمین فرشتے شیر نریان ہوتا نہیں  
شکر کی جا ہو کہ ہم پہ مہر لایع ہوتا نہیں

## خدائی یاد میں بتیابی

حال بتیابی عیان اشکوں سے سب پر ہو گیا  
اشک نشان قبر میں یہ دیدہ تر ہو گیا  
بحر عالم میں ہو آفت لازم اہل کمال  
جس جگہ ہیں صاف طہینت ایک ہو پست بنو

تر جان دل ہمارا دیدہ تر ہو گیا  
بوریا زیر قدم پانی کی چادر ہو گیا  
ٹوٹنے کا خوف ہو قطرہ جو گوبر ہو گیا  
آگیا پانی جہان سطح برابر ہو گیا

مست و پانی نقاہت ہو امین ناتوان  
چشم پوشی کی اگر احباب نے پروا نہیں  
صبر کا کچھ حال طوفان حوادث میں پوچھ  
مردہ کچھ شتائین چلا کے روئے ہیں عزیز  
قابل نیرنگی قدرت ہو کیونکر صدف  
قدرت حق پر ہمارے دل میں غون کی ہوا  
موزیوں کی پرورش ہو باعث آزار خلق  
خاکساری سے نہیں بہتر جان میں منعمی  
چرخ گردان ہو ترقی میں تزلزل کو بھول  
رفتہ رفتہ نخل محبوب میں پہنچا قریب  
اشک بے تاثیر سے بڑھتا ہو لخت نصیبت  
دیکھے پروانے جو گردِ شمع یہ آیا خیال  
ہوں وہ غمکش بچ گئے جب نخل آندھی اسیر

سر پہچامیر تو مجھ کو دور سا غر ہو گیا  
عین عریانی میں یاں جامہ میسر ہو گیا  
ایک خرمن تھا سودہ بھی وقف صبر ہو گیا  
دم میں کتنا فاصلہ اللہ اکبر ہو گیا  
منہ میں پانی دانہ رزق مقدر ہو گیا  
کیا تماشا ہو کہ گلبن یہ صنوبر ہو گیا  
خار صواب ہو ابالیدہ فشت ہو گیا  
ہل گئی جسکو یہ دولت کی مپا گر ہو گیا  
ماہ نو ہو کر قوی کیا جلد لاغ ہو گیا  
دخل اس ابلیس کا جنت میں کیونکر ہو گیا  
دیدہ گریبان و اس شمع کا تر ہو گیا  
مجمع زیر علم جان باز شکر ہو گیا  
میں یہ سمجھا باغ میں فرش مشجر ہو گیا

### خاکساری

بلندیوں پر پانی پستی اوج کس خاکسار میں  
خوشی شب روز و بد و تھی تم اگیز گفتگو تھی  
عجب طرح کی بڑی شکل ہوئیں ہوں فتنہ مقابل  
برگ پٹا کفن کا جھکرا بزل میں ٹھیلے میں پختہ  
فراغ زیر لحد کمان ہر دہان تھی تلیں تھان  
پس اعراف و غمین ہم میں نصیب عزت میں بھی کم  
نسیم کیا جستجو سے ہو گا نہیں ہر تقدیر میں جو

پسند آئی فلک سستی وہ سرفراز غیبار میں  
ہیشہ ہنس نیے کی جو خوشی تھی شگافِ مزاج میں  
بدن کو قید کفن ہو حاصل کفن جو قیدِ مزاج میں  
سمجھ کے آنے تھے جائے تنہا سودہ کھٹیرِ مزاج میں  
برق اس جہاں تو ان ہر زمین میں فشار میں  
زمین کے آغوش میں ہم ہیں میں خاک کا کنار میں  
سوا سے سرکشگی بجا گوئے کے کیا کنار میں



ایضاً

بظاہر بیکسی گو غریبان پر برستی ہو  
بھلا دیتا ہو سب کچھ نشہ الی و اسکی برستی ہو  
خمیدہ کرتا ہو انسان کو جو ہر شرف کا  
پڑے پھرتے ہیں شہرون شہزن ہم آواکی  
اجل آنے کا ڈر ہو اور نہ کچھ خطرہ فنا کا ہو  
ہمارے حرص کو دام قناعت میں بھنسیا ہو  
دام آنکھیں تری ہیں پیش چشم اس کی گلز  
تھارے ہر کامٹھ اسطرح ہکرو لانا ہو  
کہ تم قدر اسکی گو ہمارا دل پریشان ہو  
فقیری میں مطیع اپنا کیا ہو بادشاہوں کو  
قبول ایسے ہی مضمون اگر میر کیسے تھے ہیں

فنا فی اللہ

اُلٹی ہو گئیں سب تیریں کچھ نہ دو کام کیا  
عہد جوانی سو روکا تیری میں لپٹ لکھیں  
حرف نہ جان بخشی میں اسکی خوبی اپنی قسمت کی  
ناحق ہم مجبورون پر یہ تہمت ہو فقاری کی  
سارے رندا و باش جان کچھ جو دیتے ہیں  
سر زد ہسے بے ادبی تو وحشت میں بھی کم ہوئی  
کیسا کعبہ کیسا قبلہ کون حرم ہو کیا احرام  
شیخ جو ہر سجد میں نکارات کو تھامنے میں

دیکھا اس بیماری دل نے آخر کام تمام کیا  
یعنے رات بہتے جا گئے صبح ہوئی آرام کیا  
ہمے جو پہلے کہ بھیجا سو مرنے کا بیہوش کیا  
چاہتے ہیں سو آپ کرے ہیں ہکو عبث نہ نام کیا  
بانکے ٹیڑھے ترچھے تیکھے سب کا تنکا امام کیا  
کو سون اسکے اُد گئے پر سجدہ ہر ہر کام کیا  
کوچے کے اسکے باشندوں نے سبکو ہیں سلام کیا  
جبہ خرقہ کرتا ٹوپی سستی میں انعام کیا

کاش اب منٹھ سے بچ اٹھا ورنہ پھر کیا حال  
 یان کے سفید دسیہ میں ہکو دخل چہ سو اتنا ہر  
 کام ہو میں سارے صنائع ہر ساعت کی بہت ہر  
 ایسے آہو گرم خوردہ کی دشت کھونی شکل تھی  
 میرے دین نہ بہ کو اچھے چستے کیا ہوا ان تو  
 آنکھ منڈے پر ان دیرار کو اپنے عام کیا  
 رات کو رو رو صبح کیا یاد کو جون تو شک کیا  
 استغنا کی چوگنی ان بھون جن میں برا کیا  
 سو کیا اعجاز کیا جن لوگوں نے تج کو رام کیا  
 قشقہ کھینچا دیر میں میٹھا کب ترک سلام کیا

## ہمہ اوست

جو عرش سے ہو فرشتے تلک وہ اُسی میں ہو دیکھ آنکھ کھو لکر  
 کیا کیا نہیں ہو اس میں کہ سب کچھ اسی میں ہو پر چاہتے نظر  
 دل اپنا پلے زنگ کہ دورت سے صاف کر ماند آئے  
 پھر تو بغور دیکھ کہ اس آرسی میں ہو کیا حسن جلوہ گر  
 پیرا نگاہ کر کہ تجلی حسن یار سب جا ہو آشکار  
 شعلہ سے طور کے نہیں کم روشنی میں ہو ہر رنگ کا شہر  
 کیونکہ کعبہ و کنشت میں سر مارتا ہو تو سر گرم جستجو  
 تو جس کو ڈھونڈھتا ہو چھپا وہ تجھی میں ہو پر تو ہی بخیمبر  
 جوش بہار حسن ہو کس گل کی ای صبا ہو یہ جون کا جوش  
 مصروف اس قدر جو گریبان در ی میں ہو ہر غنچہ ہر سحر  
 ہو دور جام و صحبت یار ان زندہ دل کیفیت حباب  
 کچھ ہو اگر مرزا تو یہی زندگی میں ہو باقی ہو درد سر  
 ای خود پرست پوچھتا کیا ہو خدا کی راہ ہو وہ بہت قریب  
 کم کردہ راہ آپ تو اپنی خودی میں ہو اُس سے ہو دور تر  
 صد داغ سوز عشق سے کھا بلکہ صد ہزار ہر داغ دل پہ تو

لذت تجھے نصیب اگر عاشقی میں ہو  
انشاے راز عشق نکر کہے جی کی بات  
پر وہی خوب ہو  
جی ہی میں اپنے رہنے دے جو کچھ کہ جی میں ہو  
خاموش انظر

### خاکساری

وے مجھے خلعت شہادت کا خدا کے واسطے  
شاخ گل نکلی ہو تیری کفش پا کے واسطے  
کی سا جاناں کے خاطر استخوان کی احتیاط  
ہم فقیر و ن کی کھائے سگ بھی ہرگز بخوان  
ہوں وہ میکش گرد آیا میکے میں ایک دن  
پیر ہن بھی گر رنگے اپنا تو مٹی میں رنگے  
کر دیا ہو غم نے کاہیدہ مجھے کیا ہو عجب  
اُسکا سنگ آستان کیونکر چھپے ہے جنون  
ہوں وہ پیاسا اشک بھر کر اپنی آنکھوں میں  
آرزو بس یہ رہے ہرگز نہ کچھ آرزو  
ہو گوارا رنج آنھیں جنکو ہو آرایش صید  
روون جب دریائے نسکو خون ہو طوفان کا  
ہو کے زخمی اپنے قاتل سے یہ مین اضی ہوا  
ضعف نے ایسا گھلایا ہو اسے بے نین  
تیری رام شوق میں اس درجہ لاغر ہو گیا  
دستگیر و ن کا نہ احسان ضعف نے ہونے دیا  
جو کہ قاتل ہو وہ چرچا جاسے فریب نفس سے

تیر کا دستہ منکا میری تباہی کے واسطے  
باغ میں لنگھی اگی زلزلت و تما کے واسطے  
قینچیاں لگوا میں تربت پر ہما کے واسطے  
چڑیاں ہن بادشاہوں کی ہما کے واسطے  
ہر سبوں ہاتھ پھیلائے دعا کے واسطے  
خاکساری چاہیے اتنی گدا کے واسطے  
استخوان تن سے جو نکلیں کہہ پا کے واسطے  
سنگ متفاطیس ہو زنجیر پا کے واسطے  
ہاتھ پھیلاؤں نہ میں آب بقا کے واسطے  
گرد و غماں گئے تو ترک دعا کے واسطے  
ہاتھ بندھوا میں حسین رنگ حنا کے واسطے  
ناخدا دینے لگے مجھ کو خدا کے واسطے  
سیکڑوں منہ ہو گئے پیدا دعا کے واسطے  
استخوان میرے ہوئے عفا ہما کے واسطے  
بن گیا مرگان میں چشم نقش پا کے واسطے  
ہاتھ اٹھ سکتا نہیں میرا عصا کے واسطے  
دام کب صیا دھیلانے ہما کے واسطے

بار احسان ہو جو سر پر استخوان ہو چو چور اس قدر تعظیم کا عادی ہوں گرد کیوں کبھی خرمن عالم میں جو دانہ مری قسمت کا ہو اٹھ کے بچانے سے کبے کو اگر جانے لگوں زندگی تک ہو بیان اہل سعادت کی بھی قدر انکی آرائش بیان ہو جو کسی قابل نہیں بخشدے اپنے کرم سے ای خدا ہر کم و زبیر	سنگ ہو سایہ ہما کا مجھ گدا کے واسطے استخوان تن سے مکمل آئے ہما کے واسطے برق کی خاطر ہو کب ہو آسیا کے واسطے برہمن دینے لگیں مجھ کو خدا کے واسطے بعد مردن ہو کس رانی ہما کے واسطے ہو خنا اس باغ میں بیدیت دیا کے واسطے مصلحت کے واسطے اور مصطفیٰ کے واسطے
--	---

### ملح شاہ و تہنیت نوروز

ای شاہ جہانگیر جہان بخش جہان دل جو عقدہ دشوار کہ کوشش سے نہ واپس نکلیں ہو کرے خضر سکندر سے ترا ذکر آصف کو سلیمان کی وزارت شرف تھا ہو نقش مریدی ترافران الہی تو آب سے گر سلب کرے طاقت سیلان ڈھونڈے نہ ملے موجب دریا میں روانی ہو گرچہ مجھے نکتہ سرائی میں تو غل کیونکہ نکرون مدح کو میں ختم دعا پر نوروز ہو آج اور وہ دن ہو کہ ہوئے بین تجگو شرف مہر جہاں تاب مبارک	ہو غیب سے ہر دم تجھے سب گونہ بشارت تو داکرے اُس عقدہ کو سو بھی بشارت گر لب کو مندے چشمہ حیوان سے طہارت ہو فخر سلیمان جو کرے تیری وزارت ہو داغ غلامی ترا تو قسح امارت تو آگ سے گردنغ کرے تاب شرارت باقی نہ رہے آتش سوزان میں حرارت ہو گرچہ مجھے سحر طرازی میں مہارت قاصر ہو حکایت میں تری میری عبارت نظار کی صنعت حق اہل بصارت غالب کو ترے عتبہ عالی کی زیارت
--	--

### کیفیت فنا

مزلے ہستی سے ای مسافر ضرور کہ قصد عہد کا  
سحر و نزدیکات ہو کم سحر کا تار افلاک چمکا

جو ہوا قات کی تمنا اور کو تو بھی دان نہ ایل  
 گئے کچھ ایسے نہیں تیار جو کوئی ٹھونڈ کبھی نہ  
 ہوئے لطف تحت قلع کیا کیا مٹے زرو مال کیسے  
 نہیں ہو کوئی مرض خالی قمر ہوش کہ ہر دن  
 بدن ہر لاغر جگر فرسہ و طغ و خشک دل ہر مڑ  
 اگر چہ باد صیام ہو یہ پلا بھی جام شراب ساقی  
 رہ طلب میں کھائے طالب نے جو آوارہ ہوا آخر  
 وہ طبع عاشق میں تھلا توں بانہ و دون بھلی کہ نہ  
 پگھلا تا ہون یہ تیکہ یہ خدایا واحد خدا ہوا  
 و مبادہ کش ہون کہ عیب افتد نہایت سب پہ تاج  
 نجات و نیاکے مضمون ہین نہیں کوئی نہیں ولا  
 جہاں جو لوگ اٹھ گئے ہن خبر ہو معلوم انکی کو  
 ہوا ہو یہ حال ارانیا کہ ایک شمع کبھی جو لکھا  
 جو لپے سا شمع سب ہار کمان ملین کہ کوئی نہ  
 فوج تیرا اشارہ پاؤں ابھی تیرے سر جھکاؤں  
 پڑا ہون پر خان در پر بیان جاؤں ان میں  
 گذر ہوا ہر جو میکہ میں ہر صید کرنے میں تامل

سفر سے ممکن نہیں ہر پھر نامسا فزان ہر عدم کا  
 غبار و باگت حق کیسوں نشان ہین ایک گدہ قدم کا  
 کہ ان ہر حشمت سکند نشان کیو کہین ہر جسم کا  
 کوئی تپ لڑے ہر مضطر کوئی ہر تبا و ق و دم کا  
 آنکی آجائے کوئی جھوکا کسی نسیم سیخ دم کا  
 ابھی تو ہین چند روز رو کر کسے بھر و سا ہو ایک دم کا  
 تو سیر و کھوکھ خاک سے بھی درخت پیدا ہوا قدم کا  
 کبھی بنادیر میں برہن کبھی مجاور ہو احرم کا  
 جو اُسے جگایا برہن شمع ہر تیرے کسی صنم کا  
 جو چھینے مجھے جام آئے تو خشک جا با تھہر کا  
 و راز عمر حسام قاتل جو آسرا ہو تو اسکے دم کا  
 کبھی نہ ہستی میں پھر کے آیا کوئی مسافر ہر عدم کا  
 و دات کی آنکھ خون وئی فکار سینہ ہوا قلم کا  
 جگر کو دتیا ہوا غ فرقت جو نقش رستمین ہر قدم کا  
 ہزار جان ہون تیرے قاتل طبع حکم قضائیم کا  
 ملے کوئی غم کہ کوئی ساغر خیال کسکو پیش و کم کا  
 اسیر طر ہو شراب کی یہ نہیں ہر طائر کوئی حرم کا

## صفت بہار

پھر شجر سرسبز ہن کتے ہن آتی ہر بہار  
 مدتوں سے منتظر بیٹھے ہن مشتاق جنون  
 دیکھیے جب رنگ عالم اک نئے عالم پہ ہر

رنگ بدلا دیکھیے کیا رنگ لاتی ہر بہار  
 دیکھیے کس کسکو دیوانہ بناتی ہر بہار  
 صورت انفاس ہر دم آتی جانی ہر بہار

رہتی ہیں فصل خزان کی مدتوں تک گریبا  
سبز کر دیتی ہو پتے سرخ کر دیتی ہو پھول  
کوئی گل جو سچ کوئی زرد کوئی نیل کوئی  
جلوہ گلشن دکھا کر بخشی ہو راحتیں  
چھپکے خود پر دین کر دیتی ہو ظاہر و حق  
خال ہو جاتا ہو اتر رنگ عاشق کی طرح  
غیر ممکن ہو کہ چھوڑے بے ہمسائے صبح کو  
خندہ گل کی صدائیں بے سبب آتی نہیں  
اپنے استقبالِ اول سے نہ کیوں کر خوش رہے  
بلبلیں توئی ہیں خوش رنگینی گل دیکھ کر  
بے ثباتی کا جو اپنے وہیاں آتا ہو لے  
آدمی کو دیکھنا لازم ہو چشم غور سے  
آمدِ فصل خزان ہو لطفِ رخصت ہو نسیم

چاروں کے واسطے گلشن میں آتی ہو بہار  
رنگ کس کس طور سے اپنا جاتی ہو بہا  
دیکھیے جس رنگ میں کچھ رنگ لاتی ہو بہا  
کلفتِ سبب خزان دل سے شافی ہو بہا  
آپ نہاں ہو مگر جلوہ دکھاتی ہو بہا  
حسنتے ہی نام خزان کو سمجھاتی ہو بہا  
رات بھر غنچوں کو کیا کیا کر گاتی ہو بہا  
جوش و حشمت کے ہیں مٹے سنائی ہو بہا  
پہلے سببِ باغ میں بلبل کو باقی ہو بہا  
اپنے احسان چاروں سب پر جاتی ہو بہا  
گل سے اور بلبل سے کیا آنکھیں چراتی ہو بہا  
کب بھلا کہتے ہیں غنچے مسکراتی ہو بہا  
چلیے اب سوچیں سنتے ہیں جاتی ہو بہا

### ثبوتِ توحید میں

صبر و طاقت لیے جاتی ہو خدائی تیری  
شدتِ غم میں تجلی نظر آئی تیری  
نہ تو جنت نہ جہنم کے ہیں قائل ہم لوگ  
قید کو طولِ بین تن میں نہ لکھو اور وح  
ہا اب میرے گلے کا ہوا و طوق گراں  
بس اسی زور پہ یہ کبریہ تختِ فرو  
نہ تو آغاز ہو تیرا نہ تو انجام ترا

لوٹتا ہو مجھے قساق و بانی تیری  
دل جو ٹوٹا مجھے آواز سنائی تیری  
وصلِ جنت ہو جہنم ہو جبرائی تیری  
اسی ہفتے میں ہو اک روز رہائی تیری  
جب ملکِ جسم میں طاقت تھی اٹھائی تیری  
چھین لی ایک ہی پیشہ لے خدائی تیری  
مٹی ہمیشہ سے ہمیشہ ہو خدائی تیری

ولا خموش نہ لے اب بہت تفتی کی  
تو ہم صغیر ہو مانا کلیم و قدسی کا  
فروتنی سے جو کہنا ہو عرض کر لے تو

یہ وقت وہ نہیں حسین کہ مست ہوں معذو  
مگر نہ شاہ جہان ہیں نہ اکبر و تیمور  
ہر جسطح سے جہان میں عوام کا دستور

### التجایا بحاج مرام

اگر ہمنشاہ فلک منظر پیش و نظیر  
پانوں سے تیرے ملے فرق ارادت اور  
نیرا انداز سخن شاہ زلف المام  
تجسے عالم پہ کھلا رابطہ قرب کلیم  
یہ سخن اوج وہ مرتبہ محسنی و لفظ  
تا ترے وقت میں ہو عیش و طرب کی توہیر  
ماہ نے چھوڑ دیا ثور سے جانا باہر  
پیری رانش مری اصلاح و مفاد کی پیری  
تیرا اقبال تر حسم مرے جینے کی نوید  
بخت ناساز نے چاہا کہ نہ حکم و ان  
تیکھے والی ہر سرشت اوقات میں کاغذ  
پیش و دل نہیں ہے رابطہ خوف عظیم  
و رستی سے مرا صفحہ لقا کی ڈاڑھی  
نکری میری گمراہی و اشارات کثیر  
میر سے ایام پہ ہونی ہو تصدیق توضیح  
نیک ہوتی مری حالت تو نہ تیا تکلیف  
قبلا کہ کون مکان خستہ نوازی میں یہ دی

اگر جاندار کرم شیوہ ہے شبہ و عدیل  
فرق سے تیرے کرے کسب و ات اکیل  
تیری رفتار قلم جنبش بال جبریل  
تجسے دنیا میں بچھا مادہ بدل خلیل  
اکرم داغ نہ ناصیہ سلم و نیل  
تا ترے عہد میں ہو رنج و الم کی تقیل  
زہرہ نے ترک کیا حوت گزرا تحویل  
تیری جنبش مری انجاء مقاصد کی کفیل  
تیرا انداز تنافل مرے مرنے کی دلیل  
چرخ کجا ز نے چاہا کہ کرے بھکا ذلیل  
پیلے ٹھونکی ہو بن ناخن دبیر میں کیل  
کیش و دم نہیں ہے صفا رابطہ جبرائیل  
غم گیتی سے مرا سینہ عمر کی زنجیل  
کاکہ میرا رقم آموز عبارت قلیل  
میرے اجمال سے کرتی ہو لاش تفصیل  
جمع ہوتی مری خاطر تو نہ کرتا تعجیل  
کعبہ امن و امان عہدہ کشائی میں ٹھیل

## انقلاب زمانہ

تم رنگ ہونے میں تم پھول ہو چمن میں  
 اُسے ہوئی جدائی تقدیر کی بڑائی  
 رونق جو تھی گلون کی سب گئی وہ مٹی  
 جب یار سے ملا میں غلین تھا خوش ہوا میں  
 کچھ کر سحاب آیا نہ رون میں آب آیا  
 پائی امید بستی آفت میں جان خستہ  
 بنیا پہ ہر نمایاں انجام اہل اسکان  
 مرد جلیل ہوں میں الا ذلیل ہوں میں  
 کیا چرخ کی جفا ہو اس مہر جد دل سپا ہو  
 شعر اگلے جب نہ بجائے لفظ انین کچھ نہ بگے  
 ہم سیر کو جو آتے اک طرفہ گل کھلاتے  
 زندہ سخی ہو ہر دم آئے جو موت کیا غم  
 تاب سخن کہاں ہو اسکو جو بے مکان ہو  
 خاموش اسیر ہر دم رہتا ہوں شغل خاتم

تم روح ہو بدن میں تم شمع انجمن میں  
 بے موت موت آئی فرقت ہر جوتن میں  
 آنکی نظر جو بدلی خاک اڑ گئی چمن میں  
 مردہ تھاجی اٹھایں جان آگئی بدن میں  
 دودر شراب آیا رند و چلو چمن میں  
 دل کشتی ٹھکستہ دریا سے موج زن میں  
 گریان ہر شمع سوزان شادی کی نہیں میں  
 تیغ اکیل ہوں میں لکین ہوں پست زن میں  
 انگشت آسیا ہو افسوس سے دہن میں  
 پیوند نو لگا ٹٹے پیرا ہن کہن میں  
 پھولے نہ پھر ساتے گل اپنے پیرن میں  
 ہر ذکر خیر حاتم اتہاک ہر انجمن میں  
 گویائی زبان ہو جب تک کہ ہو دہن میں  
 ہوں نامدار عالم پر مہر ہو دہن میں

## برادرت محنت بے عزت

اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے  
 کچھ شاعری ذریعہ عزت نہیں مجھے  
 ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے  
 مانا کہ جاہ و منصب ثروت نہیں مجھے  
 یہ تاب یہ مجال یہ طاقت نہیں مجھے

منظور ہو گزارش احوال واقعی  
 سویشٹ سے ہو پیشہ آبا سہگیری  
 آزاد ہو رو ہوں اہل در اسلک ہو صلح کل  
 کیا کم ہو شیرعت کہ ظفر کا غلام ہوں  
 اُستاد شہر سے ہو مجھے پر خاش کا خیال



<p>جہاں جہاں نما ہو شہنشاہ کا ضمیر میں کون اور ریختہ ہاں اس سے مدعا سہرا لکھا گیا زرہ است شمال امر مقطع میں آپڑی ہر سخن گسترانہ بات رو سے سخن کی طرف ہو تو رو سیاہ قسمت بُری سہی پہ طبیعت بُری نہیں صادق ہوں اپنے قول میں غائب گواہ</p>	<p>سو گندا اور گواہ کی حاجت نہیں مجھے جز انسا ط خاطر حضرت نہیں مجھے دیکھا کہ چارہ غیر اطاعت نہیں مجھے مقصود اُس سے قطع محبت نہیں مجھے سودا نہیں جنوں نہیں محبت نہیں مجھے ہر شکر کی جگہ کہ شکایت نہیں مجھے اکتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے</p>
---	---

### خدا جونی

<p>نور ویشون کا خر قہ چاہتے تاج شاہانا کتا بون میں دھرا ہو کیا بت کچھ لکھو ہو غینت جان و م گزرسے کیفیت گلشن میں ندیکھا وہ کہین جلوہ جو دیکھا خانہ دل میں کچھ ایسا ہو کہ جس سے منزل مقصود کو پہنچوں یہ ساری آمد و شد ہو نفس کی آمد و شد پر ظفر وہ زاہد بے درو کی ہوتی سے تہتر کر</p>	<p>مجھے تو ہوش اے اتنا رہوں میں چھپے لوہانا ہمارے دل پہ نقش کا لجر ہی تیرا فرمانا دیلے جاسا تیری بیان تنگن بھر بھر کے پیانا بہت مسجد میں سر مارا بہت سا ڈھونڈنا طریق پارسائی ہو وے یا پورا رہ رندانا اسی تک آنا جانا ہی نہ پھر آنا نہ پھر جانا کرے گر نرد درو دل سے ہاؤ ہو مستانا</p>
---	---

### گھوڑے کی تعریف

<p>ہلال آسان نجائے نعل اتشہ خامہ سواری کی صفت میں اتشہ میدان نہ ہون وہ گھوڑے اسکے چال لاک کچھ ٹھہرے وہ گھوڑے ہیں کہ جسے نقرہ متاب غنی ہو قدم کا وا ایٹرن ٹیھی پوئی دوڑنا جتنا</p>	<p>ملاوے عرش سے ڈانڈا مرزا و بخدانی فضائے لامکان ہو صفحہ کی کاغذ کی طولانی کسی شاعر سے بندہ سکتی نہیں اتنی ہر جولانی مثال المبق ایام صورت انکی نورانی ہیں سب محسن میں کی اور تازی اسکے لاثانی</p>
---	---

<p>لہذا سی تھو تھنی چھوٹی کنوتی چوڑی پیشانی کرین خود اپنی دم سے اپنے پیر کی کمرانی کھڑک تیرے کی ہر آنکو کنوتی آنکی لہجہ بانی سبک نیز اس قدر ہلے نہ پائے پیٹ کا پانی کہ صورت آنکی جوانی و سیرت آنکی انسانی نشان میں آنکے سُم کے یہ مدد و مہر دہانی</p>	<p>الشاوہ مینہ و سہمیش و پس بھاری کمر نازک بلا کا کچھنا ہر آفت کا گنڈا کرنا ہر آنکا وہ چوکتی انھیں ہوا زیا نہ دم کا چھو جانا قدم باز ایسے گویا زیر پا مواج دریا ہر اشاروں پر چلا کرتے ہیں شاہ گھوڑے تین بطارہ بھر مارے ہیں پین شیر گردون کو</p>
---	---

## مطلع

<p>ہوا چھوٹی نہیں مکن ہر اپن کب ہوا پانی مستحق میں اگر کھینچے انھیں نہ اولیائی کرین آقاے نعمت پیچہ پر آنکی جولائی یہ سب نقل کو اکب یکے ہوں گیتا پانی معاذ اللہ براق آنکو نہ سمجھے کوئی دہقانی چڑھے اپن جو کوئی اوڑھ کر بارش میں پانی سوار اُسے فرا چل لکے دیکھے آنکی جولائی نبی ہر تار برقی سے دم آنکی میں نے پہچانی وہ دیون میں گھبیون کو کھینچ لیجائے تپانی پری ہر بادیا ہر گھیاں تخت سلیمانی آسمی گھیاں میں یا شرک پر زون تانی دُخانی کشیتوں کا گھبیون ہر جگر پانی</p>	<p>انھیں آتش کے پر کالون میں ہر بجلی کی جولائی بیمحکمہ موفقم کو تازیانہ صاف اڑ جائیں لالی سخن بن جائیں ہونٹھوں پر درغلطان کھین شیریں اسی مٹھی پوئی میں چم کو دوسے ہوں اشاروں میں اڑیں اڑ کر گئی ہوں چا اتریں یہی ثابت ہو جاتا ہر ہوا پر ابر کا لگے جو نکلے جیم منہ سے چین میں تو لام لندن میں خبر تیرے پڑی رہتی ہر وہ لگے پونچتے ہیں ہوا جس طور بادل کو اڑا لیجاتی ہر کو سون کلین میں پاکہ گھوڑے ریل پونچ گٹری ہر خداوند ایہ گھوڑے ہیں میں میا فشتے ہیں طرک پر نفل سے رہتے ہیں آتش زیر پا گھوڑے</p>
---	---

## شاعر مختار سنگار روزگا

<p>حبذا ای جو شس دریاے کرم</p>	<p>مرحبا ای بحر بخشش کے گھر</p>
--------------------------------	---------------------------------

چپ جور ہتا ہوں تو چھٹکتا ہوں جگر  
کھوٹے داموں اب بکا میرا ہنر  
بخت و اژدہا نے بٹھایا خاک پر  
اب وہی سکے ہوئے داغ جگر  
اب سیرِ بخت اور مین آکھوں پہر  
اب گرا آکھوں سے ہو کر در بدر  
دور دور اب مجھے رہتے ہیں بشر  
کیا یہی تھا اس ریاضت کا ثمر  
قہر و جبر پریشان استعد  
گردشیں سی گردشیں ہیں الحذر  
تیرے در کو چھوڑ کر جاؤں کہ مصر  
قبضہ مالک میں رہتی ہو مگر  
تو ہی تو ہو سرخرو میں ہوں اگر  
دوسرے سے کچھ نہ مانگوں عمر بھر

شمع کی صورت ہو میرا حال زار  
شعر سے بازار میرا گرم تھا  
شعر سے قمار عشق پر میرا داغ  
شعر سے سکے تھے میرے ہر جگہ  
شعر سے میرے منور تھا جہان  
شعر سے آنکھوں پہ تھی میری جگہ  
شعر سے مشہور تھا مین دور دور  
بارور ہو کر ہوا مین سب یہ بار  
تجسمہ مدوح اور مجسمہ مدح گو  
چاک کی صورت نہیں دم بھر قرار  
ہوں یہاں بے خانان و بے دیار  
ویکیلے تلوار چلتی ہو تو کیا  
ماڑھ کاٹے نام ہو تلوار کا  
مانگتا ہوں یہ قصیدہ کا صلہ

اشعار مختلف در بیان اعضا حسب ترتیب و رعایت سرایا

یا ان کے نیچے زمین ہو آسمان بالا  
شمع جلتی ہو تو ہوتا ہو دھواں بالا  
بعد مرنے کے پھر بکا اک جہاں بالا  
عندلیبوں نے اٹھایا ہو گلستان سر یہ  
لیکیا تخت اٹھا کر نہ سلیمان سر پر  
ہو کوشا ہنر جو کرین بے ہنر داغ

مجسمہ رستم ہو گویا دنیا مین کہ انصاف کو  
کہاں چیرے سے غرر ہوتا ہو روشن طبع کو  
اگر انسان کو ہو لازم کس حقیقت پر پہلا  
فصل گل آلی جنوں مین کہ قیامت کی  
پاکہاری نہیں کچھ دولت دنیا کو دلا  
دنیا مین ہو غرور و تکبر ہنر کے ساتھ

یہ سات عیب دولت تکلفتہ تھے ہیں  
 لاغری سے بہت پریشان ہوں  
 سرکش زمین پر رکھتے نہیں پائون کبر سے  
 ناتوانی کا بُرا ہوتجھے کیونکر دیکھوں  
 رخ ہر والہ اگر زلف ہر والہ لیل و ماہ  
 فائزہ سستی میں ہر اک ماہ ہر ماہ رمضان  
 ہر سیر ممکنات حقیقت کی آنکھ سے  
 ناصر ہر ایک جنس سے ہر توحید تر  
 مرض مختصر ہی سے یہ تماہرت ہر مجھے  
 شمال و دن گل بادام سے جو آنکھوں کو  
 آپ اپنے عیب سے ہوتا نہیں اتھن کوئی  
 ایک دن فرصت نہیں ملتی ہر شبہ کہی  
 سنبھلے گیو دن پر قوس فدا ابرو پر  
 اُس غیرت قمر کے اگر دیکھ پائے ہونٹھ  
 کسکو ملا ہر اُس دہن تنگ کا نشان  
 ہنسی پر آپ کی کیونکر فدا نہ ہوں اختر  
 بقول حضرت ناسخ حسام حسرت میں  
 امی رشک گل سیاہ زبانوں سے کر حذر  
 مداح اُس جناب کا ہوں جسکی مح میں  
 جب خالق زبان دہن کی صفت نہیں  
 آنکھ لگتے ہی کتوئیں سیکڑوں آتے ہیں نظر

نخوت فساد کبر غضب شور و شر و مانع  
 یہ مرے دست و پائین باہین بال  
 مرنے کے بعد ہوگی غب از زمین چین  
 بند آنکھیں ہوئی جاتی ہیں یہ بین بار بار  
 سورہ نور میں دونوں یہ طرہ ابرو  
 دیکھوں ہر چاند میں تلوار میں خدا ابرو  
 کثرت کو دیکھتا ہوں میں حدت کی آنکھ سے  
 فرے کو بھی نہ دیکھ اہانت کی آنکھ سے  
 تل ہو سبیلی کو گراں آنکھ کو دو بھر پلکین  
 کون زر گل بادام میں یہ خار مرہ  
 جیسے بواپنے دہن کی آتی ہو کم ناک میں  
 دم ہمارا لائے ہیں سس درجہ انسانیت  
 ماہ قربان حسین ہر شاہ عارض  
 لعل میں بھی رشک سے اپنے چہانے ہو  
 یہ دہم ہو جو ہکو ہوا، خیال لب  
 کہ میں فروغ میں ایسے فزون تھا رونا  
 بنے ہیں ہونٹھ چہانے کو بس ہر دانت  
 سو سن سے بار بار ملایا نہ کر زبان  
 اکثر بنا کیے ورق ہر شجر زبان  
 کس کام کی زبان ہو کس کام کا دہن  
 چاہ میں اپنی دکھاتا ہوں ہی خواب فتن

نیک و بد کی ہو خبر کیا جو یہ ہو جائیں ضم  
 حال اگر رونے کا میرے گوش زد ہو جائیگا  
 دریا دلون سے ڈرتے ہیں دشمن ضمیر بھی  
 جلوہ افروز نئے رنگ سہر جاہ و دہ رخ  
 ہزار حرف شکایت بھر سے ہیں بفریاد  
 کیا منہ جو چڑھے کوئی ترے تیر کے منہ پر  
 آوازیہ ہوتی نہیں زہار گلے میں  
 لاغر ہیں ہم ایسے کہ نگل جائے جو چوٹی  
 میں وہ سخن آراے شہنشاہ جان مہن  
 وہ زشت بخت ہوں کہ ملائک کو بھی سر  
 نیکی مری تو نام بدون کے کہن قم  
 امی منموغور و رسخا دست نہ چاہیے  
 دنیا میں ہاتھ پھیلتے ہیں پیٹ کے لیے  
 کیا کائنات حباب سے ہاتھ آیا موج کو  
 سوز و گداز ہر سے پہونچا یہ حال صبح  
 قاصد اگر میں لکھوں حال غم فرقت کو  
 ٹھیس ساغر کو لگی ٹوٹ گیا بیٹھ مل  
 شائد کہ گنج علم ہنس رہا تھا آئیگا  
 مس کیا ہو خط کے دینے میں جو اُسے دست یا  
 کر تو واضح غم جو ہو پست بلند و ہر کا  
 اس قدر تیری ہیکلیتی کی ہوا میں بندھ گئی

میں خبر دار پڑے اپنے چپ اس کے کان  
 حلقہ گرواب بجا لیگا بالاکان میں  
 تھرا لے کیوں نہ پانی میں شمع قمر کی لو  
 چشم ہفتاد دولت کا تماشہ دہ رخ  
 خدا کو مان نہ کھلو اکسین ہمارا منہ  
 یہ ہم تھے گلار کھد یا شمشیر کے منہ پر  
 سمجھو نہ رگیں ساز کے ہیں تار گلے میں  
 اگے نہ ہمارا یہ تن زار گلے میں  
 ریشہ مری ہیبت ہو نفور کی گردن  
 لکھنے کا پیش آنے جو کچھ کام دوش پر  
 زشتی لکھیں بدون کی سرمام دوش پر  
 دو ہاتھ ہیں ہمارے خدا کے ہزار ہاتھ  
 سائل کو اور کے لیے کرتے ہیں حج ارب ہاتھ  
 پھیلا کسی کے آگے نہ تو بار بار ہاتھ  
 گلے ہیں ہاتھ اور پھلتی ہیں کُنیاں  
 بار خط کا متھل نو تیرا پہونچا  
 دم فنا ہو گیا شیشے کو جو صدمہ پہونچا  
 کھیلانی ہیں جو آج ہماری ہتھیلیاں  
 شوق دل سے چومتا ہوں نہ برکی گلیاں  
 جب ملین جھلک رہی ہیں بچوں برابر انگلیاں  
 جو تری تعلیم پر آیا ادا میں گھائی ان

یہ شغل عتدانا مل ہو اسم اقدس کا  
تیرے دل سے گرہ کینہ کو وہ جب کھلے  
جلایاں تک تب غم سے دل غمناک سنیں  
مجھ وحشی کو پتھر سے ہو یہ شوق کہ ہر دم  
دل ستم زود و یاس و حسرت و ارمان  
ستی نہ ایک مری بات ہاے صد فہوس  
آیا ہر ہاتھ ہکویہ مضمون چسپہ رخ سے  
بات وہ کر کہ جو دشمن بھی رضامن رہے  
جسم انسان وہ بنا آفت ملک مرنے لگے  
تھی شیر عرش اب ہیگی اسیر شت خاک  
چار دیوارِ عناصر گر پڑی ترپے یہ ہم  
مقابل ضرور چاہیے تکلیفِ خلاصی  
دل صاف کر کہ جلوہ باطن نظر پڑے  
کس قدر صاف ہو تمھارا پیٹ  
تیری ہی فکر رہتی ہو دن رات  
روک لے اپنا قلم ایوانِ شیرین بیان  
یون تو کرو تاف ہیں پوشیدہ نظر سے  
سنتا ہو دلا اہل جان کی ہو یہ عادت  
بندھے ہوئے ہیں کروڑوں گنہ کے پستار سے  
آکے دُنیا سے یہ تحفہ لیچلے ہم رو سیاہ  
گم کر خودی کو تا تجھے حاصل کمال ہو

تمھاری یاد میں ہیں صورتِ باقی نورین  
غوطہ گر مار سکے آبِ گہر میں ناخن  
اگر ڈھونڈے کوئی دل کو یہ پانچ خاک سنیں  
دو چار تو ہیں ہاتھ میں دو چار نعل میں  
انیس ہیں بی دو تین چار پہلو میں  
سنا یا حالِ دل اُسکو ہزار پہلو میں  
روشن اُسی کا نام رہے جو جگہ دل  
منہ پہ اچھانہ کہیگا تو کسے گا دل میں  
چار جو ہر ایک ہو کر نگلی صمصام روح  
واہ کیا آغاز تھا اور کیا ہوا انجام روح  
رفتہ رفتہ نگلیا چوراہا قصر خام روح  
کیسی اسیر دام ہو رگماے تن میں روح  
آئی ہو دید حسن دکھانے بدن میں روح  
دشمنات آئینے سا ہو سارا پیٹ  
جیتے جی تو نے ہکوارا پیٹ  
نین گنجائش توصیتِ اصلافا میں  
ن لکھنے میں معلوم ہوئی میمِ کمراف  
میر تو خوشامد کرین تحقیق پس پشت  
مہ کیون نہویری میں پھر تار پیٹ  
بین اعمال نامہ بارِ عصیان پیٹ پر  
مہم جب ہوئی تو ہوئی نامور مکر

۱۔ اب تو شوکت نے ترے دریہ جایز انو	۱۔ جز قضا تا ب ہر کسکو جو اٹھائے ہلو
۲۔ ہلتے ہیں خود بخود مرے اندر کفن کیے پاؤں	۲۔ اللہ رے شوق و شہت نور دی کہ ہنگ
۳۔ اپنی آنکھوں کو بچھائیں دوست دشمن زیر پا	۳۔ شاہ راہ ہستی موہوم میں وہ حال حل
۴۔ زور کا ہوتا نہیں زہنسا رسکن زیر پا	۴۔ پاک طہنیت لب چلین ہی بخوتوں سے ذکر کیا
۵۔ ہر قدم کس کس کا آجاتا ہر مدفن زیر پا	۵۔ چشم عبرت کیوں نہ خون رو کہ ہنگام خزا
۶۔ اب میں دیکھیں جو اس شک ملک کی اڑیاں	۶۔ زندگی بھرا یریاں رگہ را کیے نکلا نہ دم
۷۔ انوں حندل کے بنائے اور اگر کی اڑیاں	۷۔ صنایع عالم نے جب تیرا بنایا کالبد
۸۔ بیوں ملائے ہوئے شمس و قمر سے تلوے	۸۔ فرق دن رات کے مانند ہر اینیں انہیں
۹۔ دیکھتا خواب میں تیرے جو سکندر تلوے	۹۔ نہ بناتا کبھی آئینہ احیہ ت افزا











